حلالہ کی چھری
یا
رافضیت کا خنجر



سن لو! جس کو جنت کی وسعت پسند ہو تو وہ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی جماعت ہی سے منسلک ہو جائے
اس لیے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہو گا۔ (مشکوۃ)

ابو سعد

نمبر شمار	عنوان	صفحہ
۱۔	تعارف	4
۲۔	دین مبین کی شان میں گستاخیاں	6
۳۔	شیعیت کا حوالہ	8
۴۔	حلالہ اور کتاب اللہ	15
۵۔	حلالہ و تحلیل کی تعریف و تشریح غیر مقلدیت سے	20
۶۔	احادیث میں محلل و محلل لہ کی مذمت کی گئی ہے نہ کہ حلالہ (تحلیل) کی	22
۷۔	طلاق دینے کا احسن و سنت طریقہ	26
۸۔	حلالہ اور احادیث نبوی ﷺ	28
۹۔	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تین طلاق کسی شرعی بنیاد کے بغیر تھا۔ العیاذ باللہ	34
۱۰۔	حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ابن عباس رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ تین طلاق کا رد	38
۱۱۔	حضرت عبد اللہ بن مسعود کے فتویٰ تین طلاق کا رد	39
۱۲۔	خلیفہ راشد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تین طلاق کا فیصلہ خلاف سنت تھا۔ العیاذ باللہ	41
۱۳۔	غیر مقلدین کے گستاخ خیالات صحابی رسول امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق	42
۱۴۔	امام بخاری رحمہ سے غیر مقلدیت کا شکوہ	46
۱۵۔	غیر مقلدیت یا رافضیت	48
۱۶۔	اہل حدیث نام کب اور کیسے رکھا گیا، ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر سے	51
۱۷۔	مجلس واحد کی تین طلاق	52
۱۸۔	تین طلاق کا ثبوت سنن ابوداؤد سے، ترجمہ شدہ از غیر مقلد وحید الزماں	53
۱۹۔	تعارف غیر مقلد مترجم صحاح ستہ و قار نواز جنگ بہادر نواب وحید الزمان	55
۲۰۔	حدیث رکانہ رضی اللہ عنہ کی من مانی تشریح	56

۲۱۔	مقام صحابہ وجماعت صحابہ رضوان اللہ اجمعین، تفسیر ابن کثیر سے	60
۲۲۔	نجات کس راستے پر چلنے میں ہے، تفسیر ابن کثیر سے	62
۲۳۔	فضائل ومناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ	63
۲۴۔	فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تفسیر ابن کثیر سے	64
۲۵۔	فضائل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ دوسرے الہامی مذاہب میں	65
۲۶۔	حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، بدری قیدی اور دریائے نیل تفسیر ابن کثیر سے	68
۲۷۔	فضائل صحابہ رضوان اللہ اجمعین صحیح بخاری ومسلم سے	69
۲۸۔	علم ودین میں فراوانی ومحدث امت محمدیہ ﷺ کی بشارت لسان نبوی ﷺ سے	70
۲۹۔	وحی الٰہی کا عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت میں اترنا۔	72
۳۰۔	حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور قواعد عدالت	73
۳۱۔	مدینہ میں زلزلہ کے جھٹکے اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، تفسیر ابن کثیر سے	76
۳۲۔	کیا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کا فیصلہ قرآن وسنت کی منشا کے خلاف تھا؟	77
۳۳۔	ایک عام قریشی عورت کا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ٹوکنا	82
۳۴۔	دور فاروقی رضی اللہ عنہ میں صحابہ کے ایمان ویقین کی ایک جھلک تفسیر ابن کثیر سے	88
۳۵۔	مجلس واحد کی تین طلاق قرآن کی روشنی میں	91
۳۶۔	مجلس واحد کی تین طلاق احادیث کی روشنی میں	96
۳۷۔	مجلس واحد کی تین طلاق امام دار الہجرت امام مالک رحمہ کی موطا سے	121
۳۸۔	ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تین طلاق	121
۳۹۔	عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ وعبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ تین طلاق	122
۴۰۔	عورت کا ایک مجلس میں تین طلاق دینا	123
۴۱۔	نشے میں یا مذاق میں طلاق	125

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کچھ عرصہ پہلے غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہیں کی کتاب "حلالہ کی چھری" نظر سے گذری جس سے جہاں لکھنے والے کی علمیت و ذہنی سطح کا اندازہ ہوا وہیں شدید تکلیف اور افسوس بھی کہ موصوف نے مخالفت کی آگ میں ساری حدیں ہی پھلانگ لیں اور یہ بھی نہ دیکھا کہ ان کے اس نادر "علمی جواہر پارے" سے چوٹ کس پہ پڑ رہی ہے۔ اگر کوئی شریعت کے کسی حکم کو اپنی گمراہ کن خواہشات کی تکمیل کے لیے غلط طرح سے استعمال کرے تو کیا یہ مناسب ہے کہ بجائے اسکی اصلاح و سزا کے، شریعت کو ہی نشانہ تنقید بنالیا جائے اور یہ بھی نہ دیکھا جائے کہ حکم کون دے رہا ہے اور اس کی تشریح کون کر رہا ہے۔ کتاب میں قرآن و احادیث مبارکہ بالخصوص صحیح بخاری کہ جس کا نام لیتے لیتے یہ نام نہاد غیر مقلدین نہیں تھکتے کے حوالہ جات کم اور دروغ گوئی اور قصہ گوئی اور جنسیت زیادہ تھی، یہاں تک کہ کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ سے ثابت شدہ اس حکم کو ہندوؤں کے مذہبی حکم سے ملا دیا گیا اور کہیں فلمی اداکاراؤں کی آپ بیتیاں بیان کی گئیں اور کہیں شیعیت کے فتاویٰ کو دلیل بنایا گیا، قارئین غور فرمائیں موصوف شریعت کے نازک ترین مسائل (مبنی بر حلت و حرمت یعنی حلال اللہ و حرام اللہ) میں کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بشمول جماعت صحابہ رضوان اللہ اجمعین و تابعین، تبع تابعین و ائمہ اربعہ جیسے روشن ستاروں کے مقابل کیسے کیسے طبقات اور لوگوں کے دلائل اور قصے بیان کر رہے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

موصوف نے یہ تک نہیں سوچا کہ یہ موضوع کسی عشقیہ افسانے یا جنس سے متعلقہ نہیں ہے کہ جس پر جو دل چاہے موج اور مستی میں لکھ دیا جائے۔ اور عنوان رکھا "حلالہ کی چھری" اور

اس رافضیت کی گستاخ چھری سے قرآن و حدیث کی وہ گت بنائی کہ الامان الحفیظ۔ قابل غور بات ہے کہ رافضیت کے ستونوں پر کھڑے اس اقلیتی گروہ نے کچھ حدیثیں تو اس معاملے میں رد کر دیں تو کچھ رفع یدین کچھ قرات خلف الامام تو کچھ اٰمین بالجھر کچھ جنازہ تو کچھ تراویح میں تو پھر باقی بچا کیا اور صحت کتب حدیث پھر کہاں رہی، سچ ہے انکار حدیث کی پہلی سیڑھی ہے غیر مقلدیت۔ جب آپ حدیث پر حدیث رد کرتے چلے جائیں گے تو پھر آخر میں انکار حدیث ہی کرنا پڑے گا۔

ایک خالصتاً قرآنی حکم جو کہ نص سے ثابت شدہ ہے اور اس کے حق میں بے شمار احادیث مبارکہ بھی موجود ہیں کو یہ عنوان دینا ہی گستاخی اور بدترین گستاخی ہے۔

ذرا بھی نہ سوچا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ حلالہ کا حکم کون دے رہا ہے؟

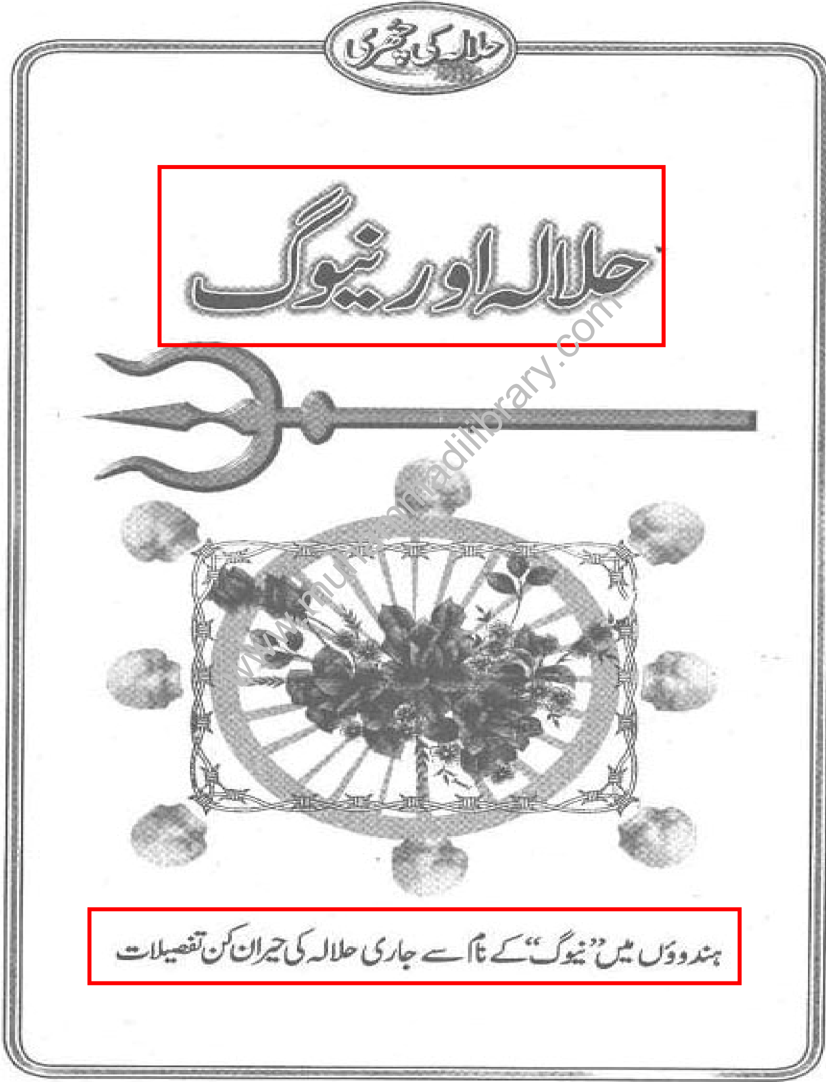
کچھ خیال نہ کیا کہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ صحابہ کو حلالہ کے بارے میں تشریحاً کون بتا رہا ہے؟

افسوس اپنی ضد اور ہٹ دھرمی میں موصوف نے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات کو نظر انداز کرتے ہوئے حلالہ (تحلیل) کو جو کہ ایک اصطلاحی لفظ ہے اور خود غیر مقلدین بھی اسے استعمال کرتے ہیں صرف اور صرف ضد اور ہٹ دھرمی میں ایک گالی بنا کر پیش کیا کہ یقین کرنا پڑا کہ "یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں"۔

اس کتاب میں مذکورہ گستاخیوں و گمراہیوں کی نشاندہی کرتے ہوئے قرآن و حدیث سے دلائل پیش کیے گئے ہیں تا کہ کہ پڑھنے والے خود دیکھیں کہ حلالہ کیا ہے اور کس نے اس کا حکم دیا اور کس نے اس کی تشریح کی اور اگر بقول موصوف کے یہ چھری ہے تو کس نے امت مسلمہ کے ہاتھ میں یہ چھری تھمائی۔

ابو سعد

رافضیت کے خنجر سے دین مبین پر لگائے گئے چند چرکوں کا عکس



ہندوؤں میں ایک قبیح مذہبی فعل ہے جس کو نیوگ کہا جاتا ہے۔ یہ حلالہ سے مشابہہ ہے چونکہ مسلمان ہندوؤں کے ساتھ ہزار سال تک باہم مل جل کر رہے ہیں۔ اس لیے ان کی رسوم و رواج اور تہذیب و ثقافت اور تمدن میں رنگے جا چکے ہیں۔ اب حلالہ جیسی قبیح رسم بھی ان کے ضمیروں کو نہیں جھنجوڑتی کیونکہ ہندوانہ تہذیب کا اثر ابھی ان کے ذہنوں میں راسخ ہے۔ وہ ہندوؤں کے ساتھ رہے۔ ہندوؤں میں بد کاری کو بلا کسی کراہت کے نیوگ کے نام سے جاری و ساری دیکھتے رہے اس لیے یہ ان کے لیے کوئی قابل مذمت اور حیران کن یا شرم ناک چیز نہ رہی' اس لیے کہ وہ اپنے روز مرہ کے معمولات میں اس کا مشاہدہ کرتے رہتے تھے لہٰذا وہ اس کے خلاف نہ صرف یہ کہ مدافعت نہ کر سکے بلکہ وہی نیوگ حلالہ کی صورت میں ان میں رائج ہو گیا جو کہ اب تک پوری شدومد سے جاری ہے۔ آیئے! دیکھتے ہیں کہ نیوگ کیا چیز ہے؟ "نیوگ" وہ قبیح قابل نفرت اور شرمناک عمل ہے کہ جس نے ہندوؤں کے سر بھی شرم سے جھکا دیئے ہیں۔ جیسے مسلمانوں میں "حلالہ کی اولاد" ہونے کا طعنہ دیا جاتا بالکل اسی طرح ہندوؤں میں کسی مخاصمت کے موقع پر نیوگ کی اولاد ہونے کا طعنہ دیا جاتا ہے۔ جس طرح ہمارے ہاں کچھ لوگ حلالہ کی رغبت دلاتے ہیں بالکل اسی طرح دُنیا کے تمام مذاہب میں سے ہندومت ہی ایسا نرالا مذہب ہے جس کے دو فرقے آدمی اور عورت کو زنا کرنے کی زبردست رغبت دلاتے ہیں اور کسی نہ کسی شکل میں زنا کا نام تبدیل کر کے کھلی اجازت دیتے ہیں۔ ایک فرقہ "بام مارگی" ہے' جس کے پیرو کار جنوبی بھارت میں موجود

مصنف کی گستاخی دیکھیے لفظ حلالہ کو کیسے اور کہاں جوڑ رہا ہے۔ اگلے صفحات میں غیر مقلدوں کی ترجمہ شدہ صحیح بخاری سے صفحات پیش کیے جا رہے ہیں جو اس لفظ کو اللہ و رسول ﷺ کی طرف جوڑ رہے ہیں۔

شیعہ مکتبہ فکر کا موقف

"یہ دیوانے ہیں" جناب شاہد نقوی :

اس سلسلہ میں ہم شیعہ مکتبہ فکر کے عالم جناب شاہد نقوی کا موقف آپکے سامنے رکھتے ہیں۔ جو شیعہ مکتبہ فکر کے ہی ترجمان ماہنامہ العارف لاہور میں شائع ہوا۔ حلالہ کے متعلق اپنا موقف واضح کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں :

"مذہب امامیہ کی رُو سے حلالہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔ اس لیے کہ کوئی دیوانہ مرد ہی ایسا ہو گا جو وقفہ وقفہ سے طلاق دے کر اور طلاق مؤثر ہونے کے بعد عقد جدید کرتا رہا ہو۔ اور تیسری مرتبہ یعنی طلاق بائن کے بعد بھی وہ اس عورت کا خواستگار رہے اور انتظار کرے کہ : "دوسرا شخص اس عورت سے شادی کرے اور جب وہ اپنی مرضی سے طلاق دے گا تو پھر اس سے شادی کرے اور اسی طرح کوئی دیوانی عورت ہی ایسی ہوگی جو اس قسم کے شوہر کی زوجیت سے خارج ہونے کے بعد پھر اپنے اختیار سے اس جیسے شخص سے عقد جدید کرتی رہے۔ اور طلاق بائن کے بعد کسی دوسرے شخص سے شادی کرنے کے بعد اس سے بھی طلاق لے کر اپنے پہلے خاوند سے شادی کرے۔" (ماہنامہ العارف فروری 1996ء)

مذکورہ بالا احادیث اصحابِ رسول تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین، محدثین اور مختلف مکتبہ ہائے فکر کے علماء کی صراحت سے واضح ہو گیا کہ ایک مجلس کی تین اکٹھی طلاقیں ایک ہی طلاق رجعی واقع ہوتی ہے اور اسے تین طلاقیں شمار کر کے حلالہ کروانے کا فتویٰ دینا قرآن و حدیث اور آثارِ صحابہ کے خلاف ہے اور سراسر بے غیرتی اور حیا سوزی پر مبنی ہے۔ دینِ اسلام میں حلالہ جیسے لعنتی عمل کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔

ادارہ دارالدعوۃ السلفیہ لاہور نے کچھ عرصہ قبل "مجموعہ مقالاتِ علمیہ" کے نام سے ایک اہم دستاویزی کتاب شائع کی جو بلاشبہ ایک عظیم اور اہم دستاویز ہے جس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بیک وقت کی تین طلاق کے زیر عنوان پوری دُنیا کی تقلیدی سوچ تیزی سے تبدیل ہو رہی ہے اور اس بارے میں اسلامی دُنیا کے اندر اتنی زیادہ پیش رفت ہو چکی ہے کہ اب کسی بھی منصف مزاج غیر متعصب اور نیک دل مسلمان کو اپنے جامد اور بے جان

ایک مجلس کی تین طلاق کا فتویٰ رسول اللہ ﷺ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عباس، عبداللہ بن مسعود اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، تابعین اور ائمہ اربعہ دیتے رہے، اور اس غیر مقلد کے الفاظ اور ان میں پوشیدہ گستاخی وضد دیکھیے۔ العیاذ باللہ

متعہ کا ذکر قرآن میں ہے، اس سے پیدا ہونے والا بچہ پاکباز ہوتا ہے: علامہ ساجد نقوی

[illegible]

جو شخص متعہ کو جائز قرار دیتا ہے وہ اسلام دشمن ہے اور فحاشی کو فروغ دینا چاہتا ہے: اجمل خان

[illegible]

نادرہ کے خاوند ملک اعجاز کو متعہ کرنے پر سزا ملنی چاہیے، متعہ کرنے والے پر حد جاری کی جائے: عبدالقادر روپڑی

[illegible]

متعہ اسلامی قوانین کے نزدیک زنا ہے اور اس کے کرنے والوں کو سنگسار کیا جائے یا کوڑے لگائے جائیں: شفیق پسروری

[illegible]

[illegible]

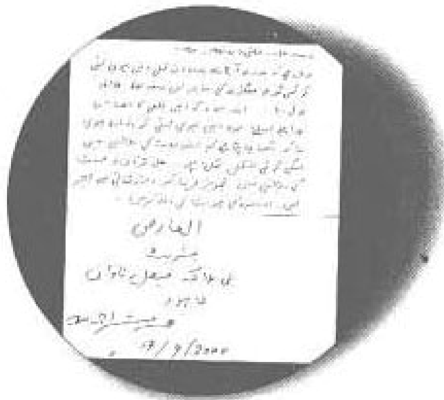
اگر شیعیت کے فتاویٰ غیر مقلدین کے نزدیک حجت ہیں اور وہ بطور دلیل انہیں پیش کر رہے ہیں تو پھر مندرجہ بالا فتویٰ جو کہ اسی کتاب کے ایک صفحے کا عکس ہے تو بدرجہ اولیٰ حجت ہونا چاہیے۔ یقیناً یہ فتویٰ بھی جو متعہ کے متعلق ہے ان کے نزدیک حجت ہو گا؟



یقیناً ایک حساس شرعی موضوع پر لکھی گئی دینی کتاب میں مندرجہ بالا عنوانات و آلہ موسیقی کی تصویر اور جنس زدہ ذہنیت کے نشانات سے غیر مقلد مصنف کی ذہنی و قلبی وابستگی اور پاکیزگی کا پتہ چلتا ہے، اور اتفاق ہے کہ فلمی دنیا میں اکثریت رافضیت ہی کی پیروکار ہے، جس میں متعۃ النساء تو با آسانی ہضم ہو جاتا ہے۔


دار الافتاء

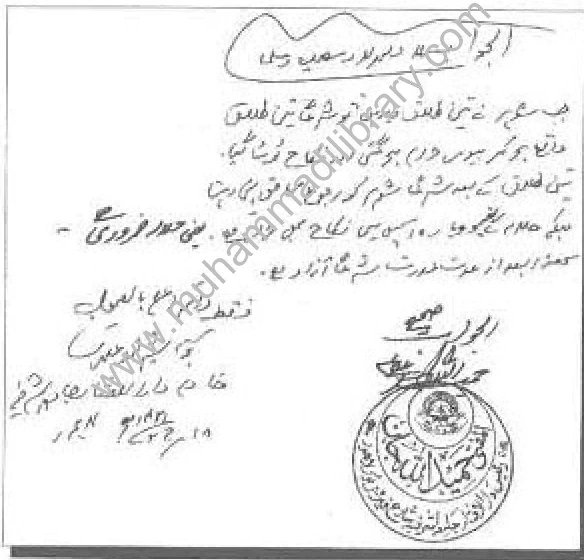
قائد انقلاب اور منہج نبوی کے علمبردار ہونے کے داعی طاہر القادری کے ادارہ منہاج القرآن کے جاری کردہ فتویٰ کا عکس جس میں سائل کو بتایا گیا ہے کہ "اب آپ کی بیوی آپ پر قطعاً حرام ہے' حرام ہے' حرام ہے- بیوی حلال ہونے کی ایک ہی صورت ہو سکتی ہے کہ وہ کسی اور مرد سے قربت (حلالہ) کرے پھر وہ مرد اپنی مرضی سے جب چاہے طلاق دے یوں اگر وہ چھوڑ دیتا ہے تو آپ اپنی بیوی سے مل سکتے ہیں لیکن یہ حلالہ کے بغیر ممکن نہیں-





جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور کے جاری کردہ فتویٰ اور سائل کے پرچہ کا عکس جس میں بتایا گیا ہے کہ اب جب تک اس عورت (کہ جس کو اس کے خاوند نے ایک ہی مجلس میں تین دفعہ لفظ طلاق کہہ دیا ہے) کا مزہ غیر مرد نہ چکھ لے یعنی اس کے ساتھ جماع (ہم بستری) نہ کر لے اس کے خاوند کے لیے حلال نہ ہوگی۔





جامعہ اشرفیہ لاہور کا جاری کردہ فتویٰ جس میں خاوند کو تاکید کی جا رہی ہے کہ وہ اپنی بیوی کا حلالہ کسی غیر مرد سے کروائے یہ ضروری ہے' اس کے بغیر خاوند اپنی بیوی سے نہیں مل سکتا۔

غیر مقلد مصنف کی کتاب کے مندرجہ بالا صفحات سے یہ نتائج اخذ ہوتے ہیں کہ:

۱۔ حلالہ ہندوؤں کی ایک قبیح رسم ہے اور ہندو مذہب سے اخذ شدہ ہے۔

۲۔ حلالہ کی ترغیب دلانا ایسے ہی ہے جیسے زنا کی ترغیب دلانا۔

۳۔ مذہب امامیہ میں (شیعیت) کی رو سے حلالہ کی نوبت ہی نہیں آتی۔

۴۔ حلالہ ایک لعنتی عمل ہے۔

۵۔ لوگوں میں بیداری پیدا ہو رہی ہے اور لوگ دین کو اپنی خواہشات کے تابع کر لیں گے بجائے اس کے کہ خود کو دین کے تابع کریں۔ گویا کئی سو سال تک امت محمدی ﷺ گمراہی میں رہی اور کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کے خلاف کرتی رہی اور اب اس آخری زمانے میں راہ راست پائے گی۔

۶۔ اہل سنت والجماعت کے فتاویٰ قرآن وحدیث کے برعکس ہیں اور ان میں جو الفاظ استعمال کئے گئے ہیں غیر مقلد مصنف نے انہیں نیچے الگ سے نمایاں کر کے لکھا ہے گویا یہ الفاظ علماء اہلسنت والجماعت نے اپنے پاس سے لکھے ہیں۔ العیاذ باللہ

آیئے اب دیکھتے ہیں کہ:

۱۔ کون اس کو بیان کر رہا ہے اور دین میں داخل کر رہا ہے اور حلالہ کے لفظ کا ماخذ کیا ہے؟

۲۔ کون حلالہ کی ترغیب دے رہا ہے اور کیسے دے رہا ہے؟

۳۔ دیکھیے یہ کون سا مذہب ہے جس میں حلالہ کی نوبت آ گئی اور نبی کریم ﷺ حلالہ کی تفصیل بیان کر رہے ہیں۔

۴۔ دیکھیے علمائے اہل سنت والجماعت کے فتاویٰ قرآن وحدیث کی روشنی میں۔

۵۔ دیکھیے کتاب اللہ اور لسان نبوی ﷺ کے الفاظ حلالہ بیان کرتے ہوئے۔

حلالہ (تحلیل) اور البقرہ آیت ۲۳۰ میں لفظ "تَحِلُّ"

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿۲۳۰﴾

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر میں لکھتے ہیں۔

پھر ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو دو طلاقیں دے چکنے کے بعد تیسری بھی دے دے تو وہ اس پر حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے سے باقاعدہ نکاح ہو' ہم بستری ہو' پھر وہ مر جائے یا طلاق دے دے۔ پس اگر نکاح کے مثلاً لونڈی بنا کر وطی بھی کر لے تو بھی اگلے خاوند کیلئے حلال نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح گو نکاح باقاعدہ ہو لیکن اس دوسرے خاوند نے مجامعت نہ کی ہو تو بھی پہلے شوہر کیلئے حلال نہیں۔

مولانا محمود الحسن وعلامہ شبیر احمد عثانی تفسیر عثمانی میں لکھتے ہیں:

پھر اگر اس عورت کو طلاق دی یعنی تیسری بار تو اب حلال نہیں اسکو وہ عورت اسکے بعد جب تک نکاح نہ کرے کسی خاوند سے اس کے سوا پھر اگر طلاق دے دے دوسرا خاوند تو کچھ گناہ نہیں ان دونوں پر کہ پھر باہم مل جاویں اگر خیال کریں کہ قائم رکھیں گے اللہ کا حکم اور یہ حدیں باندھی ہوئی ہیں اللہ بیان فرماتا ہے ان کو واسطے جاننے والوں کے۔

مولانا فتح محمد جالندھری لکھتے ہیں:

پھر اگر شوہر (دو طلاقوں کے بعد تیسری) طلاق عورت کو دے دے تو اس کے بعد جب تک عورت

کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے اس (پہلے شوہر) پر حلال نہ ہوگی ہاں اگر دوسرا شوہر بھی طلاق دے دے اور عورت اور پہلا خاوند پھر ایک دوسرے کی طرف رجوع کرلیں تو ان پر کچھ گناہ نہیں بشرطیکہ دونوں یقین کریں کہ خدا کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ خدا کی حدیں ہیں ان کو وہ ان لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔

تو لفظ حلالہ (تحلیل) یعنی حلال ہو جانا، موضوع کے لحاظ سے دیکھیے تو عورت کا دوبارہ حلال ہونا، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کا بتلایا ہوا وہ شرعی عمل کہ جس کے وقوع پذیر ہونے سے کسی خاص مرد کے لیے عورت کی حرمت حلت میں تبدیل ہو جاتی ہے، ایک اصطلاحی لفظ ہے جو نکلا ہے البقرہ آیت ۲۳۰ کے لفظ "تَحِلُّ" (حلال ہوگی وہ) سے جو اللہ سبحان و تعالیٰ استعمال کر رہے ہیں اس عورت کے لیے جس کو کہ تین طلاقیں دے دی گئیں۔ اور یہ عمل، قانون جسے قرآن بیان کر رہا ہے اصطلاحاً حلالہ (تحلیل) کہلاتا ہے۔ نیچے دیکھیے قرآنی قانون حلالہ (تحلیل)۔

فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنۡۢ بَعۡدُ	تو نہیں حلال ہوگی وہ اس کے لیے اس کے بعد
حَتّٰى تَنۡكِحَ زَوۡجًا غَيۡرَهٗ	جب تک کہ نہ نکاح کرے وہ کسی اور خاوند سے اس کے سوا

وہ مطلقہ جوڑے جو تین طلاقوں کے واقع ہو جانے کے بعد پھر سے نکاح کرنا چاہیں ان کے لیے پھر سے نکاح کرنے کی شرط قرآن نے بیان کر دی اور تشریح احادیث مبارکہ میں موجود ہے جو آگے بیان کی جا رہی ہے۔

اور تقدیر الٰہی سے مذکورہ بالا عمل سے گذرنے کے بعد کسی خاص مرد پر (فَلَا تَحِلُّ) حرام ہوئی عورت (تَحِلُّ) حلال ہو جائے گی اور یہی حلالہ (تحلیل) ہے۔

آیت کے اخیر میں غور کریں اللہ سبحانہ تعالیٰ فرمارہے ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی حدود ہیں جنہیں وہ جاننے والوں کے لئے بیان فرمارہاہے۔ اور اب اگر کوئی اس پر اعتراض کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ حدوں کا منکر ہے اور یقیناً جاننے والوں میں سے بھی نہیں۔ تو پھر وہ کس گروہ میں سے ہے؟ قابل غور نکتہ ہے کہ یہاں اخیر آیات میں یہ بات کیوں بیان کی گئی؟

کلام نرم ونازک مرد ناداں پہ بے اثر

اب اتنے واضح حکم کے بعد کوئی اس حکم پر اعتراض کرے اور دلیل دے کہ یہ حوا کی بیٹی پر ظلم ہے اور اس کو "چھری" سے تشبیہ دے اور ہندوؤں کے مذہبی گورکھ دھندے سے اس کو جوڑے تو پھر اس کا ٹھکانہ کہاں ہو گا؟

اور اگر کوئی اس خالصتاً قرآنی حکم کو صحیح طرح سے لاگو نہیں کرتا اور اپنے لیے حیلے بہانے تلاش کرتا ہے اور اللہ کی حدود توڑتا ہے، نبی کریم ﷺ کے بتائے گئے طریقے کے خلاف کچھ کرتا ہے تو پھر وہ شخص قابل مطعون ہے نہ کہ یہ کتاب اللہ ورسول اللہ ﷺ کا بتلایاہوا قانون کہ جس کو اصطلاحی طور پر حلالہ یا تحلیل کہا جاتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

مگر ہم اس پر حیران نہیں۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اس آیت میں ہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَتِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ

اور یہ اللہ کی حدیں ہیں اِن کو وہ ان لوگوں کے لئے بیان فرماتا ہے جو دانش رکھتے ہیں۔

اور پھر البقرۃ کی دوسری ہی آیت میں دیکھیے یہ کتاب راہنما ہے مگر کن کے لیے؟

ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ

اس کتاب میں کچھ شک نہیں راہنما ہے پرہیز گاروں کے لیے

غیر مقلدیت ورافضیت کا جیسے اوپر دعویٰ ہے کہ انکے مذہب میں حلالہ کی نوبت ہی نہیں آتی تو نعوذ باللہ، اللہ سبحانہ و تعالیٰ علیم و خبیر و حکیم البقرۃ کی اس آیت میں یہ حکم کیوں بیان کر رہے ہیں کیا اس علیم و خبیر سے یہ بات پوشیدہ رہ گئی کہ لوگوں کی اس ضرورت ہی نہ پیش آئے گی؟

یقیناً ایسا نہیں حکم بیان کرنے ہی سے اس بات کا پتہ چلتا ہے کہ اس علیم و خبیر و حکیم کے علم میں ہے کہ لوگوں کو اس طرح کی ضرورت پیش آئے گی۔ سورۃ انبیاء آیت ۳۷ میں علیم و خبیر و حکیم اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"انسان کچھ ایسا جلد باز ہے کہ گویا جلد بازی ہی سے بنایا گیا ہے"۔

تفسیر ابن کثیر میں ہے:

حضرت مجاہد رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کی پیدائش کے بعد حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کرنا شروع کیا شام کے قریب جب ان میں روح پھونکی گئی سر آنکھ اور زبان میں جب روح آگئی تو کہنے لگے الٰہی مغرب سے پہلے ہی میری پیدائش مکمل ہو جائے۔

ایسے حضرت انسان سے کیا توقع کی جا سکتی ہے یہی کہ وہ جلد بازی میں اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد پچھتائے گا اور چاہے گا کہ کسی طرح پھر سے اپنا رشتہ بحال کرے۔ اور اس جلد بازی کو روکنے ہی کی خاطر تین طلاق کی حد مقرر کی گئی، طلاق دینے کا ایک خاص طریقہ مقرر کیا گیا، اور پھر کہا گیا کہ اب جو تین طلاق دے دے گا، چاہے بیان کردہ طریقہ سے دے یا جلد بازی کرتا ہوا ناپسندیدہ طریقے سے اس پر بیوی حرام ہو جائے گی۔

اب یہ کوئی کھیل تو نہیں کہ ایک عورت کو جب چاہا طلاق دے دی اور جب چاہا پھر سے بسا لیا یہ تو یہود کا طرز عمل ہے، اسی طرز عمل کی تو اس سے پچھلی آیت البقرۃ آیت ۲۲۹ میں نفی کی گئی اور طلاق کی ایک حد مقرر کر دی گئی اور ساتھ ہی خبردار بھی کر دیا گیا کہ:

تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ

وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ

یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا

اور جو لوگ خدا کی حدو سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔

یہ اللہ کی حدیں ہیں اور جو ان حدوں کی پابندی نہیں کریں گے وہ پھر گنہگاروں میں سے ہو جائیں گے۔ اور اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قانون بنادیا کہ تین طلاق کے بعد وہ عورت اس مرد پر حلال نہیں ہوسکتی مگر حلالہ کے بعد۔ یاد رکھیے! کہ اپنی زوجہ کے لیے طلاق کا لفظ خوب سوچ سمجھ کر لیا جانا چاہیے کہ یہ ایسا عمل ہے کہ جو ہنسی مذاق اور نشے میں بھی ہو جاتا ہے۔

اور یہ قانون حلالہ (تحلیل) کیاہے؟

کسی اور مرد سے شرعی نکاح کہ جس کا مقصود عفت قائم رکھنا اور بقائے نسل انسانی ہو نہ کہ شہوت رانی یا کوئی اور مذموم مقصد اور پھر وہ اتفاقاً پھر سے بیوہ یا مطلقہ ہو جائے تو پہلے شوہر پر حلال ہو گی۔

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جن کو آدمی قصداً کرے یا ہنسی مذاق میں وہ صحیح ہو جائیں گی ایک نکاح دوسری طلاق اور تیسری رجعت (سنن ابوداؤد)

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو نیت کے ساتھ تو واقع ہوتی ہیں مذاق میں بھی واقع ہو جاتی ہیں طلاق، نکاح اور طلاق کے بعد رجوع کرنا (جامع ترمذی)

طلاق کے بیان میں 42

دے۔ بعضوں نے کہا ظہار کا کفارہ دے' مالکیہ کہتے ہیں ایسا کہنے سے تین طلاق پڑ جائیں گی۔ بعض کہتے ہیں کہ ایسا کہنا لغو ہے اور اس میں کچھ لازم نہ آئے گا۔ غرض اس مسئلہ میں قرطبی نے سلف کے اٹھارہ قول نقل کئے ہیں تو رخصت کے لفظ سے طلاق مراد نہیں رکھی۔ مطلب امام بخاریؒ کا یہ ہے کہ صریح طلاق وہی ہے جس میں طلاق کا لفظ ہو یا اس کا مشتق مثلاً انت مطلقة یا طلقتک یا انت طالق یا علیک الطلاق باقی الفاظ جیسے فراق تسریح خلیہ بریہ وغیرہ ان سے طلاق جب ہی پڑے گی کہ خاوند کی نیت طلاق کی ہو کیونکہ ان الفاظ کے معنی سوا طلاق کے اور بھی آئے ہیں جیسے سورہ احزاب کی اس آیت میں ﴿ يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نَكَحْتُمُ الْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ طَلَّقْتُمُوْهُنَّ مِنْ قَبْلِ اَنْ تَمَسُّوْهُنَّ فَمَا لَكُمْ عَلَيْهِنَّ مِنْ عِدَّةٍ تَعْتَدُّوْنَهَا فَمَتِّعُوْهُنَّ وَسَرِّحُوْهُنَّ سَرَاحًا جَمِيْلًا ﴾ (الاحزاب: ۴۹) یہاں تسریح سے رخصت کرنا مراد ہے نہ کہ طلاق دینا کیونکہ طلاق کا ذکر تو پہلے ہو چکا ہے اور غیرمدخولہ عورت ایک ہی طلاق سے بائن ہو جاتی ہے' دوسری طلاق کا محل کہاں ہے۔ خلاصہ یہ کہ آیت میں تسریح اور فارقوھن سے طلاق مراد نہیں ہے کیونکہ طلاق کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ (وحیدی)

٥٢٦٥- حدَّثنا مُحَمَّدٌ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ: طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ فَتَزَوَّجَتْ زَوْجًا غَيْرَهُ، فَطَلَّقَهَا وَكَانَتْ مَعَهُ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ تَصِلْ مِنْهُ إِلَى شَيْءٍ تُرِيدُهُ، فَلَمْ يَلْبَثْ أَنْ طَلَّقَهَا فَأَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ: يَا رَسُولَ اللهِ إِنَّ زَوْجِي طَلَّقَنِي، وَإِنِّي تَزَوَّجْتُ زَوْجًا غَيْرَهُ فَدَخَلَ بِي وَلَمْ يَكُنْ مَعَهُ إِلاَّ مِثْلُ الْهُدْبَةِ فَلَمْ يَقْرَبْنِي إِلاَّ هَنَةً وَاحِدَةً لَمْ يَصِلْ مِنِّي إِلَى شَيْءٍ، أَفَأَحِلُّ لِزَوْجِي الأَوَّلِ؟ فَقَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((لاَ تَحِلِّينَ لِزَوْجِكِ الأَوَّلِ حَتَّى يَذُوقَ الآخَرُ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ)).

[راجع: ٢٦٣٩]

(۵۲۶۵) ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا' کہا ہم سے ابومعاویہ نے بیان کیا' کہا ہم سے ہشام بن عروہ نے بیان کیا' ان سے ان کے والد نے اور ان سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ ایک شخص رفاعی نے اپنی بیوی (تمیمہ بنت وہب) کو طلاق دے دی' پھر ایک دوسرے شخص سے ان کی بیوی نے نکاح کیا لیکن انہوں نے بھی ان کو طلاق دے دی۔ ان دوسرے شوہر کے پاس کپڑے کے پلو کی طرح تھا۔ عورت کو اس سے پورا مزہ جیسا وہ چاہتی تھی نہیں ملا۔ آخر عبدالرحمن نے تھوڑے ہی دنوں رکھ کر اس کو طلاق دے دی۔ اب وہ عورت آنحضرت ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا کہ یارسول اللہ! میرے شوہر نے مجھے طلاق دے دی تھی' پھر میں نے ایک دوسرے مرد سے نکاح کیا۔ وہ میرے پاس تنہائی میں آئے لیکن ان کے ساتھ تو کپڑے کے پلو کی طرح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ کل ایک ہی بار اس نے مجھ سے صحبت کی وہ بھی بیکار (دخول ہی نہیں ہوا اوپر ہی اوپر چھو کر رہ گیا) کیا اب میں اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال ہو گئی؟ آپ نے فرمایا تو اپنے پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی جب تک دوسرا خاوند تیری شیرینی نہ چکھے۔

تشریح: یعنی جب تک اچھی طرح دخول نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ صرف حشفہ کا فرج میں داخل ہو جانا تحلیل کے لیے کافی ہے۔ امام حسن بصری نے انزال کی بھی شرط رکھی ہے۔ یہ حدیث لا کر امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ ثابت کیا کہ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ وہ حقیقتاً حلال یا حرام ہوتی ہے جیسے اس حدیث میں ہے کہ پہلے خاوند کے لیے حلال نہیں ہو سکتی۔

٨- باب لِمَ تُحَرِّمُ

باب اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا "اے پیغمبر! جو چیز اللہ نے تیرے

عورت کی حلت و حرمت و تحلیل یعنی حلالہ کے بارے میں شریعت کا حکم و تشریح دیکھیے۔

غیر مقلدین کی ترجمہ شدہ صحیح بخاری از داؤد راز سے ایک صفحہ۔

101 قرآن پاک کی تفسیر

حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ، حَدَّثَنَا يُونُسُ عَنِ الْحَسَنِ، أَنَّ أُخْتَ مَعْقِلِ بْنِ يَسَارٍ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا فَتَرَكَهَا حَتَّى انْقَضَتْ عِدَّتُهَا فَخَطَبَهَا فَأَبَى مَعْقِلٌ فَنَزَلَتْ ﴿فَلاَ تَعْضُلُوهُنَّ أَنْ يَنْكِحْنَ أَزْوَاجَهُنَّ﴾.

[أطرافه في : ٥١٣٠، ٥٣٣٠، ٥٣٣١].

بن یسار رضی اللہ عنہ نے بیان کیا (تیسری سند) اور امام بخاری نے کہا کہ ہم سے ابو معمر نے بیان کیا' کہا ہم سے عبدالوارث نے بیان کیا' کہا ہم سے یونس نے بیان کیا اور ان سے امام حسن بصری نے کہ معقل بن یسار رضی اللہ عنہ کی بہن کو ان کے شوہر نے طلاق دے دی تھی لیکن جب عدت گزر گئی اور طلاق بائن ہو گئی تو انہوں نے پھر ان کے لیے پیغام نکاح بھیجا۔ معقل رضی اللہ عنہ نے اس پر انکار کیا' مگر عورت چاہتی تھی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ "تم انہیں اس سے مت روکو کہ وہ اپنے پہلے شوہر سے دوبارہ نکاح کریں۔"

تشریح یعنی عورتیں اگر اپنے اگلے خاوندوں سے نکاح کرنا چاہیں تو ان کو مت روکو۔ آیت میں مخاطب عورتوں کے اولیاء ہیں۔ ابراہیم بن طہمان کی روایت کو خود امام بخاری نے کتاب النکاح میں وصل کیا ہے۔ وہیں معقل رضی اللہ عنہ کی بہن اور اس کے خاوند کا نام بھی مذکور ہے۔ حکم مذکورہ طلاق رجعی کے لیے ہے اور طلاق بائن کے لیے بھی جبکہ شرعی حلالہ کے بعد عورت پہلے خاوند سے نکاح کرنا چاہے تو اسے روکنا نہ چاہیے' از خود حلالہ کرنے کرانے والوں پر خدا کی لعنت ہوتی ہے۔

٤١- باب قوله

باب ﴿ والذين یتوفون منکم ویذرون ازواجا ﴾ الآیة

﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجًا يَتَرَبَّصْنَ بِأَنْفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا -إِلَى- بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ﴾. يَعْفُونَ: يَهَبْنَ.

کی تفسیر' اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جائیں اور بیویاں چھوڑ جائیں تو وہ بیویاں اپنے آپ کو چار مہینے اور دس دن تک روکے رکھیں۔ آخر آیت بما تعملون خبیر تک۔ یعفون بمعنی یھبن (یعنی ہبہ کردیں بخش دیں)

تشریح پہلے شروع اسلام میں یہ حکم ہوا کہ لوگ مرتے وقت اپنی بیویوں کے لیے ایک سال گھر میں رکھنے اور ان کو نان نفقہ دینے کی وصیت کر جائیں' پھر اس کے بعد دوسری آیت چار مہینے دس دن عدت کی اتری اور پہلا حکم منسوخ ہو گیا۔

٤٥٣٠- حَدَّثَنِي أُمَيَّةُ بْنُ بِسْطَامٍ، حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ زُرَيْعٍ، عَنْ حَبِيبٍ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، قَالَ ابْنُ الزُّبَيْرِ: قُلْتُ لِعُثْمَانَ بْنِ عَفَّانَ : ﴿وَالَّذِينَ يُتَوَفَّوْنَ مِنْكُمْ وَيَذَرُونَ

(۴۵۳۰) ہم سے امیہ بن بسطام نے بیان کیا' کہا ہم سے یزید بن زریع نے' ان سے حبیب نے' ان سے ابن ابی ملیکہ نے اور ان سے عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے آیت والذین یتوفون منکم یعنی اور تم میں سے جو لوگ وفات پا جاتے ہیں اور بیویاں چھوڑ

دیکھیے کتاب اللہ و رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلالہ کا حکم بیان کرتے ہیں اور یہ غیر مقلدین کی ترجمہ شدہ صحیح بخاری از داؤد راز کے ایک صفحے کا عکس ہے۔ دیکھیے لفظ " حلالہ " کا استعمال جو کہ غیر مقلدین کے نزدیک ہندو مذہب سے اخذ شدہ ہے۔ العیاذ باللہ

دراصل حلالہ ایک روک ہے کہ طلاق جو مباح اعمال میں سے اللہ کو سب سے ناپسندیدہ عمل ہے کم سے کم ہو، اور پھر جو یہ عمل اس کے باوجود بھی کرے کہ وہ جانتا ہے کہ یہ اللہ کو سب سے ناپسندیدہ عمل ہے تو پھر اللہ کی حدود کی پکڑ میں بھی آئے۔

یاد رکھیے! کوئی ایک حدیث بھی ایسی نہیں کہ جس میں قانون حلالہ (تحلیل) کی مذمت کی گئی ہو اور ہو بھی کیسے سکتی ہے کہ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا بیان کردہ قانون ہے۔

ذرا غور کیجیے ایک عورت کسی بھی طریقے سے تین طلاق پا جاتی ہے اور ایک دوسرا مرد اس سے شرعی نکاح شریعت کے بیان کردہ مقاصد کی روشنی میں کرتا ہے اور کچھ عرصے بعد کسی وجہ سے اسے طلاق دے دیتا ہے یا فوت ہو جاتا ہے۔

۱۔ اب اس سارے عمل کے وقوع پذیر ہونے سے یہ ہوا کہ وہ عورت پہلے والے مرد پر حرام سے حلال ہو گئی یعنی عمل حلالہ (تحلیل) وقوع پذیر ہو گیا۔

۲۔ کیا وہ دوسرا مرد کہ جس نے طلاق شدہ عورت سے نکاح کیا اور پھر طلاق دے دی یا فوت ہو گیا حلالہ کرنے والا (محلل) اور پہلا مرد جس کے علم میں یہ سارا معاملہ ہی نہیں حلالہ کروانے والا (محلل لہ) کہلائے گا اور یہ حلالہ (تحلیل) جو وقوع پذیر ہو گیا لعنتی عمل کہلائے گا؟

۳۔ یقیناً نہیں ہرگز نہیں کہ یہ سارا عمل اللہ سبحانہ کی بیان کردہ حدوں کو قائم کرنا ہے، اور یہی وہ مقام ہے جہاں رافضیت کے خوشہ چیں احادیث کی من مانی تشریحات کر کے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور اس پاکیزہ قرآنی قانون کو گالی بنا دینا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

ایک ہوتا ہے تقدیر الٰہی سے ازخود کسی عمل کا وقوع پذیر ہونا اور ایک ہے خود سے کسی عمل کا کرنا، تو احادیث میں جہاں بھی وعید آئی ہے وہ خود ایک خاص ارادے ونیت سے اس عمل کو کرنے اور کروانے والوں کے لیے آئی ہے (یعنی محلل اور محلل لہ) کہ یہ اللہ کو فریب دینے کی

کوشش اور اس کی حدوں کو توڑنا ہے نہ کہ اس عمل کے لیے جو کہ اللہ کی حدوں کو قائم کرنا ہے۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر مومن کو دین کی سمجھ وکشادہ قلبی عطا فرمائیں اور دین کے قزاقوں سے بچائیں۔

اسے اس طرح سے سمجھیں کہ ایک شخص خلاف سنت جاتے ہوئے اللہ کی حدوں کو توڑتا ہے اور اپنی زوجہ کو اکٹھی تین طلاق دے دیتا ہے جس سے کہ اس کی بیوی اس پر قطعی حرام ہو جاتی ہے اور وہ ظالموں میں سے بھی ہو جاتا ہے۔

اب اگر اسے پھر سے زوجہ کی یاد ستاتی ہے تو اس کے سامنے تین راستے ہیں:

۱۔ سب سے احسن راستہ ہے کہ چونکہ اس نے اپنا اختیار خود اپنے ہاتھوں سے کھو دیا ہے اور اللہ کی حدوں کو توڑنے کے گناہ کا مرتکب بھی ہوا ہے اور اپنی زوجہ سے بھی گیا ہے لہذا توبہ کرے اور صبر کرے اور اللہ کی حدوں کو مزید توڑنے اور اللہ سے فریب کرنے کا خیال بھی دل میں نہ لائے۔

۲۔ اور دوسرا راستہ گمراہی ولعنت کا راستہ ہے کہ وہ اللہ کو فریب دینے کی کوشش کرے اور چور راستہ اپنائے یعنی ارادے سے فاعل یعنی محلل ڈھونڈے اور اپنا مقصد پورا کرے اور اس طرح مزید اللہ کی حدوں کو توڑ کر لعنتی ہونے کا مستحق ٹھہرے۔

۳۔ اور تیسرا راستہ مزید گمراہی اور بدکاری کا راستہ ہے کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ﷺ وصحابہ رضوان اللہ اجمعین، تابعین وتبع تابعین، ائمہ اربعہ، اجماع امت وکثرت امت کے روشن ومعروف راستہ کو ترک کر کے رافضیت کے فتویٰ پر چلتے ہوئے تین طلاق کو ایک قرار دے اور قطعی حرام ہوئی عورت کو پھر سے بسالے اور اس طرح قلت وگمراہی کے غیر معروف تاریک گروہی راستے پر چلتے ہوئے مزید اللہ کی حدوں کو توڑے اور مستقلاً حرام کاری میں مبتلا رہے۔

نیچے احادیث دیکھیے کہ جن میں محلل اور محلل لہ یعنی ارادے اور نیت سے یہ عمل کرنے والوں کو لعنت کا مستحق ٹھہرایا گیا ہے نہ کہ قانون حلالہ (تحلیل) کو۔

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِسْمَعِيلُ وَأُرَاهُ قَدْ رَفَعَهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ لَعَنَ اللَّهُ الْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ نے لعنت فرمائی ہے حلالہ کرنے والے پر اور اس پر جس کے لیے حلالہ کیا جائے۔ (سنن ابو داؤد)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْوَاشِمَةَ وَالْمُوتَشِمَةَ وَالْوَاصِلَةَ وَالْمَوْصُولَةَ وَآكِلَ الرِّبَا وَمُوكِلَهُ وَالْمُحَلِّلَ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی گدوانے والی پر اور گندوانے والی پر بالوں میں بال ملانے والے اور ملوانے والی پر سود کھانے والے پر اور سود کھلانے والے پر حلالہ کرنے والے اور جس کے واسطے حلالہ کیا جاتا ہے اس پر لعنت فرمائی۔ (سنن نسائی)

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ قَالَ لَعَنَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمُحِلَّ وَالْمُحَلَّلَ لَهُ

حضرت عبد اللہ بن مسعود سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حلالہ کرنے اور کروانے والے پر لعنت بھیجی ہے۔ (جامع ترمذی)

قارئین دیکھیں اور اس فرق کو سمجھیں جو کہ رافضیت کے خوشہ چیں رافضیت کے پردے میں چھپا جاتے ہیں اور حسب روایت احادیث کی من چاہی تشریحات کر کے ایک قرآنی قانون کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ حلالہ ہونے اور حلالہ کروانے کے فرق کو سمجھیں۔

۱۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا حکم دیکھیے عورت کو کہا گیا ہے کہ جب تک وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرلے۔ اب یہ اس کا کام ہے کہ وہ خوب دیکھ بھال کر نکاح کرے۔ اور یہ نکاح ویسے ہی ہو گا جیسا کہ شریعت محمدی ﷺ میں عمومی رائج ہے کہ جس کا مقصود عفت و پاکدامنی قائم رکھنا اور نسل انسانی کی بقاء ہے نہ کہ شہوت رانی یا وقتی فائدہ۔

۲۔ اور مقررہ و معینہ مدت کا نکاح باطل ہے اور در حقیقت متعۃ النساء ہے جو شریعت محمدیہ ﷺ میں قطعی حرام ، قطعی حرام، قطعی حرام ہے۔ اور ایسا نکاح کرنے کروانے والوں پر اللہ ورسول اللہ ﷺ کی لعنت ہے۔

۳۔ مقصود اس آیت سے یہ نہیں کہ تم عورت کو طلاق دو اور پھر فوراً ہی اس طریقے سے واپس کروالو۔ بلکہ مقصود ہے کہ طلاق جو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کو سخت ناپسندیدہ عمل ہے کی روک کی جائے، کہ خوب سوچ لو اگر نکاح جو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا پسندیدہ عمل ہے کو توڑو گے تو پھر یہ مشکل پیش آئے گی۔

اور اگر ایک طلاق شدہ جوڑا پھر سے اکٹھا ہونا چاہے تو اگر عورت دوسرے نکاح کے عمل سے گذر چکی ہے اور اتفاق سے پھر سے مطلقہ یا بیوہ ہو چکی ہے اور ضروری ہے کہ مطلقہ یا بیوہ ہونے سے پہلے عمل جماع بھی ہوا ہو تو پھر پہلے شوہر پر حلال ہو گی۔ ورنہ نہیں تا قیامت اس پر حلال نہیں ہو سکتی۔ یہ حلال و حرام اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے کیے ہوئے ہیں اس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ، عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، یا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ یا ائمہ اربعہ کوئی تبدیلی نہیں کر سکتے یہ شریعت محمدی ﷺ کے حلال و حرام ہیں اور اب تا قیامت اسی طرح رہیں گے۔

اور یہی عمل حلالہ (تحلیل) کہلاتا ہے اب طلاق چاہے ایک لمحہ میں دی جائے جو کہ الگ سے ایک گناہ ہے یا تین طہروں میں عمل حلالہ کے بغیر عورت پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی۔

جہاں تک اس لغو دلیل کی بات ہے کہ غصہ میں تین طلاق دے دی اور غصہ ٹھنڈا ہو گیا تو دونوں کو پھر سے ملا دینا چاہیے اور لوگوں میں بیداری کی لہر آرہی ہے وہ دین کو اپنی خواہشات کے مطابق ڈھالنا چاہتے ہیں اور اللہ کے حرام کیے ہوئے کو حلال کرنا چاہتے ہیں۔ العیاذ باللہ۔

عرض ہے کہ طلاق غصہ ہی میں دی جاتی ہے پیار و محبت میں تو کوئی نہیں دے گا۔ لوگ غصے میں تو قتل بھی کر دیتے ہیں اور غصہ ٹھنڈا ہونے پر پشیمان ہو جاتے ہیں تو ان کی اس پشیمانی کی وجہ سے اللہ سبحانہ و تعالیٰ مقتول کو زندہ تو نہیں کر دیتے کہ یہ غصے میں بے گناہ قتل کیا گیا تھا؟ آپ کے کلیے کے مطابق تو مقتول کو بھی زندہ ہونا چاہیے اور قاتل کو انعام و کرام ملنا چاہیے کہ اس نے اللہ کی حدوں کو توڑا اور ایک ناپسندیدہ کام کیا۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ بجائے حلالہ جو کہ ایک قرآنی قانون کو ظاہر کرتا ہے کی غلط تشریح کرنے اور لوگوں کو دین سے متنفر کرنے اور پھر تین طلاق کو ایک قرار دے کر حرام کاری کی سند دے کر قلت کو کثرت میں بدلنے کی مذموم حرکت سے پرہیز کیا جائے اور عوام الناس کو طلاق دینے کا صحیح طریقہ بار بار بتایا جائے کہ جس سے بعد میں پیچیدگیاں پیدا نہ ہوں۔ ایک ایسا فعل جو کہ نشے میں بھی اور ہنسی کھیل میں بھی حقیقتاً واقع ہو جاتا ہے کے درست استعمال کی تعلیم دی جائے۔

۱۔ یہ بات ہر مومن کے ذہن نشین ہونی چاہیے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ چیز طلاق ہے۔

۲۔ یہ ضروری نہیں کہ تین دفعہ طلاق دینے ہی سے طلاق واقع ہو گی طلاق احسن اور سنت طریقے سے ایک بار دے کر چھوڑ دینے سے بھی واقع ہو جاتی ہے۔

۳۔ تین بار طلاق کہنے سے تو طلاق سخت واقع ہو گی اور پھر عورت قطعی حرام ہو جائے گی۔

۴۔ اور یہ کہ طلاق جس کے بعد رجعت یعنی واپسی کی گنجائش ہے صرف دو بار ہے۔

۵۔ جس کا احسن اور سنت طریقہ یہ ہے ایک طلاق دے کر چھوڑ دیا جائے ایسے طہر میں کہ:
جس میں عورت پاکی کی حالت میں ہو یعنی حالت حیض میں نہ ہو۔
عورت کے ساتھ ہم بستری یعنی جماع بھی نہ کیا گیا ہو۔

۶۔ اب مرد کے پاس دو طلاقوں کا اختیار بھی باقی ہے اور دوران عدت جب چاہے رجوع کر سکتا ہے۔

۷۔ اگر عدت کے اندر رجوع نہیں کیا تو عدت گزر جانے کے بعد چاہے تو بغیر حلالہ کے عورت کی رضامندی سے دوبارہ نئے سرے سے نئے مہر کے ساتھ نکاح کر سکتا ہے اور اس کے پاس دو طلاقوں کا اختیار اب بھی باقی رہے گا۔

۸۔ یہی سارا عمل اگر پھر کبھی دہرایا جائے تو مرد کے پاس صرف ایک اور آخری طلاق کا اختیار باقی رہ جائے گا چونکہ پہلے ہی وہ دو دفعہ طلاق دے کر رجعت یا تجدید کر چکا ہے۔

۹۔ اب کبھی تیسری اور آخری طلاق دے دی تو وہ عورت اس مرد پر قطعی حرام ہو جائے گی اور پھر بغیر حلالہ (تحلیل) کے وہ اس عورت سے دوبارہ نکاح نہیں کر سکے گا۔

اس طریقے کے علاوہ طلاق دینے سے نقصانات بے شمار ہیں اور گناہ الگ سے۔ یاد رکھا جائے کہ اکٹھی تین طلاق دینا، یا ایک ہی طہر میں الگ الگ تینوں دے دینا یا ناپاکی کی حالت میں طلاق دینا سخت گناہ ہے اور شریعت کی نظر میں ناپسندیدہ فعل ہے جس سے طلاقیں بھی واقع ہو جاتی ہیں اور رجعت کا حق بھی چلا جاتا ہے۔

اب دیکھیے اس کتاب اللہ کے بتلائے ہوئے حکم حلالہ کی تشریح نبی کریم ﷺ کیسے کر رہے ہیں۔ اور دیکھیے نبی کریم ﷺ کے دور میں بھی حلالہ کی ضرورت پڑی کہ نہیں۔

۱۔ حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا جَائَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَأَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ إِنَّمَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَهُ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ إِلَى هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عبد اللہ بن محمد سفیان زہری حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کرتے ہیں انہوں نے بیان کیا کہ رفاعہ قرظی کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں رفاعہ کے پاس تھی انہوں نے مجھے طلاق بتہ یعنی تین طلاقیں دے دیں پھر میں نے عبد الرحمن بن زبیر سے نکاح کر لیا لیکن ان کے پاس کپڑے کے حاشیے کی طرح ہے (یعنی نامرد ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کیا تو رفاعہ کے پاس پھر جانا چاہتی ہے یہ نہیں ہو سکتا جب تک کہ تو عبد الرحمن سے اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہولیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور خالد بن سعید بن عاص دروازے پر حاضری کی اجازت کے منتظر تھے خالد نے کہا اے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیا تم اس عورت کی بات نہیں سنتے ہو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بآواز بلند بات کر رہی ہے۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حَدَّثَنَا أَبُو الْيَمَانِ أَخْبَرَنَا شُعَيْبٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ أَخْبَرَنِي عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ

أَنَّ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيِّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَنَا جَالِسَةٌ وَعِنْدَهُ أَبُو بَكْرٍ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي كُنْتُ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ هُدْبَةً مِنْ جِلْبَابِهَا فَسَمِعَ خَالِدُ بْنُ سَعِيدٍ قَوْلَهَا وَهُوَ بِالْبَابِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَتْ فَقَالَ خَالِدٌ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَنْهَى هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَا وَاللَّهِ مَا يَزِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ فَصَارَ سُنَّةً بَعْدُ

ابوالیمان، شعیب، زہری، عروہ بن زبیر، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا زوجہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کہتی ہیں کہ رفاعہ قرظی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس حال میں حاضر ہوئی کہ میں (بھی آپ کے پاس) بیٹھی ہوئی تھی اور آپ کے پاس حضرت ابوبکر بھی تھے، اس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں رفاعہ کی زوجیت میں تھی، انہوں نے مجھے طلاق بتہ دے دی، اس کے بعد میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے نکاح کیا، لیکن یارسول اللہ! اس کے پاس (عضو خاص) کپڑے کے پھندنے کی طرح ہے اور اپنی چادر کا ایک کونا پکڑ کر دکھایا (کہ یوں اور اس طرح ہے) خالد بن سعید جو دروازے پر کھڑے تھے اور داخلہ کی اجازت نہیں ملی تھی، نے اس عورت کی آواز سنی، انہوں نے کہا اے ابوبکر اس عورت کو کیوں نہیں روکتے، جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بلند آواز سے

بول رہی ہے، پس نہیں و اللہ! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسکرا دیئے اور اس عورت سے فرمایا شاید تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے، اور ایسا ہو نہیں سکتا تا آنکہ وہ تیری لذت اور تو اس کی لذت نہ چکھ لے، اس کے بعد یہی دستور بن گیا۔ (صحیح بخاری)

۳۔ حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ حَدَّثَنَا يَحْيَى عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ قَالَ حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَجُلًا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا فَتَزَوَّجَتْ فَطَلَّقَ فَسُئِلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَحِلُّ لِلْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا كَمَا ذَاقَ الْأَوَّلُ

محمد بن بشار، یحیی، عبید اللہ، قاسم بن محمد، حضرت عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو تین طلاق دیدی تو اس عورت نے (دوسرا) نکاح کر لیا پھر اس نے بھی طلاق دے دی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا گیا کہ کیا وہ پہلے شوہر کے لیے حلال ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں جب تک کہ اس کا شوہر اس سے لطف اندوز نہ ہو لے جس طرح پہلا شوہر لطف اندوز ہوا تھا۔ (صحیح بخاری)

۴۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْعَلَاءِ الْهَمْدَانِيُّ حَدَّثَنَا أَبُو أُسَامَةَ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَنْ عَائِشَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ الْمَرْأَةِ يَتَزَوَّجُهَا الرَّجُلُ فَيُطَلِّقُهَا فَتَتَزَوَّجُ رَجُلًا فَيُطَلِّقُهَا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا أَتَحِلُّ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ قَالَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا

محمد بن علاء، ابو اسامہ، ہشام، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس عورت کے بارے میں پوچھا گیا جس سے ایک آدمی نے شادی کی پھر

اسے طلاق دے دی تو اس سے ایک دوسرے آدمی نے شادی کر لی اور اس نے اسے دخول سے قبل ہی طلاق دے دی کیا یہ عورت پہلے خاوند کے لئے حلال ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا نہیں یہاں تک کہ دوسرا امرد اس سے جماع کی لذت چکھ لے۔ (صحیح مسلم)

۵۔ حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ وَمُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى وَهَذَا حَدِيثُ أَحْمَدَ قَالَا حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ وَمُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ ثَوْبَانَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسٍ أَنَّ ابْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ وَعَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ سُئِلُوا عَنْ الْبِكْرِ يُطَلِّقُهَا زَوْجُهَا ثَلَاثًا فَكُلُّهُمْ قَالُوا لَا تَحِلُّ لَهُ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ قَالَ أَبُو دَاوُد رَوَى مَالِكٌ عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ عَنْ بُكَيْرِ بْنِ الْأَشَجِّ عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ أَنَّهُ شَهِدَ هَذِهِ الْقِصَّةَ حِينَ جَاءَ مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ إِلَى ابْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ فَسَأَلَهُمَا عَنْ ذَلِكَ فَقَالَا اذْهَبْ إِلَى ابْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثُمَّ سَاقَ هَذَا الْخَبَرَ

احمد بن صالح، محمد بن یحیی، احمد عبدالرزاق، معمر، زہری، ابوسلمہ، بن عبدالرحمن، محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان محمد بن ایاس سے روایت ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی باکرہ بیوی کو تین طلاقیں دیدیں (تو اسکا کیا حکم ہے؟) تو ان سب کا جواب تھا کہ وہ اسکے لیے حلال نہیں ہو سکتی تاوقتیکہ وہ کسی دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے (اور پھر اس کے نکاح سے نکل جائے) ابوداؤد

کہتے ہیں کہ اسکو مالک نے پسند کیا یحیی بن سعید بواسطہ بکیر بن اشجع معاویہ بن ابی عیاش روایت کرتے ہوئے کہا ہے کہ جس وقت محمد بن ایاس بن بکیر یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے ابن زبیر اور عاصم بن عمر کے پاس آئے تو اس وقت وہ وہاں موجود تھے ان دونوں حضرات نے کہا ابن عباس اور ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے جاؤ میں انکو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ کر آ رہا ہوں اس کے بعد راوی نے یہ حدیث بیان کی۔ (سنن ابوداؤد)

٦۔ عَنْ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهَا سُئِلَتْ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ الْبَتَّةَ فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ رَجُلٌ آخَرُ فَطَلَّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا هَلْ يَصْلُحُ لِزَوْجِهَا الْأَوَّلِ أَنْ يَتَزَوَّجَهَا فَقَالَتْ عَائِشَةُ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَهَا

قاسم بن محمد سے سوال ہوا کہ ایک شخص نے اپنی عورت کو تین طلاقیں دیں پھر اس سے دوسرے شخص نے نکاح کیا اور وہ جماع کرنے سے پہلے مر گیا کیا پہلے شوہر کو اس سے نکاح کر لینا درست ہے جواب دیا نہیں۔ (موطا امام مالک)

اسی موضوع پر بخاری، مسلم، ابوداؤد و سنن نسائی وغیرہ میں اور احادیث بھی موجود ہیں جو کہ طوالت و تکرار کی وجہ سے یہاں بیان نہیں کی جا رہیں۔

اب دیکھیے نبی کریم ﷺ رحمۃ اللعالمین مسکراتے ہوئے فرما رہے ہیں" شاید تو رفاعہ کے پاس لوٹنا چاہتی ہے، اور ایسا ہو نہیں سکتا تا آنکہ وہ تیری لذت اور تو اس کی لذت نہ چکھ لے"۔

یہ حلالہ کا حکم کون دے رہا ہے اور اتنا سخت حکم کہ اگر دوسرا خاوند کسی مردمی کمزوری کی وجہ سے جماع نہ کر سکے یا قبل از جماع وفات پا جائے تو بھی وہ پہلے خاوند پر حلال نہیں ہو سکتی اور یہی بات علمائے اہل سنت والجماعت کہتے ہیں تو غیر مقلدیت کی آڑ میں رافضیت کے زہر میں بجھے گستاخ خنجر برس برس پڑتے ہیں اور علمائے اہل سنت والجماعت کی آڑ میں دراصل حملے کن محترم ہستیوں پر کیے جارہے ہیں اور منافقانہ انداز میں انکار حدیث کیا جارہا ہے اوراس منافقت کی زد میں کون کون آ رہا ہے یہ جاننے والوں کے سامنے ہے۔

اور یہ نام نہاد غیر مقلد جن کو اہل حدیث کہلوانے کا شوق ہے رافضیت کے پروردہ، اس حکم کو فلمی اداکاراؤں پر ظلم اور اہل سنت والجماعت کا گھڑا ہوا قانون قرار دیتے ہیں، نبی کریم ﷺ تو ایک ایک تفصیل بتاتے ہیں اور جب اہل سنت والجماعت کے علماء انہی الفاظ پر مشتمل فتویٰ جاری کرتے ہیں تو رافضیت ان الفاظ کی پکڑ کرتی ہے اور کہتی ہے کہ یہ غیرت کے خلاف ہیں، عورت کے خلاف ہیں۔ العیاذ باللہ۔ جن لوگوں کو اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا ناپسندیدہ فعل کرتے ہوئے غیرت نہیں آتی ان کی غیرت کی بڑی فکر ہے انہیں اور اللہ رب العزت کی غیرت کی کوئی فکر نہیں۔

اور رافضیت کی بنیاد پر رکھے گئے فتوے کی روشنی میں کہتے ہیں ہمارے مذہب میں تو دوبارہ نکاح کی نوبت ہی نہیں آتی، مگر احادیث بتا رہی ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے دین و مذہب میں تو اس کی نوبت آتی رہی، آتی ہے اور آتی رہے گی تا قیامت کہ یہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کا بتلایا ہوا قانون ہے اور اس کا حکم جامد یا فالتو کیسے ہو سکتا ہے۔

اگلے صفحات میں ایک اور غیر مقلد مصنف عبدالرحمٰن کیلانی کی کتاب "ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل" اور غیر مقلدیت کے بانیوں کی کتابوں سے چند صفحات پیش کیے جارہے ہیں، جن میں غیر مقلدیت کی بنیاد رافضیت کی جھلک نہایت وضاحت سے نظر آتی ہے۔

اور یہی صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین، ائمہ اربعہ واہل سنت والجماعت سے اختلاف کی بنیاد ہے۔ جب غیر مقلدیت رافضیت کی گود میں بیٹھ کر اس مسئلے کا شرعی حل پیش کرے گی تو کوئی نئ بات نہیں کرے گی وہی رافضیت کا بنایا ہوا حل پیش کیا جائے گا اور اصحاب رسول اللہ ﷺ کے فتاویٰ کی نفی کی جائے گی اور حدیث کو چھوڑ کر اپنی رائے کی پیروی کی جائے گی۔ جیسا کہ غیر مقلد مصنف کیلانی رافضیت کے خنجر سے لکھتا ہے:

"حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی شرعی بنیاد نہ تھی اور نہ انہوں نے کسی آیت یا حدیث سے استنباط کر کے یہ فیصلہ نافذ کیا تھا"۔

جبکہ آقائے دوجہاں نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ فرماتے ہیں:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث (جن کی زبان پر حق اور فیصلہ خداوندی خود بخود اللہ کے حکم سے جاری ہو جایا کرتا تھا) ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد کے واسطہ سے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود (فرشتوں کے ذریعے) ان سے کلام ہوا کرتا تھا۔ اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

(صحیح بخاری و صحیح مسلم)

اگر جواب دینا ہی ضروری تھا، تو یہ جواب الگ سے شائع کر دیتا۔ بہر حال اب میرا یہ حق بنتا ہے کہ میں جواب الجواب لکھوں۔ اور اس لحاظ سے میں قاری صاحب کا ممنون بھی ہوں کہ ان کے ان حواشی کی وجہ سے مجھے دوبارہ اس مسئلہ کے مطالعہ کا موقع فراہم ہو گیا۔

قاری صاحب موصوف کے حواشی کا ماحصل میرے خیال میں مندرجہ ذیل چار باتوں پر مشتمل ہے:

(۱) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ایک مجلس کی تین طلاقوں کا بطور تین ہی نافذ کر دینے کا فیصلہ سیاسی نہیں، بلکہ شرعی بنیادوں پر تھا۔

(۲) یہ مسئلہ ایک آیت اور دو احادیث سے ثابت ہے۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اس فیصلہ کے بعد امت کا اس پر اجماع ہو گیا تھا۔

(۴) اس فیصلہ پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ندامت والا قصہ بھی من گھڑت ہے۔

اعتذار:

ان باتوں کا جواب دینے سے پیشتر میں اپنی ایک غلطی (مسامحت) کا اعتراف ضروری سمجھتا ہوں، جس کی بنا پر میری عبارت میں سے صرف دو الفاظ کے چھوٹ جانے سے مفہوم میں نمایاں فرق پڑ گیا۔ شائع شدہ عبارت یوں ہے "تاہم ہمیں یہ تسلیم کر لینے میں کچھ باک نہیں ہے کہ آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف تھا۔" جب کہ میرے رف مسودہ میں اس فقرہ کے آخری الفاظ یوں تھے "کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی منشاء کے خلاف تھا" جب دوسری بار مسودہ صاف کر کے لکھا تو "کی منشا" کے الفاظ درج ہونے سے رہ گئے، جس سے مطلب کچھ کا کچھ بن گیا۔ شائع شدہ فقرہ سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ نعوذ باللہ کتاب اللہ اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بھی فیصلہ فرما سکتے تھے۔ جب کہ "کی منشا" کے الفاظ شامل کرنے کے بعد یہ مفہوم بنتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اجتہادی تھا، جس میں غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

یہ تو خیر جو ہوا سو ہوا، لیکن قاری صاحب موصوف نے اس "مخالفت" کی نسبت حضرت

مصنف کا الفاظ سے کھیلنا دیکھیے اور گستاخی دیکھیے۔ اگلے ہی صفحے پر پھر وہی کچھ کہہ رہے ہیں جس کی یہاں تردید کر رہے ہیں کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اس فیصلے کی کوئی شرعی بنیاد نہ تھی۔ العیاذ باللہ

یکبارگی تین طلاق دینے کی بری عادت میں مبتلا تھے اور یہ عادت دور جاہلیت سے متواتر چلی آ رہی تھی' جو دورِ نبوی ﷺ میں بھی ختم نہ ہوئی تھی۔ چنانچہ دورِ نبوی ﷺ میں ایک شخص نے یکبارگی تین طلاقیں دیں تو آپؐ غصہ کی وجہ سے کھڑے ہو گئے اور فرمایا "میری زندگی میں ہی کتاب اللہ سے یوں کھیلا جا رہا ہے؟"

(۲) لوگوں کی اس بدعادت پر انہیں زجر و توبیخ تو کی جاتی تھی' کیونکہ یہ طریق طلاق کتاب و سنت کے خلاف تھا۔ تاہم ۱۵ھ تک عملاً یکبارگی تین طلاق کو ایک ہی قرار دیا جاتا تھا اور اس معصیت اور حماقت کے باوجود ان سے حق رجوع کو سلب نہیں کیا جاتا تھا۔

(۳) حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ "**فلو امضیناہ علیھم**" اس بات پر واضح دلیل ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تعزیز و تادیب کے لیے تھا' تا کہ لوگ اس بری عادت سے باز آ جائیں۔ اور اس لحاظ سے کہ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ سرکاری اعلان کے ذریعہ نافذ کیا تھا' اس کی نوعیت سیاسی بن جاتی ہے۔ گویا یہ ایک وقتی اور عارضی قسم کا آرڈیننس تھا۔

(۴) اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی شرعی بنیاد موجود ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ یقیناً استنباط کر کے لوگوں کو مطلع فرماتے۔ جیسا کہ عراق کی زمینوں کو قومی تحویل میں لیتے وقت آپ رضی اللہ عنہ نے کیا تھا اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم نے آپ رضی اللہ عنہ کے استنباط کو درست تسلیم کر کے اس سے پورا پورا اتفاق کر لیا تھا۔ چنانچہ اگر آپ رضی اللہ عنہ کسی آیت یا حدیث سے استنباط کر کے لوگوں کو مطلع کر کے یہ فیصلہ نافذ کرتے' تو پھر واقعی اس فیصلہ کی شرعی اور دائمی حیثیت بن سکتی تھی۔

صحیح مسلم کی مندرجہ بالا احادیث کے رجال چونکہ نہایت ثقہ ہیں' اس لیے "تطلیق ثلاثہ" کے قائلین ان احادیث کو ضعیف یا مجروح کہنے کی جرأت تو نہ کر سکے۔ البتہ ان احادیث کو اور بالخصوص ابن عباس رضی اللہ عنہ والی پہلی حدیث کو بے اثر بنانے اور اس کی افادیت کو ختم کرنے کے لیے اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیتے ہیں اور بہت سے اعتراضات وارد کیے جاتے ہیں' جنہیں جوابات کا نام دیا جاتا ہے۔ تعجب کی بات تو یہ ہے کہ صحیح مسلم کی ایسی معتبر احادیث کی تاویلات ان حضرات کی طرف سے پیش کی گئی ہیں' جو اپنے موقف کی حمایت میں ضعیف اور مجروح روایات (بالخصوص ایسی روایات جو تیسرے اور چوتھے درجہ کی

یعنی نبی کریم ﷺ تو لوگوں کی بری عادت کے باوجود حق رجوع سلب نہیں کرتے تھے مگر ان کے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کسی شرعی بنیاد کے بغیر فیصلے کرتے رہے اور لوگوں سے حق رجوع سلب کر لیا۔ العیاذ باللہ

تھی۔ کیوں کہ یہ ممکن تھا کہ شدت غضب کی بنا پر وہ آپ ﷺ کی بات قبول نہ کر پاتے اور کافر ہو جاتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے دوسرے وقت کے لیے ٹوکنے کو مؤخر کر دیا۔ اور اتنا ہی وقت فرمادیا کہ "لا سبیل لک علیها" یعنی "تجھے اب اس عورت پر کچھ اختیار نہیں رہا"

(۲) "یا یہ بات ہے کہ تین طلاقیں ایک ساتھ دینا اس لیے مکروہ ہے کہ تلافی کا دروازہ بلاضرورت بند ہوتا ہے اور حضرت عویمر رضی اللہ عنہ کے معاملہ میں یہ بات موجود نہیں۔ کیونکہ لعان کرنے والے جب لعان پر مصر ہوں تو تلافی کا دروازہ یوں بند ہوتا ہے کہ پھر کبھی کھل نہیں سکتا اور عویمر رضی اللہ عنہ اس بات پر مصر تھے۔" (مقالات ص ۱۴۷)

مجوزین تطلیق ثلاثہ کے مزید دلائل:

جہاں تک قاری صاحب کی پیش کردہ دو احادیث کا تعلق تھا تو ان کا جواب ہو چکا اب ہم یہ چاہتے ہیں کہ ان تمام احادیث کا بھی جائزہ لے لیا جائے جو تطلیق ثلاثہ کے واقع ہونے کی دلیل کے طور پر پیش کی جاتی ہیں، تاکہ مسئلہ زیر بحث کے سب پہلو سامنے آجائیں۔

تیسری حدیث:

فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت قیس کہتی ہیں کہ:

طلقنی زوجی ثلاثا فلم یجعل رسول اللہ سکنی ولا نفقة.

مجھے میرے شوہر نے تین طلاقیں دیں تو رسول اللہ ﷺ نے میرے لیے (میرے شوہر کے ذمہ) نہ رہائش رکھی اور نہ نفقہ۔

اس حدیث سے استدلال یوں کیا جاتا ہے کہ اگر تین طلاق ایک ہی رجعی طلاق شمار ہوتی تو یقیناً سکنی اور نفقہ شوہر کے ذمہ ہوتا۔ شوہر کے سکنی اور نفقہ سے سبکدوش ہونے کی ممکن صورت ہی یہ ہے کہ تین طلاقوں کو تین ہی (یعنی مغلظہ) قرار دیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کے وہ اصحاب جن کے ایمان واطاعت کی تعریف وتوصیف کتاب اللہ اور خود نبی کریم ﷺ کرتے ہیں ان کے ایمان واطاعت کے متعلق مصنف کی رائے دیکھیے۔ العیاذ باللہ

ڈرا' میں تیرے لیے اس سے نکلنے کی کوئی راہ نہیں پاتا ہوں۔ تو نے اللہ کی نافرمانی کی ہے' تیری بیوی تجھ سے جدا ہوگئی۔" (ابوداؤد ص ۲۹۹' بحوالہ منہاج ص ۳۱۰)

مندرجہ ذیل فتویٰ سے دو باتیں معلوم ہوئی:

(۱) حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ راوی جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طبیعت سے خوب واقف تھے، انہیں طلاق دینے والے کی بات سننے کے بعد بھی یہی گمان ہوا تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسی طلاقوں کو ایک طلاق شمار کر کے اس کی بیوی کو واپس لوٹا دیں گے۔ گویا سنجیدہ صورت حال میں آپ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہوتا تھا کہ ایک مجلس کی تین طلاق حقیقتاً ایک ہی ہوتی ہے۔

(۲) فتویٰ کے الفاظ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فتویٰ سائل کو اس کی حماقت کی سزا کے طور پر دیا جا رہا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

قاری صاحب نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کا جو فتویٰ درج فرمایا' وہ یوں ہے:

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس ایک آدمی نے آ کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دی ہیں۔ تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا" تین طلاقوں نے تیری بیوی کو تجھ پر حرام کر دیا ہے' باقی ۹۹۷ طلاقیں اپنی دوسری بیویوں میں تقسیم کر دے۔"

(منہاج ص ۳۱۰ بحوالہ بیہقی ج ۷ ص ۳۳۵ طبع بیروت)

قطع نظر اس بات کے کہ ایسی روایات کی اسنادی حیثیت انتہائی کمزور ہوتی ہے (کیوں کہ یہ تیسرے اور چوتھے درجہ کی کتب سے لی گئی ہیں) اگر اس واقعہ کو درست بھی تسلیم کر لیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ سائل انتہائی جاہل اور بے ہودہ انسان تھا۔ جاہل اس لیے کہ اسے اتنا علم نہ تھا کہ طلاقیں زیادہ سے زیادہ تین ہی ہیں اور بے ہودہ اس لیے کہ اپنی اس جہالت اور حماقت کو اپنے تک محدود نہ رکھا' بلکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بھی جا بتایا۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جو جواب دیا' وہ بھی "جیسی روح ویسے فرشتے" کے مصداق ہے۔ ذرا سوچیے کہ واقعی سائل نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ارشاد کے مطابق ۹۹۷ طلاقیں اپنی دوسری

احادیث کے الفاظ چھوڑ کر رائے کا استعمال دیکھیے کہ نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ تو ایسی تین طلاقوں کو ایک کر دیتے تھے اور بطور سزا علیحدگی نہیں کرواتے تھے مگر ایک مجتہد صحابی رضی اللہ عنہ سائل کی حماقت کی سزا کے طور پر خلاف سنت فتویٰ جاری کرتے ہوئے اللہ کی حلال کی ہوئی زوجہ کو سائل پر حرام کر رہا ہے۔ العیاذ باللہ

بیویوں میں تقسیم کردی ہوں گی؟ فرض کیجئے کہ اس کی چار بیویاں تھیں۔ ان ۹۹۷ میں سے ۹ طلاقیں تو بقایا تین بیویوں کے لیے ہوئیں' اس طرح وہ بھی اس سے جدا ہوئیں۔ پھر بھی ۹۸۸ طلاقیں بچ رہیں ہیں' جو کسی کام نہ آ سکیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فتویٰ:

اب حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا وہ فتویٰ' جو قاری صاحب موصوف نے درج فرمایا ہے' ملاحظہ فرمائیے:

''ایک شخص نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آ کر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دے دی ہیں۔ تو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس سے پوچھا ''تجھے علماء نے کیا کہا ہے؟'' کہنے لگا، وہ کہتے ہیں کہ ''وہ مجھ سے جدا ہوئی'' آپ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا۔ ''لوگوں نے سچ کہا۔'' (منہاج ص ۳۱۱ص ۵۷ھ طبع بیروت)

اب دیکھیے کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دیں' اور ظاہر ہے کہ دین سے یہ مذاق ہے۔ ایسے لوگوں کیلئے یہ تعزیر بہت کم ہے کہ صرف ان کی بیوی ان سے جدا کر دی جائے۔ ایسے لوگوں کو تو بدنی سزا بھی ضروری دینا چاہیے' جیسا کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسے لوگوں کو مارا بھی کرتے تھے۔

اسی طرح ایک اور صاحب اپنی بیوی کو دو سو طلاقیں دے کر حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس فتویٰ پوچھنے تشریف لائے تھے۔ انہیں بھی آپ رضی اللہ عنہ نے یہی جواب دیا تھا۔ (موطا امام مالک' کتاب الطلاق)

تطلیقات ثلاثہ پر اجماع کا دعویٰ:

قاری صاحب فرماتے ہیں:

''ایک آیت اور دو حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہی شمار ہوتی رہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بھی! اور اس کے بعد اس پر اجماع ہوگیا اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں رہا، سوائے چند حضرات کے جن

دیکھیے نام نہاد اہل حدیث کا اپنی نفسانی رائے کا بے جا استعمال۔ اصحاب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فتاویٰ کی من مانی تشریح

کیا حدیث کے صاف صاف الفاظ کو چھوڑ کر اپنی من مرضی کے مطالب نکالنا گمراہی نہیں؟

ما آتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہوا

صحیح بخاری

جلد پنجم

امیر المومنین فی الحدیث سید الفقہاء

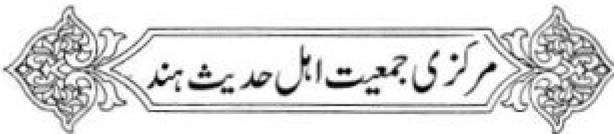
حضرت الامام ابو عبداللہ محمد بن اسمعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ و تشریح

حضرت مولانا محمد داؤد راز رحمۃ اللہ علیہ

نظر ثانی

حضرت العلامہ مولانا عبدالسلام بستوی رحمہ اللہ — حضرت العلامہ مولانا ابو محمد عبدالجبار السلفی رحمہ اللہ



إِذَا انْقَضَتِ الْعِدَّةُ؟ قَالَ: نَعَمْ. قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ مَاتَ الزَّوْجُ الْآخَرُ فَرَجَعَ عَنْ ذَلِكَ؟

کیا) اور ابن شبرمہ (کوفہ کے قاضی) نے شعبی سے کہا' کیا وہ عورت عدت کے بعد دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے؟ انہوں نے کہا ہاں۔ ابن شبرمہ نے کہا' پھر اگر اس کا دوسرا خاوند بھی مرجائے (تو وہ کیا دونوں کی وارث ہوگی؟) اس پر شعبی نے اپنے فتوے سے رجوع کیا۔

سنت یہ ہے کہ اگر عورت کو تین طلاق دینی منظور ہوں تو پہلے طہر میں ایک طلاق دے' پھر دوسرے طہر میں ایک طلاق دے' پھر تیسرے طہر میں ایک طلاق دے۔ اب رجعت نہیں ہو سکتی اور وہ عورت بائنہ ہو گئی اور یہ خاوند اس عورت سے پھر نکاح نہیں کر سکتا جب تک وہ عورت دوسرے خاوند سے نکاح کر کے اس کے گھر نہ رہ لے اور پھر وہ دوسرا خاوند اسے اپنی مرضی سے طلاق نہ دے دے اور وہ عورت طلاق کی عدت نہ گزار لے اور بہتر یہ ہے کہ ایک ہی طلاق پر اکتفا کرے۔ عدت گزر جانے کے بعد وہ عورت بائنہ ہو جائے گی۔ اب اگر کسی نے اپنی عورت کو ایک ہی مرتبہ میں تین طلاق دے دی یا ایک ہی طہر میں بدفعات ایک ایک کر کے تین طلاق دے دی تو اس میں علماء کا اختلاف ہے۔ جمہور علماء و ائمہ اربعہ کا تو یہ قول ہے کہ تین طلاق پڑ جائیں گی لیکن ایسا کرنے والا ایک بدعت اور حرام کا مرتکب ہوگا اور امام ابن حزم اور ایک جماعت اہلحدیث اور اہل بیت کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق بھی نہیں پڑے گی اور اکثر اہلحدیث اور ابن عباس رضی اللہ عنہما اور محمد بن اسحاق اور عطاء اور عکرمہ کا یہ قول ہے کہ ایک طلاق رجعی پڑے گی خواہ عورت مدخولہ ہو یا غیر مدخولہ اور اسی کو اختیار کیا ہے ہمارے مشائخ اور ہمارے اماموں نے۔ جیسے شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہ اور شیخ الاسلام علامہ ابن قیم اور علامہ شوکانی اور محمد بن ابراہیم وزیر وغیرہ رحمہم اللہ نے۔ شوکانی نے کہا یہی قول سب سے زیادہ صحیح ہے اور اس باب میں ایک صریح حدیث ہے ابن عباس رضی اللہ عنہما کی کہ رکانہ نے اپنی عورت کو ایک مجلس میں تین طلاق دے دی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک طلاق پڑی ہے اس سے رجوع کر لے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں گو اس کے خلاف فتویٰ دیا اور تین طلاقوں کو قائم رکھا مگر حدیث کے خلاف ہم کو نہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی اتباع ضروری ہے نہ کسی اور کی اور خود امام مسلم حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ تین طلاق ایک بار دینا ایک ہی طلاق تھا' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کی خلافت میں بھی دو برس تک۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو ان کی جلدبازی کی سزا دینے کے لیے یہ حکم دیا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جو حدیث کے خلاف قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں' مسلمانو! اب تم کو اختیار ہے خواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کو چھوڑ دو' خواہ حدیث پر عمل کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ ہم تو شق ثانی کو اختیار کرتے ہیں۔

بجز ابروئے تو محراب دل حافظ نیست   طاعت غیر تو در مذہب ماتتواں کرد

وقار نواز جنگ بہادر نواب وحید الزمان صاحب کی جسارت تو دیکھیے کہاں عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فاتح یہود و نصاریٰ و مجوس اور اس امت کے محدث ۲۲ لاکھ مربع میل پر پرچم اسلام لہرانے والے اور ان کا بمطابق سنت فیصلہ اور کہاں نصاریٰ کے تنخواہ دار ملازم و خطاب یافتہ وقار نواز جنگ بہادر نواب صاحب کی ہرزہ رسائی کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں سنت رسول اللہ کے خلاف فیصلہ دیا، اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کرنا حدیث کو چھوڑنا ہے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ العیاذ باللہ

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک   کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

الْيَمَنِ، فَمَكَثْنَا حِيْنًا مَا نَرَى إِلاَّ أَنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ مَسْعُودٍ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ بَيْتِ النَّبِيِّ ﷺ، لِمَا نَرَى مِنْ دُخُولِهِ وَدُخُولِ أُمِّهِ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ)). [طرفه في: ٤٣٨٤].

زمانے تک یہاں قیام کیا۔ ہم اس پورے عرصہ میں یہی سمجھتے رہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ کے گھرانے ہی کے ایک فرد ہیں، کیونکہ حضور ﷺ کے گھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ کا (بکثرت) آنا جانا ہم خود دیکھا کرتے تھے۔

٢٨- بَابُ ذِكْرِ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي سُفْيَانَ

باب حضرت معاویہ بن ابو سفیان رضی اللہ عنہ کا بیان

(بڑوں کی لغزش) حضرت مولانا وحیدالزماں مرحوم کی خدمات سنہری حرفوں سے لکھنے کے قابل ہیں مگر کوئی انسان بھول چوک سے معصوم نہیں ہے۔ صرف انبیاء علیہم السلام کی ذات ہے جن کی حفاظت اللہ پاک خود کرتا ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ذکر کے سلسلے میں مولانا مرحوم کے قلم سے ایک نامناسب بیان نکل گیا ہے۔ الفاظ یہ ہیں:

"مترجم کہتا ہے، صحابیت کا ادب ہم کو اس سے مانع ہے کہ ہم معاویہؓ کے بارے میں کچھ کہیں۔ لیکن سچی بات یہ ہے کہ ان کے دل میں آنحضرت ﷺ کے اہل بیت کی محبت نہ تھی۔ مختصراً"

دلوں کا جاننے والا صرف باری تعالیٰ ہے۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے حق میں مرحوم کا یہ لکھنا مناسب نہ تھا۔ خود ہی صحابیت کے ادب کا اعتراف بھی ہے اور خود ہی ان کے ضمیر پر حملہ بھی، انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی اس لغزش کو معاف فرمائے اور حشر کے میدان میں سب کو آیت کریمہ ﴿ وَ نَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ ﴾ (الاعراف: ٤٣) کا مصداق بنائے آمین۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت ابو سفیان رضی اللہ عنہ کے بیٹے ہیں اور حضرت ابو سفیان رسول کریم ﷺ کے چچا ہوتے ہیں بعمر ۸۲ سال ۶۰ھ میں حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے شہر دمشق میں وفات پائی۔ رضی اللہ عنہ و ارضاہ۔

٣٧٦٤- حَدَّثَنَا الْحَسَنُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا الْمُعَافَى عَنْ عُثْمَانَ بْنِ الأَسْوَدِ عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ قَالَ: ((أَوْتَرَ مُعَاوِيَةُ بَعْدَ الْعِشَاءِ بِرَكْعَةٍ وَعِنْدَهُ مَوْلًى لاِبْنِ عَبَّاسٍ، فَأَتَى ابْنَ عَبَّاسٍ، فَقَالَ: دَعْهُ فَإِنَّهُ صَحِبَ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)). [طرفه في: ٣٧٦٥].

(٣٧٦٤) کہا ہم سے حسن بن بشیر نے بیان کیا، ان سے عثمان بن اسود نے اور ان سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے عشاء کے بعد وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی۔ وہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے مولیٰ (کریب) بھی موجود تھے۔ جب وہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی خدمت میں حاضر ہوئے تو (حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ایک رکعت وتر کا ذکر کیا) اس پر انہوں نے کہا، کوئی حرج نہیں ہے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی صحبت اٹھائی ہے۔

یقیناً ان کے پاس حضور ﷺ کے قول و فعل سے کوئی دلیل ہوگی۔

٣٧٦٥- حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي مَرْيَمَ حَدَّثَنَا نَافِعُ بْنُ عُمَرَ حَدَّثَنِي ابْنُ أَبِي مُلَيْكَةَ قِيلَ لاِبْنِ عَبَّاسٍ: هَلْ لَكَ فِي أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ مُعَاوِيَةَ فَإِنَّهُ مَا أَوْتَرَ إِلاَّ بِوَاحِدَةٍ، قَالَ: ((إِنَّهُ فَقِيهٌ)). [راجع: ٣٧٦٤]

(٣٧٦٥) ہم سے ابن ابی مریم نے بیان کیا، کہا ہم سے نافع بن عمر نے بیان کیا، کہا مجھ سے ابن ابی ملیکہ نے بیان کیا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے کہا گیا کہ امیر المؤمنین حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں۔ انہوں نے وتر کی نماز صرف ایک رکعت پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا کہ وہ خود فقیہ ہیں۔

یہی وہ رافضیت ہے کہ جس کی بنیاد پر یہ ڈیڑھ اینٹ کی غیر مقلدیت کی عمارت کھڑی گئی اور یہ اس عمارت کے اولین بانی کے الفاظ ہیں۔ العیاذ باللہ

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا

رسول خدا جو کچھ تم کو دیں اس کو لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے باز آجاؤ

سُنَن ابُوداؤد شریف مترجم

جلد سوم

امام ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

اسلامی کتب خانہ
فضل الٰہی مارکیٹ ○ چوک اردو بازار ○ لاہور

مُعاوِيةُ إنْ أنا صدقْتُ فصدِّقْني وإنْ أنا كذبْتُ فكذِّبْني قالَ أفْعلُ قالَ فأنْشُدُك باللّه هلْ تعْلمُ أنّ رسُول اللّه ﷺ نهى عنْ لُبْس الذّهب قال نعمْ قال فأنْشُدُك باللّه هلْ تعْلمُ أنّ رسُول اللّه ﷺ نهى عنْ لُبْس الْحرير قال نعمْ قال فأنْشُدُك باللّه هلْ تعْلمُ أنّ رسُول اللّه ﷺ نهى عنْ لُبْس جُلُود السِّباع والرُّكُوب عليْها قال نعمْ قال فواللّه لقدْ رأيْتُ هذا كُلّهُ في بيْتك يا مُعاوِيةُ فقال مُعاوِيةُ قدْ علمْتُ أنّي لنْ أنْجُو منْك يا مقْدامُ قال خالدٌ فأمر لهُ مُعاوِيةُ بما لمْ يأْمُرْ لصاحبيْه وفرض لابْنه في الْمائتيْن ففرّقها الْمقْدامُ في أصْحابه قال ولمْ يُعْط الْأسدِيُّ أحدًا شيْئًا ممّا أخذ فبلغ ذلك مُعاوِية فقال أمّا الْمقْدامُ فرجُلٌ كريمٌ بسط يدهُ وأمّا الْأسدِيُّ فرجُلٌ حسنُ الْإمْساك لشيْئه

حسن آنحضرت ﷺ کے بہت مشابہ تھے) اور حسین علیؓ کے بیٹے ہیں یہ سن کر اسدی شخص (معاویہ کے خوش کرنے کے لیے) بولا (معاذ اللہ) ایک انگارہ تھا جس کو اللہ نے بجھا دیا [1] مقدام نے کہا میں تو آج [illegible] تم کو غصہ [illegible] نہ رہوں گا [2،3] پھر کہا اے معاویہ اگر میں سچ کہوں تو مجھے سچا کہنا اور جو جھوٹ بولوں تو جھوٹا کہنا معاویہ نے کہا اچھا میں ایسا ہی کروں گا مقدام نے کہا بھلا قسم خدا کی تم نے آنحضرت ﷺ سے سنا ہے آپ منع کرتے تھے سونا پہننے سے معاویہ نے کہا ہاں سنا ہے پھر مقدام نے کہا بھلا قسم خدا کی تم جانتے ہو کہ منع کیا آنحضرت ﷺ نے زرا ریشمی کپڑا پہننے سے معاویہ نے کہا ہاں مقدام نے کہا بھلا قسم اللہ کی تم جانتے ہوں کہ منع کیا رسول اللہ ﷺ نے درندوں کی کھالیں پہننے سے اور ان پر سوار ہونے سے معاویہ نے کہا ہاں مقدام نے کہا پھر قسم خدا کی میں تو تمہارے گھر میں یہ سب کچھ دیکھتا ہوں معاویہ نے کہا میں جانتا ہوں کہ تمہارے ہاتھ سے نجات نہ پاؤں گا، خالد نے کہا پھر معاویہ نے حکم کیا مقدام کو اتنا مال دینے کا جتنا اور ان کے دو ساتھیوں کو نہ دیا اور ان کے بیٹے کا حصہ مقرر کیا دو سو والوں میں مقدام نے وہ مال اپنے ساتھیوں کو بانٹ دیا اور اسدی نے اپنے مال میں سے کسی کو کچھ نہ دیا یہ خبر معاویہ کو پہنچی توانہوں نے کہا مقدام تو ایک سخی شخص ہے جس کا ہاتھ کھلا ہوا ہے اور اسدی اپنی چیز کو اچھی طرح روکتا ہے

تشریح: [1] یعنی حضرت حسنؓ جب تک زندہ تھے تو معاویہؓ کو یہ خوف تھا کہیں خلافت ان کے ہاتھ سے جاتی نہ رہے اس واسطے اس اسدی نے معاذ اللہ امام حسینؓ کو باعث فتنہ اور فساد خیال کیا

[2] یعنی جیسے اسدی نے دنیا کی ظاہر داری کے لیے خوش کرنے کے لیے ایک ناحق بات کہہ دی ویسی ہی میں حق بات تم سے کہوں گا اگرچہ تم ناراض اور ناخوش ہو یا برا مانو۔

[3] حضرت حسنؓ کے انتقال پر معاویہ کا یہ کہنا کہ یہ مصیبت نہیں ہے مبنی تھا اوپر تعصب کے علی اور اولاد علی سے۔ راضی ہو اللہ اپنے رسول کے اہل بیت سے اور ہمارا حشر ان کے ساتھ کرے۔ آمین

٤١٣١ - حدّثنا مُسدّدٌ بْنُ مُسرْهدٍ أنّ يحْيى بْن سعيدٍ وإسْمعيل بْن إبْراهيم حدّثاهُمُ الْمعْنى عنْ سعيد بْن أبي عرُوبة عنْ قتادة عنْ أبي الْمليح بْن أُسامة عنْ أبيه أنّ رسُول اللّه ﷺ نهى عنْ جُلُود السِّباع *

١٣٢ - مسدد، اسماعیل، یحیٰی، سعید، قتادہ، ابو ملیح نے اسامہ اپنے باپ سے روایت کیا ہے، کہ رسول اللہ ﷺ نے منع فرمایا ہے درندوں کے چمڑوں سے۔

یہ رافضیت نہیں تو اور کیا ہے. یہ وقار نواز جنگ بہادر نواب وحید الزمان صاحب غیر مقلد کے الفاظ ہیں جو غیر مقلدیت کے بڑوں میں سے ایک ہیں اور اہل حدیث کہلواتے ہیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

کتاب "ت" و "ث"

لغات الحدیث

تالیف

حضرت علامہ وحید الزماں رحمہ اللہ تعالےٰ

بتکمیل وتصحیح واضافہ لغات وسعی ملا الکلام

باہتمام

میر محمد، کتب خانہ مرکز علم وادب آرام باغ کراچی

تَرَكُوْهُ اَلنَّخْلِ وَتَتْرُكُ اُمُّ جُعْرُوْرٍ - کھجور کی زکوٰۃ میں ام جعرور نہ لیجائے گی (ام جعرور دہی خراب ردی کھجور)۔

جعرُّی - گانڈ اور گالی بھی ہے۔

جَعْسٌ - ہگنا۔

جُعْسُوْسٌ - بونا حقیر کم ذات اُس کی جمع جَعَاسِیْس ہے۔

سَاَلْبَنِیْ اَنْ اُخْلِیَ مَکَّةَ لِجَعَاسِیْسِ یَثْرِبَ - صلح حدیبیہ میں جب آنحضرت م نے حضرت عثمانؓ کو مکہ کے مشرکوں کے پاس بھیجا تو وہ ابوسفیان کے پاس جاکر اترے اُس سے کعبہ کی مشرکوں نے ابوسفیان سے پوچھا تمہارے چچا زاد بھائی کیا پیغام لائے اُس نے کہا وہ یہ درخواست کرتے ہیں کہ میں مدینہ کے کم ذات حقیر لوگوں کے لئے مکہ خالی کردوں (اُن کو بلا مزاحمت آنے دوں)

اَتُخَوِّفُنَا بِجَعَاسِیْسِ یَثْرِبَ - تم مجھ کو مدینہ کو کم ذات لوگوں سے ڈراتے ہو۔

جَعْظٌ - ڈھکیلنا۔

اِجْعِظَاظٌ - بھاگنا - ڈھکیلنا۔

جَعْظٌ - اُس شخص کو بھی کہتے ہیں جو اپنے تئیں بڑا سمجھے خود پسند ہو یا بد خلق کڑوے مزاج والا، بدزبان ہو یا جو کھاتے وقت غصہ کیا کرے - اسی طرح جِنْعَاظٌ اور جنعاظہ وہ شخص جو کھاتے وقت غصہ ہوا کرے۔

اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِاَهْلِ النَّارِ کُلُّ جَظٍّ جَعْظٍ - کیا میں تم کو دوزخی لوگ نہ بتلاؤں ہر ایک مغرور خود پسند یا بد خلق۔

جِعْظَانٌ - بونا۔

جِنْعَاظٌ - احمق کھاؤ۔

جِنْعِیْظٌ - کھانا کھاتے وقت غصہ کرنیوالا۔

جَعْظَرَةٌ - پیٹھ موڑ کر بھاگنا، آہستہ دوڑنا۔

اَهْلُ النَّارِ کُلُّ جَعْظَرِیٍّ جَوَّاظٍ - دوزخی ہر ایک اکھڑ بد مزاج یا پیٹو غلیظ بہت کھانیوالا یا پست قد گھنڈی اکڑ کر چلنے والا یا بخیل یا مغرور یا روپیہ جمع کرنے والا بخیل ہے۔

جَعْفٌ - گرانا، کاٹنا۔

اِنْجِعَافٌ - اکھڑ جانا، گر جانا۔

مَثَلُ الْمُنَافِقِ مَثَلُ الْاَرْزَةِ الْمُجْذِیَةِ حَتّٰی یَکُوْنَ اِنْجِعَافُهَا مَرَّةً - منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی ہے (نہ اُسکے پتے جھڑتے ہیں نہ اُس پر خزاں آتی ہے بس ایک ہی بار پڑا اُکھڑ گر جاتا ہے)

مَرَّ بِمُصْعَبِ بْنِ عُمَیْرٍ وَهُوَ مُنْجَعِفٌ - آپ مصعب بن عمیر پر سے گذرے وہ قتل ہو کر گرے پڑے تھے۔

جُعْفِیٌّ - ایک قبیلہ کا نام ہے۔

جَعْفَرٌ - چھوٹی نہر یا بڑا اور وسیع کشادہ - امام جعفر صادق مشہور امام ہیں بارہ اماموں میں سے اور بڑے ثقہ اور فقیہ اور حافظ تھے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کے شیخ ہیں - اور امام بخاری کو معلوم نہیں کیا شبہ ہو گیا کہ وہ اپنی صحیح میں ان سے روایت نہیں کرتے اور یحییٰ بن سعید قطان نے بڑی بے ادبی کی ہے جو کہتے ہیں فی نفسی منہ شئی و مجالد احب الی منہ حالانکہ مجالد کو امام صاحب کے سامنے کیا رتبہ ہے ایسی ہی باتوں کیوجہ سے تو اہل سنت بدنام ہوتے ہیں کہ ان کو ائمہ اہل بیت سے کچھ محبت اور اعتقاد نہیں ہے اللہ تعالےٰ امام بخاری پر رحم کرے مروان اور عمران بن حطان اور کئی خوارج سے

عورت کے نہ پوچھے جانے سے (کوئی اس سے نکاح کرنا نہ چاہے) خدا کی پناہ بَارَتِ السُّوْقُ سے نکلا ہے یعنی بازار ایندہ ہو گئی کوئی وہاں کا مال نہیں خریدتا۔

إِنَّ دَاوُدَ سَأَلَ سُلَيْمَانَ وَهُوَ يَبْتَارُ عِلْمَهُ۔ حضرت داؤد پیغمبر نے حضرت سلیمان علیہما السلام سے ان کا امتحان لینے کو ایک سوال کیا

كُنَّا نَبُوْرُ اَوْلَادَنَا بِحُبِّ عَلِيٍّ۔ ہم اپنی اولاد کی آزمائش کیا کرتے تھے ان کو حضرت علی سے محبت ہے یا نہیں کیونکہ حضرت علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے جس کو ان سے محبت نہیں ہے وہ کمبخت بے ایمان ہے۔

حَتّٰى وَاللّٰهِ مَا نَحْسِبُ اِلَّا اَنَّ ذٰلِكَ شَيْءٌ يُبْتَارُ بِهِ اِسْلَامُنَا۔ یہاں تک کہ قسم خدا کی ہم یہ سمجھتے تھے یہ ایسی چیز ہے جس سے ہماری مسلمانی کا امتحان ہوتا ہے۔

كَانَ لَا يَرٰى بَأْسًا بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْبُوْرِيِّ بورے پر نماز پڑھنے میں کوئی قباحت نہیں سمجھتے تھے (کیونکہ وہ کھانے پینے پہننے کی چیز نہیں ہے اور امامیہ کے نزدیک کھانے پینے پہننے کی چیزوں پر سجدہ ناجائز ہے۔ بوریا کو بوری اور باریہ اور وریا کہتے ہیں)

مترجم کہتا ہے جس مسجد میں کپڑے کا فرش ہوتا ہے تو میں اکثر اس پر اپنا بوریا بچھا کر نماز پڑھتا ہوں بعضے سنت جماعت حضرات خواہ مخواہ مجھ پر طعن کرتے ہیں یہ نہیں سمجھتے کہ ہم ایسی نماز کیوں نہ پڑھیں جو سب کے نزدیک جائز ہو اسی میں زیادہ احتیاط ہے۔ آنحضرت سے کپڑے پر بھی نماز پڑھنا منقول ہے مگر فرائض کا کپڑے پر پڑھنا ثابت نہیں ہے گو صحابہ سے منقول ہے آنحضرت کی عادت شریف یہ تھی یا تو مٹی پر نماز پڑھتے یا بوریے پر

سَأَلْتُهُ عَنِ السُّجُوْدِ عَلَى الْبُوْرِيَاءِ میں نے ان سے پوچھا بوریے پر سجدہ کرنا کیسا ہے

حَرِيْقُ بِالْبُوَيْرَةِ مُسْتَطِيْرٌ۔ بویرہ کا ہر طرف سے جلنا (بویرہ ایک موضع ہے مدینہ میں وہاں بنی نضیر یہودیوں کے باغات تھے جو ان کی بدعہدی کی وجہ سے جلائے گئے)

بَارْقَلِيْط یا فَارْقَلِيْط عبرانی لفظ ہے یعنی سراہنے والا یا سراہا گیا (عربی میں حَامِدٌ مُحَمَّدٌ مَحْمُوْدٌ یہ سب آنحضرت کے نام ہیں)

بُؤْسٌ : سختی۔

بُؤْسَ ابْنِ سُمَيَّةَ تَقْتُلُكَ الْفِئَةُ الْبَاغِيَةُ ہائے سمیہ کے بیٹے عمار بن یاسر کی سختی مصیبت تجھکو باغی گروہ مار ڈالے گا (مراد معاویہ کا گروہ ہے)

بَوْصٌ : آگے بڑھنا دوڑنا بھاگنا، چھپ جانا گم ہونا

اَنَّهُ كَانَ جَالِسًا فِيْ حُجْرَةٍ قَدْ كَادَ يَنْبَاصُ عَنْهُ الظِّلُّ۔ آپ ایک حجرے میں بیٹھے اور سایہ آگے بڑھ رہا تھا کم ہو رہا تھا۔

إِنَّ عُمَرَ اَرَادَ اَنْ يَسْتَعْمِلَ سَعِيْدَ بْنَ الْعَاصِ فَبَاصَ مِنْهُ۔ حضرت عمر نے سعید بن عاص کو کہیں کا حاکم (گورنر) کرنا چاہا وہ بھاگ گئے روپوش ہو گئے (حکومت کو پسند نہ کیا)

ضَرَبَ اَزَبَّ حَتّٰى بَاصَ ازب (شیطان) کو مارا یہاں تک کہ وہ بھاگ نکلا

بَاعٌ یا **بُوْعٌ** دونوں ہاتھ کا پھیلاؤ

اِذَا تَقَرَّبَ الْعَبْدُ مِنِّيْ بُوْعًا اَتَيْتُهُ هَرْوَلَةً۔ جب کوئی بندہ مجھ سے ایک باغ نزدیک ہوتا ہے تو میں دوڑ کر اس کے پاس آتا ہوں (یہ حدیث قدسی ہے پروردگار کا آنا اور جلد آنا اس سے ثابت ہوتا ہے)

عَلٰی اُرْدُنِهٖ خَمَرُ الْاَرْضِ تَقْعُمْ - (سلمان فارسیؓ نے ابو الدرداء صحابی کو لکھا جو اُن کو شام کے ملک کی طرف بلاتے تھے) بھائی جان اگرچہ میرا گھر تمہارے گھر سے دور ہے (بُعد مکانی ہے) مگر جان تو جان سے نزدیک ہے (قرب روحانی حاصل ہے) اور آسمان کا پرندہ اُسی زمین پر اُترتا ہے جہاں خوب پیداوار ہو) آب ودانہ کی افراط ہو سرسبز و شاداب ہو سلمان کا مطلب یہ تھا کہ میں جس ملک میں ہوں وہ خوب آباد اور سرسبز ہے میں اس کو چھوڑ نہیں سکتا)

دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ وَالنَّاسُ اَخْمَرُ مَا كَانُوْا - میں مسجد میں گیا وہاں خوب مجمع تھا (بہت لوگ جمع تھے)۔ عرب لوگ کہتے ہیں دَخَلَ فِیْ خُمَارِ النَّاسِ وہ لوگوں کے جماؤ میں (جتھے میں) گھس گیا۔

اَتُوْنُ فِیْ خُمَارِ النَّاسِ - میں لوگوں کے جتھے میں (چھپا ہوا) رہونگا (کوئی مجھ کو پہچان نہ سکے گا)۔

نَاوِلِیْنِی الْخُمْرَةَ مِنَ الْمَسْجِدِ - ذرا مسجد میں سے سجدہ گاہ مجھ کو اُٹھا دے۔ (یہ آنحضرت نے بیوی ام سلمہ رضؓ سے فرمایا وہ حیض کی حالت میں تھیں، خُمرہ وہ چھوٹا ٹکڑا بورئیے کا یا کھجور کی پتوں سے بنا ہوا جس پر سجدے میں آدمی کا سر فقط آسکتا ہے، ایک روایت میں یوں ہے کہ چوہے نے چراغ کی بتی کھینچکر آنحضرت ؐ کے اُس خمرہ پر ڈالدی جس پر آپ بیٹھے ہوئے تھے اور ایک درم برابر وہ جل گیا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خمرہ بڑے کو بھی کہتے ہیں، ابن اثیرؒ نے شرح جامع الاصول میں کہا کہ خمرہ سجدہ گاہ

جس پر ہمارے زمانہ میں شیعہ سجدہ کیا کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں اس حدیث سے سجدہ گاہ رکھنا مسنون ٹھہرا اور جن لوگوں نے اس سے منع کیا ہے اور رافضیوں کا طریق قرار دیا ہے اُن کا قول صحیح نہیں ہے میں تو کبھی کبھی اتباع سنت کے لئے پنکھہ جو بوریے سے بنا ہوتا ہے بجائے سجدہ گاہ کے رکھکر اُس پر سجدہ کرتا ہوں اور جاہلوں کے طعن و تشنیع کی کچھ پرواہ نہیں کرتا ہمیں سنت رسول اللہ سے غرض ہے کوئی رافضی کہے یا کوئی خارجی پڑا بکا کرے) بعضوں نے ناولینی الخمرۃ من المسجد کے یہ معنی کئے ہیں کہ آپ مسجد میں تھے اور بیوی ام سلمہ سے فرمایا کہ مجھ کو سجدہ گاہ اٹھا کر دیدے چونکہ آپ اعتکاف میں تھے اس لئے مسجد کے باہر نہ جاسکے۔

اِنَّهٗ كَانَ يَمْسَحُ عَلَى الْخُفِّ وَالْخِمَارِ - آنحضرت ؐ موزے اور عمامہ پر مسح کر لیتے تھے۔ (اہل حدیث نے ہر طرح عمامہ پر مسح جائز رکھا ہے خواہ سارا مسح عمامہ پر کرے یا تھوڑے سے سر کا کرکے باقی مسح عمامہ پر پورا کرے)۔

مَا اَشْبَهَ عَيْنَكَ بِخَمْرَةِ هِنْدٍ - (عمرو بن عاص نے معاویہ سے کہا) تمہاری آنکھ ہندہ کے کیسی مشابہ ہے جب وہ اوڑھنی اوڑھتی تھی۔

اِنَّ الْعَوَانَ لَا تُعَلَّمُ الْخِمْرَةَ - آزمودہ کار دیرینہ عورت کو اوڑھنی اوڑھنا تھوڑی سکھاتے ہیں (وہ تو اُس کو خوب جانتی ہے یہ ایک مثل ہے جو اُس وقت کہی جاتی ہے جب کسی دانشمند آدمی کو کوئی عقل کی بات بتلائے)۔

مَنِ اسْتَخْمَرَ قَوْمًا اَوْ يَخْمُرُ اَخْوَانَهٗ وَ جِيْرَانَهٗ مُسْتَضْعَفُوْنَ فَاِنَّ لَهٗ مَا قَصَّرَ

تیسیر الباری

ترجمہ وشرح

صحیح بخاری

از حضرت علامہ وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

اردو زبان میں صحیح بخاری کی یہ سب سے بڑی شرح ہے۔ ہر حدیث کے مقابل مطلب خیز بامحاورہ ترجمہ میں مطالب کتاب کو اس طرح سے بیان کیا گیا ہے کہ ترجمہ، ترجمہ معلوم نہیں ہوتا اور حدیث کا مطلب ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر حدیث کی شرح بھی معتبر شروح مثلاً فتح الباری، کرمانی، عینی اور قسطلانی وغیرہ سے مرتب کر کے لکھی گئی ہے اور مذاہب مجتہدین بھی ہر مسئلہ میں بیان کر دیئے گئے ہیں۔ صحیح بخاری کا یہ ترجمہ اپنی نظیر آپ ہے۔

ناشران

تاج کمپنی لمیٹڈ

کراچی ــــ لاہور ــــ راولپنڈی

صحیح بخاری پارہ ۵ ۱۸۷ کتاب التہجد

بَابُ مَنْ لَمْ يَتَطَوَّعْ بَعْدَ الْمَكْتُوبَةِ۔

۲۷۰۔ حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ: حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ عَمْرٍو قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا الشَّعْثَاءِ جَابِرًا قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَمَانِيًا جَمِيعًا، وَسَبْعًا جَمِيعًا، قُلْتُ: يَا أَبَا الشَّعْثَاءِ، أَظُنُّهُ أَخَّرَ الظُّهْرَ وَعَجَّلَ الْعَصْرَ، وَعَجَّلَ الْعِشَاءَ وَأَخَّرَ الْمَغْرِبَ، قَالَ: وَأَنَا أَظُنُّهُ۔

باب: فرض کے بعد سنت نہ پڑھنا؛

ہم سے علی بن عبداللہ مدینی نے بیان کیا کہا ہم سے سفیان ابن عیینہ نے انہوں نے عمرو بن دینار سے انہوں نے کہا میں نے ابوالشعثاء جابر بن زید سے سنا انہوں نے کہا میں نے ابن عباسؓ سے سنا انہوں نے کہا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ظہر عصر کی (آٹھ رکعتیں) اور مغرب عشاء کی سات رکعتیں ملا کر پڑھیں (بیچ میں سنت وغیرہ کچھ نہیں) عمرو نے کہا میں نے ابوالشعثاء سے کہا میں سمجھتا ہوں آپ نے ظہر میں دیر کی اور عصر میں جلدی اور عشاء میں جلدی کی اور مغرب میں دیر ابوالشعثاء نے کہا میں بھی ایسا ہی سمجھتا ہوں ؎

؎ یہ عمرو بن دینار کا خیال ہے ورنہ ظاہر حدیث صاف ہے کہ دو نمازوں کا جمع کرنا جائز ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ یہ واقعہ مدینہ کا ہے نہ وہاں کوئی خوف تھا نہ بارش تھی اور یہ گزر چکا کہ اہل حدیث کے نزدیک یہ جائز ہے اور امامیہ کی کتب میں ائمہ اہلحدیث رضی اللہ عنہم سے صدہا روایتیں جمع کے باب میں آئی ہیں اور کوئی وجہ نہیں کہ یہ روایتیں غلط ہوں) امام بخاریؒ نے اس حدیث سے یہ نکالا کہ سنتوں کا ترک کرنا جائز ہے اور مقصود بھی یہی ہے کہ جمع کرے تو سنتیں نہ پڑھے۔

بَابُ صَلَاةِ الضُّحَى فِي السَّفَرِ۔

۲۷۱۔ حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ قَالَ: حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ شُعْبَةَ، عَنْ تَوْبَةَ، عَنْ مُوَرِّقٍ قَالَ: قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا: أَتُصَلِّي الضُّحَى؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَعُمَرُ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَأَبُو بَكْرٍ؟ قَالَ: لَا، قُلْتُ: فَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ؟ قَالَ: لَا إِخَالُهُ۔

باب: سفر میں چاشت کی نماز پڑھنا۔

ہم سے مسدد نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ بن سعید قطان نے انہوں نے شعبہ بن حجاج سے انہوں نے توبہ بن کیسان سے انہوں نے مورق بن مشرج سے انہوں نے کہا میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا کیا تم چاشت کی نماز پڑھتے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا عمرؓ نے پڑھی ہے؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا ابوبکرؓ نے؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے کہا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے؟ انہوں نے کہا میں نہیں سمجھتا ؎

؎ عبداللہ بن عمرؓ نے خود تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چاشت کی نماز پڑھتے دیکھا نہیں لیکن دوسرے کسی سے سنا، ان کو یقین

دیکھیے بانی فرقہ غیر مقلدیت صحاح ستہ کی تشریح بھی امامیہ کتب کی روشنی میں کرتے ہیں۔

تو پھر مسائل میں رافضیت سے مماثلت آنا بھی لازمی ہے۔

بے مثل کتاب "تذکرۃ الحفاظ" میں طبقہ ثامنہ کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں :-

فلما ذہب الذین اوعوا العلم ... وتلا ... بدل الناس بالطلبہ ... والسنۃ ... والنقلید ... (جلد ۳ صفحہ)

اصحاب حدیث یکے بعد دیگرے مرتے گئے اور دیر بچے (وہ) حقیر سمجھے جاتے تھے اور ان بے علم حدیث کی گمراہی تمہید اور حدیث و سنت کے دشمن ... کو ... اور مخول میں اڑانے لگے اور اس زمانہ کے اکثر علما فروع اعلیات میں بغیر تحقیقات کے تقلید پر جم گئے "

اس کے بعد اس روش میں روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ کیونکہ عوام کی طبیعت میں ... اور اوساط میں دوسرے کا سہارا پکڑنا اکثر ہے ... سے تقلید کی جڑ مضبوط ہو گئی۔ چنانچہ حافظ مذکور ... طبقہ ... کے ذکر کے بعد فرماتے ہیں۔

وکذلک کان فی ہذا الوقت ... من ائمۃ اہل ... من اساطین المعتزلۃ والشیعۃ ... الذین مشوا ... جلد دوم صفحہ

اسی طرح اس زمانہ میں اہل رائے اور اہل فروع دفقہاء کے بہت سے امام تھے اور کئی ایک معتزلی اور شیعی اور متکلمین کے سردار تھے جو کہ ... معقولات ... اور ... آثار نبویہ سے تمسک کرتے ... تھے کا طریق تقا ... اور ... تقلید ...

... تیسری صدی تک ... اور ترقی ہوتی ہوتے ... ایک مذہب ... پابندی ... انتظام ...

خاص مذہب کو اختیار کرنا ہی مذہب سمجھا جانے لگا اور صحابہ و تابعین و اتباع تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کے دستور و روش کو فراموش کر دیا گیا ۔

(باقی آئندہ)

وہابی لکھنے کی ممانعت

بہت سے احباب دریافت کیا کرتے ہیں کہ لفظ وہابی لکھنے کی ممانعت سرکار سے کب ہوئی تھی اور یہ کہ اس کی نقل مل سکتی ہے یا نہیں؟ ایسے احباب کی خاطر آج ہم اصل حکم کی نقل مع ترجمہ کے شائع کرتے ہیں۔ اس کی ابتدا یوں ہوئی تھی کہ ۱۸۸۶ء میں مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم نے ارکان جماعت اہلحدیث کے دستخطی ایک درخواست لفٹنٹ صاحب بہادر پنجاب و وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجی تھی۔ کہ ہمارے فرقہ کا نام اہلحدیث ہے۔ وہابی نہ لکھا جائے۔ لاٹ صاحب پنجاب نے اپنی تائید کے ساتھ اس کو وائسرائے ہند کی خدمت میں بھیجا۔ وہاں سے حسب ذیل گورنمنٹ پنجاب کو اطلاع ملی اور گورنمنٹ پنجاب نے اس اطلاع کی کاپی مولوی مرحوم کے پاس بھیجدی۔ اور گورنمنٹ مدراس کی جانب سے ۱۸۸۸ء کو بذریعہ خط نمبری ۱۲۷ اور گورنمنٹ بنگال کی طرف سے ۴ مارچ ۱۸۹۰ء کو بذریعہ خط نمبری ... مولانا مرحوم کو اطلاعیں موصول ہوئیں۔ محمد اللہ

شکریہ	اس قدر خدمت کے عوض میں ہم درخواست کرتے ہیں کہ ناظرین

مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم کے حق میں دعا مغفرت کریں۔

غفر اللہ لہ و رحمہ

نقل کاپی مع ترجمہ درج ذیل

COPY OF THE LETTER No 1758 DATED 3RD DECEMBER 1886 FROM THE OFFICIATING SECRETARY TO THE GOVT OF HOME DEPTT INDIA TO THE SECRETARY TO THE GOVT OF THE PUNJAB.

IN REPLY TO YOUR LETTER No 1044 DATED THE 5TH JUNE LAST, I AM DIRECTED TO SAY THAT THE GOVERNOR GENERAL IN COUNCIL IS PLEASED TO EXPRESS HIS CONCURRENCE WITH THE VIEWS OF SIR C. AITCHISON THAT THE USE OF THE TERM "WAHABI" SHOULD BE DISCONTINUED IN OFFICIAL CORRESPONDENCE.

ترجمہ	مراسلہ نمبری ۱۷۵۸ مورخہ ۳ دسمبر ۱۸۸۶ء از سیکرٹری گورنمنٹ انڈیا محکمہ داخلہ بنام سیکرٹری

صوبہ پنجاب۔

آپ کے خط کے جواب میں جس کا نمبر ۱۰۴۴ اور مورخہ ۵ جون کو ارسال کیا گیا تھا۔ مجھے حکم صادر ہوا ہے کہ میں آپ کو مطلع کروں کہ گورنر جنرل بہ اجلاس کونسل اس بات کو بخوشی منظور فرماتے ہیں کہ وہ سر سی ایچی سن (لاٹ صاحب صوبہ پنجاب) کے خیالات سے موافقت رکھتے اور اس بات میں متفق ہیں کہ لفظ وہابی کا استعمال سرکاری خط و کتابت میں ممنوع قرار دیا جائے۔

نوٹ	گورنمنٹ صوبہ پنجاب کی طرف سے بذریعہ چٹھی ...

۱۹ جنوری ۱۸۸۷ء نمبری ۱۵۷ (۳) مولانا مرحوم کو اطلاع ملی۔ اور گورنمنٹ یو پی (اودھ) و آگرہ اور اودھ وغیرہ کی طرف سے بذریعہ خط مورخہ ۲۰ جولائی ۱۸۸۸ء نمبری ۳۸۶ اور ممالک متوسط کی طرف سے ۱۴ جولائی ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبری ۴۰۷ اور گورنمنٹ بمبئی کی طرف سے ... ۱۸۸۸ء بذریعہ خط نمبر ۷۳۲ اطلاع ملی۔

بعض دوست پوچھا کرتے ہیں کہ اس لفظ وہابی ... میں ... کی نالش ہو سکتی ہے یا نہیں۔ ...

۳ ... اگر عدالت کو شہادت سے باور کرایا جائے ... کہ ... مستغیث کی ہتک ہے تو سزا ضرور دیگی۔

ہفت روزہ اہلحدیث امرتسر شمارہ ۶ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ کا عکس جس کے مطابق ۱۸۸۶ میں انگریز سرکار سے غیر مقلد حضرات نے وہابی کے بجائے "اہل حدیث" کالقب منظور کروایا ۔

مجلس واحد کی تین طلاق

اب آتے ہیں ایک مجلس کی تین طلاق کی طرف اور دیکھتے ہیں کہ قرآن و سنت اور عمل صحابہ اور تعامل کس چیز میں پایا جاتا ہے۔ موصوف نے اس اہم اور ثابت شدہ معاملے پر بھی بے مثال دروغ گوئی کی ہے اور عقل و ذہن کی پختگی دیکھیے کہ مذکورہ کتاب کے صفحہ 98 پر موصوف اپنی دروغ گوئی کی دلیل کے طور پر رافضی حضرات کا موقف پیش کرتے ہیں جس کا عکس پچھلے صفحات میں موجود ہے۔

عرض ہے کہ رافضیت تو بنیاد ہے غیر مقلدیت کی یہی وجہ ہے کہ غیر مقلدیت کے بے شمار مسائل رافضیت سے تو ملتے جلتے ہیں مگر اہل سنت والجماعت سے نہیں۔ اس ناطے غیر مقلدین کے لیے رافضیوں کی بات دلیل و حجت ہو سکتی ہے مگر اہل سنت والجماعت کے لیے نہیں۔ روافض تو متعہ النساء کو بھی حلال جانتے ہیں اور انہی الفاظ پر مشتمل حدیث سامنے لاتے ہیں جیسے تین طلاق کے مسئلے کی حدیث غیر مقلد حضرات لاتے ہیں اور بعینہ اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں جیسے غیر مقلدین طلاق کے معاملے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر الزام تراشی کرتے ہیں، تو کیا حرمت متعہ النساء کو بھی عمر رضی اللہ عنہ کا "سیاسی فیصلہ" کہہ کر ٹھکرا دیا جائے اور حلال مان لیا جائے؟ روافض کی مخالفت سمجھ میں آتی ہے کہ جہاں صحابہ کا تعامل اور بالخصوص شیخین کا نام آتا ہے انہوں نے مخالفت کرنی ہی کرنی ہے۔ مگر دعویٰ ہو اہل حدیث ہونے کا اور عمل ہو رافضیت کے فتاویٰ پر اور رافضیت کے فتاویٰ بطور دلیل پیش کیے جائیں تو اس سے جاننے والوں کے سامنے حقیقت روشن ہو جانی چاہیے۔

هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا ثُمَّ سَاقَ هَذَا الْخَبَرَ *

۴۳۲–حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ حَدَّثَنَا حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ غَيْرِ وَاحِدٍ عَنْ طَاوُسٍ أَنَّ رَجُلًا يُقَالُ لَهُ أَبُو الصَّهْبَاءِ كَانَ كَثِيرَ السُّؤَالِ لِابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ أَمَا عَلِمْتَ أَنَّ الرَّجُلَ كَانَ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ بَلَى كَانَ الرَّجُلُ إِذَا طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا جَعَلُوهَا وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَصَدْرًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ فَلَمَّا رَأَى النَّاسَ قَدْ تَتَابَعُوا فِيهَا قَالَ أَجِيزُوهُنَّ عَلَيْهِمْ *

۴۳۲۔ محمد بن عبدالملک بن مروان، ابوالنعمان، حماد بن زید، ایوب، متعدد راوی، طاؤس سے روایت ہے کہ ایک شخص ابوالصہباء نامی بہت مسئلے پوچھتا تھا ابن عباسؓ سے ایک بار اس نے پوچھا تم تو جانتے ہو کہ جب کوئی شخص اپنی عورت کو تین طلاق دیتا دخول سے پہلے تو وہ ایک طلاق گنی جاتی رسول اللہ ﷺ کے زمانے اور ابوبکرؓ کے زمانے میں اور شروع عمرؓ کے زمانے میں۔ ابن عباسؓ نے کہا ہاں جب کوئی شخص اپنی عورت کو جماع سے پہلے تین طلاق دے دیتا تو وہ ایک ہی طلاق شمار کی جاتی۔ رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے شروع زمانے تک جب عمرؓ نے دیکھا لوگ بہت تین طلاق دینے لگے تو حکم کیا تینوں طلاق ان پر نافذ کرنے کا۔

تشریح:۔ مگر یہ حکم حضرت عمرؓ کا واجب العمل نہیں ہو سکتا جب حدیث صحیح سے رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تین طلاق کا ایک طلاق ہو جانا ثابت ہے اگرچہ قائل اس قول کے قلیل ہیں پر وہ لوگ علم میں بہت عظیم ہیں اتباع حق سب پر مقدم ہے۔ (علامہ)

۴۳۳–حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِي ابْنُ طَاوُسٍ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ أَبَا الصَّهْبَاءِ قَالَ لِابْنِ عَبَّاسٍ أَتَعْلَمُ أَنَّمَا كَانَتِ الثَّلَاثُ تُجْعَلُ وَاحِدَةً عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ وَأَبِي بَكْرٍ وَثَلَاثًا مِنْ إِمَارَةِ عُمَرَ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ نَعَمْ *

۴۳۳۔ احمد بن صالح، عبدالرزاق، ابن جریج، ابن طاؤس، طاؤس، ابوالصہباء نے ابن عباسؓ سے کہا کہ تین طلاق رسول اللہ ﷺ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کی خلافت میں تین سال تک ایک طلاق شمار کی جاتی تھی ابن عباسؓ نے کہا ہاں۔

تشریح:۔ روایت یہ اس کو مسلم نے اپنی صحیح میں اسی پر عمل ہے ائمہ حدیث اور علماء ظاہر کا۔ (علامہ)

۱۳۹–بَاب فِيمَا عُنِيَ بِهِ الطَّلَاقُ وَالنِّيَّاتُ *

۱۳۹۔ طلاق کنایہ کا بیان اور یہ کہ احکام نیت پر مترتب ہوتے ہیں!

۴۳۴–حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ كَثِيرٍ أَخْبَرَنَا سُفْيَانُ حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَقَّاصٍ اللَّيْثِيِّ قَالَ سَمِعْتُ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ وَإِنَّمَا لِكُلِّ امْرِئٍ مَا نَوَى فَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ فَهِجْرَتُهُ إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ وَمَنْ كَانَتْ هِجْرَتُهُ لِدُنْيَا يُصِيبُهَا أَوِ امْرَأَةٍ يَتَزَوَّجُهَا فَهِجْرَتُهُ إِلَى مَا هَاجَرَ إِلَيْهِ *

۴۳۴۔ محمد بن کثیر، سفیان، یحییٰ بن سعید، محمد بن ابراہیم التیمی، علقمہ بن وقاص اللیثی سے روایت ہے کہ عمر بن خطابؓ سے میں نے سنا وہ کہتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عملوں کا اعتبار نیتوں سے ہے اور ہر ایک مرد کے واسطے وہی ہے جو اس نے نیت کی کوئی عمل بدون نیت کے ٹھیک اور ثواب کے لائق نہیں سو جس کی ہجرت اللہ اور اس کے رسول کے واسطے ہوئی تو اس کی ہجرت خدا اور رسول کے واسطے ہو چکی یعنی اس کا ثواب پائے گا اور جس کی ہجرت دنیا کے واسطے ہوئی کہ اس کو پائے یا کسی عورت کے واسطے کہ اس سے نکاح کرے تو اس کی ہجرت اسی کی طرف ہوئی جس کے واسطے اس نے ہجرت کی یعنی دنیا اور عورت۔

۱۴۱ – باب في أمرك بيدك *

۴۳۷ – حدثنا الحسن بن علي حدثنا سليمان بن حرب عن حماد بن زيد قال قلت لأيوب هل تعلم أحدا قال بقول الحسن في أمرك بيدك قال لا إلا شيئا حدثناه قتادة عن كثير مولى ابن سمرة عن أبي سلمة عن أبي هريرة عن النبي ﷺ بنحوه قال أيوب فقدم علينا كثير فسألته فقال ما حدثت بهذا قط فذكرته لقتادة فقال بلى ولكنه نسي

۱۴۱۔ امرک بیدک کا بیان!

۴۳۷۔ حسن بن علی، سلیمان بن حرب، حماد بن زید سے ایوب سے کہا تم جانتے ہو کسی کو جس نے امرك بيدك میں یہ روایت کیا ہو حسن سے انہوں نے کہا نہیں مگر روایت کی قتادہ نے کثیر سے انہوں نے ابی سلمہ سے انہوں نے ابی ہریرہ سے انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اسی طرح ایوب نے کہا پھر کثیر میرے پاس آئے میں نے ان سے پوچھا انہوں نے کہا میں نے یہ حدیث کبھی بیان نہیں کی یہ سن کر میں نے قتادہ سے کہا انہوں نے کہا کثیر نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی تھی مگر وہ بھول گئے۔

تشریح: امرك بيدك کے معنی یہ ہیں کہ تیرا کام تیرے ہاتھ میں ہے یعنی تجھ کو اختیار ہے بعضوں کے نزدیک اس میں ایک طلاق پڑتی ہے بعضوں کے نزدیک اگر عورت کو تین طلاق دے تو تین پڑ جائیں گی۔

۴۳۸ – حدثنا مسلم بن إبراهيم حدثنا هشام عن قتادة عن الحسن في أمرك بيدك قال ثلاث *

۴۳۸۔ مسلم بن ابراہیم، ہشام، قتادہ، حسن نے کہا امرك بيدك میں تین طلاق پڑ جائیں گی۔

۱۴۲ – باب في البتة *

۱۴۲۔ تین طلاقوں کا بیان!

۴۳۹ – حدثنا ابن السرح وإبراهيم بن خالد الكلبي أبو ثور في آخرين قالوا حدثنا محمد بن إدريس الشافعي حدثني عمي محمد بن علي بن شافع عن عبد الله بن علي بن السائب عن نافع بن عجير بن عبد يزيد بن ركانة أن ركانة بن عبد يزيد طلق امرأته سهيمة البتة فأخبر النبي ﷺ بذلك وقال والله ما أردت إلا واحدة فقال رسول الله ﷺ والله ما أردت إلا واحدة فقال ركانة والله ما أردت إلا واحدة فردها إليه رسول الله ﷺ فطلقها الثانية في زمان عمر والثالثة في زمان عثمان قال أبو داود أوله لفظ إبراهيم وآخره لفظ ابن السرح*

۴۳۹۔ ابن السرح وابراہیم بن خالد الکلبی (دوسروں کے ساتھ) محمد بن ادریس الشافعی، اس کے چچا محمد بن علی بن شافع، عبید اللہ بن علی بن السائب، نافع بن عجیر بن عبد یزید بن رکانہ، رکانہ عبد یزید کے بیٹے سے روایت ہے کہ اس نے اپنی جورو کو جسکا نام سہیمہ تھا طلاق بتہ دی (طلاق بتہ کہتے ہیں اس طلاق کو جس کے بعد ملاپ نہ ہو سکے وہ تین طلاق ہیں) اور رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ کی خبر کی اور رکانہ نے کہا خدا کی قسم نہیں ارادہ کیا میں نے مگر ایک طلاق کا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا خدا کی قسم تو نے نہیں ارادہ کیا مگر ایک کا رکانہ نے پھر کہا خدا کی قسم نہیں ارادہ کیا میں نے مگر ایک کا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کی جورو اس کو پھر وا دی رکانہ نے پھر دوسری طلاق حضرت عمرؓ کی خلافت کے وقت دی اور تیسری طلاق حضرت عثمانؓ کی خلافت کے وقت دی امام ابو داؤد نے کہا اول لفظ ابراہیم کا اور آخر ابن السرح کا ہے۔

تشریح: اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق ایک بار دے دی تو ایک ہی طلاق پڑے گی۔

۴۴۰ – حدثنا محمد بن يونس النسائي أن عبد الله بن الزبير حدثهم عن محمد بن إدريس حدثني عمي محمد بن علي عن ابن السائب عن نافع بن عجير عن ركانة بن عبد يزيد عن النبي ﷺ بهذا الحديث *

۴۴۰۔ محمد بن یونس النسائی، عبد اللہ بن الزبیر، محمد بن اولیس، ان کے چچا محمد بن علی، ابن السائب، نافع بن عجیر، رکانہ ابن عبد یزید سے اسی طرح مرفوعاً روایت ہے۔

حضرت مولانا نواب وحید الزمان رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت اور وفات

مولانا ممدوح بتاریخ ۱۷ رجب ۱۲۶۷ھ (۱۸۵۰ء) بمقام کانپور (صوبہ یوپی، ہندوستان) پیدا ہوئے اور ۲۵ شعبان ۱۳۳۸ھ (۱۵ مئی ۱۹۲۰ء) کو ستر اکہتر برس کی مبارک عمر پاکر وقار آباد ضلع حیدر آباد دکن ہند میں انتقال فرمایا اور وہیں مدفون ہوئے۔ تغمده الله بغفرانه و ادخله بحبوحة جنانه۔

- مولانا ایک علمی خاندان کے فرد فرید تھے۔ آباؤ اجداد ملتان سے لکھنو آئے۔ بعدہ کانپور سکونت اختیار کی۔

نام ونسب: وحید الزماں بن مسیح الزماں بن نور محمد بن شیخ احمد فاروقی ملتانی ثم حیدر آبادی "وقار نواز جنگ بہادر" خطاب۔

تعلیم وتربیت

جیسا کہ اس زمانہ میں رواج تھا۔ قرآن مجید ناظرہ اور باترجمہ، نیز اردو و فارسی کی تعلیم اپنے والد مولانا مسیح الزماں (متوفی مکہ مکرمہ ۱۲۹۵ھ) سے آٹھ سال کی عمر تک حاصل کرلی۔ بعدۂ درس نظامی کی ابتدائی کتابوں سے لے کر انتہائی عربی علوم منقول کی اپنے ہاں کے مختلف ماہر فنون اساتذہ اور مدرسہ فیض عام کانپور سے تکمیل کی۔ پندرہ برس کی عمر میں فارغ التحصیل بھی ہوگئے۔

اساتذۂ فنون

مولانا مفتی عنایت احمد صاحب (مصنف علم الصیغہ وغیرہ) مولانا محمد سلامت اللہ صاحب کانپوری تلمیذ شاہ عبدالعزیز دہلویؒ، مولانا محمد بشیر الدین قنوجیؒ (مصنف شرح مسلم الثبوت وتفہیم المسائل وغیرہ) مولانا عبدالحی لکھنوی، مولانا عبدالحق بنارسی نیوتنویؒ (تلمیذ مولانا محمد اسمٰعیل شہید وامام شوکانیؒ) مولانا محمد لطف اللہ علی گڑھی۔

مشائخ حدیث

حضرت شیخ الکل فی الکل مولانا سید محمد نذیر حسین محدث دہلوی عرف میاں صاحب، شیخ حسین بن محسن الانصاری الیمانی، مولانا محمد بشیر الدین قنوجیؒ، شیخ احمد بن عیسیٰ الشرقی الحنبلی۔ مولانا حافظ عبدالعزیز صاحب محدث لکھنوی مولانا الشیخ بدرالدین المدنی۔ مولانا فضل الرحمٰن مراد آبادی۔ رحمہم اللہ اجمعین۔

تحصیل علوم کے بعد

۱۲۸۳ھ بمطابق ۱۹۱۳ء میں آپ کے والد مولانا مسیح الزماںؒ نے ریاست حیدر آباد دکن (ہند) میں ملازم کرادیا۔ ۳۴ برس برابر نہ صرف ملازمت میں رہے بلکہ بعض مناصب پر بھی فائز ہوئے اور وہاں کے دستور کے مطابق "وقار نواز جنگ بہادر" سرکاری خطاب سے بھی نوازے گئے۔

علمی ذوق

وراثت میں ملا تھا، بلا کے ذہین، مطالعہ گویا طبیعت ثانیہ تھی۔ سرعت فہمی اور زود نویسی دونوں سے بہرہ ور حافظہ کی نعمت سے مالا مال، ان سارے اوصاف پر آپ کا کثیر التالیف ہونا بہترین شہادت ہے۔

غیر مقلدین کے صحاح ستہ کے مترجم سرکاری خطاب یافتہ نواب صاحب کا اعزاز دیکھیے۔ ۳۴ برس تک انگریز سرکار کی نوکری کی اور خطاب سے "نوازے" گئے اور تنقید کرتے ہیں فاتحین قیصر و کسریٰ پر۔

اوپر دیئے گئے صفحات انگریز سرکار کے تنخواہ دار ملازم و تسلیم شدہ وفادار و سرکاری خطاب یافتہ وقار نواز جنگ بہادر نواب وحید الزمان صاحب مترجم صحاح ستہ کی ترجمہ شدہ سنن ابو داؤد شائع شدہ اسلامی کتب خانہ لاہور سے لیے گئے ہیں۔

۱۔ کہا جارہا ہے حضرت عمر رضی اللہ کا قول واجب العمل نہیں ہو سکتا۔

۲۔ تین طلاق کا ایک ہونا نبی کریم ﷺ کی حدیث سے ثابت ہے گو قول کم ہیں۔

۳۔ قول کم ہونے کے باوجود اتباع حق اسی میں ہے اور اتباع حق سب پر مقدم ہے۔

دیکھیے ایک تو اس حدیث میں غیر مدخولہ کا ذکر ہے، دوسرے کیا یہ بات بارگاہ رسالت سے خطاب یافتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور دوسرے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نہیں جانتے تھے جو انگریز سرکار کے ملازم و سرکاری خطاب یافتہ وقار نواز جنگ بہادر صاحب جان گئے۔

تو کیا صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی جماعت جنہوں نے قول فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو قبول کیا اور اس کے مطابق فتوے دیتے رہے معاذ اللہ اتباع حق پر نہ تھے۔

اور نیچے دوسری حدیث دیکھیں امام داؤد رحمہ واضح و صحیح باب باندھ رہے ہیں طلاق فی البتہ لفظ "البتہ" سے ایک بھی مراد ہو سکتی ہے اور تین بھی اور یہی وجہ ہے کہ نبی کریم ﷺ بار بار قسم دے کر رکانہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے ہیں اور رکانہ بار بار کہہ رہے ہیں خدا کی قسم نہیں میں نے ارادہ کیا مگر ایک طلاق کا اور اسی حدیث کے نیچے وقار نواز جنگ بہادر صاحب لکھ رہے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر طلاق تین بار دے دی تو ایک بار پڑے گی۔

دیکھیے کیسے حدیث کے الفاظ سے کھیلا جارہا ہے، وقار نواز جنگ بہادر صاحب نے اپنے پاس ہی سے البتہ کا مطلب نکالا کہ طلاق بتہ کہتے ہیں اس طلاق کو کہ جس کے بعد ملاپ نہ ہو سکے وہ تین طلاق ہیں۔

اور نیچے تشریح میں خود ہی تردید بھی کر رہے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق ایک بار دے دی تو ایک طلاق ہو گی۔

اگر لفظ البتہ کا قطعی مطلب وہی ہوتا جو وقار نواز جنگ بہادر صاحب نے حدیث کے ترجمہ میں لکھا ہے، تو پھر کوئی مسئلہ ہی نہ تھا کہ دونوں میں جدائی ہو جاتی اور بات ختم۔

اگر لفظ البتہ کا مطلب ایک طلاق ہوتا تو پھر بھی مسئلہ نہیں تھا نبی کریم ﷺ ایک طلاق گنتے اور رجوع کا حکم جاری کر دیتے۔

اگر دور نبوی ﷺ میں ایک مجلس کی تین طلاق کو ایک گنا جاتا تھا اور یہ امر مسلمہ تھا، تو پھر سائل کو کیا ضرورت تھی کہ نبی کریم ﷺ سے دریافت کرتا اور نبی کریم ﷺ کیوں بار بار اس سے قسمیہ استفسار کر رہے ہیں۔

مگر نبی کریم ﷺ کے بار بار پوچھنے سے اور رکانہ رضی اللہ عنہ کے بار بار قسم دے کر کہنے سے یہ بات صاف ہو جاتی ہے کہ البتہ سے کوئی عدد بھی مراد لیا جا سکتا ہے ایک بھی اور تین بھی اسی لیے نبی کریم ﷺ رکانہ رضی اللہ عنہ سے پوچھ رہے ہیں اور وہ قسم کھا کر بتا رہے ہیں کہ انہوں نے البتہ لفظ سے جو طلاق دی اس میں ان کی نیت ایک طلاق کی تھی۔

جب رکانہ بار بار کہہ رہے ہیں خدا کی قسم نہیں میں نے ارادہ کیا مگر ایک طلاق کا تو پھر وقار نواز جنگ بہادر صاحب کیسے لکھ رہے ہیں کہ اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ تین طلاق ایک بار دے دی تو ایک پڑے گی۔

جب رکانہ نے تین طلاق دی ہی نہیں تو پھر تین کا ایک ہونے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا۔

انہوں نے لفظ البتہ سے طلاق دی مگر ایک کی نیت سے سو نبی کریم ﷺ نے ان سے بار بار قسم کے

ساتھ پوچھا اور انہوں نے بار بار قسم دے کر ایک ہی طلاق کا اقرار کیا تو پھر نبی کریم ﷺ نے رجوع کا حکم جاری کیا۔

اس سے ہمارے دور کے غیر مقلد فتویٰ بازوں کی بد دیانتی کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ جو اس انتظار میں بیٹھے رہتے ہیں کہ کب کوئی قسمت کا مارا ان کے پاس آئے اور وہ دھڑلے سے انہیں حرام کاری کی طرف دھکیل دیں۔ اور اپنی قلت کو کثرت میں تبدیل کریں۔

حیرت ہوتی ہے کہ اس مسئلے میں جتنی بھی احادیث پیش کی جائیں یہ حضرات انہیں رد کرتے چلے جاتے ہیں، جیسا کہ اوپر پیش شدہ صفحات سے صاف ظاہر ہوتا ہے اور اس حلت و حرمت والے مسئلے پر صرف ایک حدیث کو لے کر باقی ساری احادیث و عمل صحابہ کا انکار کیا جاتا ہے۔ جس کتاب میں طلاق کے مسئلے پر ایک حدیث صحیح ہو اور باقی سب غلط ہوں پھر اس کی صحت کا معیار کیا رہ جاتا ہے؟ کیا اس طرح سے اہل حدیث بنائے جارہے ہیں یا نا اہل حدیث۔

کیا یہ بہتر اور سیدھا اور صاف راستہ نہیں کہ اس مسئلے پر کتاب اللہ کو جس طرح سے رسول اللہ ﷺ نے سمجھا اور رسول اللہ ﷺ سے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین اور ان سے جس طرح تابعین وائمہ مجتہدین نے سمجھا اس پر ہی عمل کیا جائے؟

یقیناً یہی بہتر ہے اور یہی کتاب اللہ و رسول اللہ ﷺ کی منشاء ہے، اور پھر ایک مومن کے لیے اس سے بڑی دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ یہ عمل صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی درخشندہ جماعت کے سرخیل اعظم، دنیا کے ایک عظیم فاتح، ۲۲ لاکھ مربع میل پر پیوند لگے کپڑوں میں نبی کریم ﷺ کی سنتیں پھیلانے والے، مشرق و مغرب، شمال و جنوب میں سطوت اسلام کے پرچم گاڑنے والے بارگاہ رسالت سے حق و باطل میں تمیز کرنے والے سیدنا حضرت عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے ثابت شدہ ہے بغیر کسی شک وشبہ کے۔

احادیث کیاہیں صحابہ ہی کی روایت کی ہوئی نبی کریم ﷺ کی تعلیم کا بیان اور جب صحابی کی بیان کی ہوئی حدیث کو نبی کریم ﷺ کی بات سمجھا جاتا ہے تو پھر کسی صحابی کے عمل کو تو بدرجہ اولیٰ نبی کریم ﷺ کا عمل سمجھا جانا چاہیے ۔

چونکہ اس معاملے میں غیر مقلدین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو براہ راست مورد الزام ٹھہراتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ ورسول اللہ ﷺ کی سنت کی منشاء کے خلاف فیصلہ جاری کیا۔ اور کبھی کہتے ہیں کہ حدیث سامنے آگئی تو پھر صحابی کے فتوے کی کوئی حیثیت نہیں، یہ منافقت کی حد ہے، ذرا غور کیجیے:

۱۔ کیا کوئی بھی صحابی کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کے خلاف کوئی عمل یا فتویٰ جاری کر سکتا ہے ؟ اور وہ بھی عمر فاروق رضی اللہ عنہ جس نے فقہ براہ راست نبی کریم ﷺ سے سیکھا اور بارگاہ رسالت سے فاروق کا لقب پایا اور اس امت کے محدث کی بشارت پائی۔

۲۔ کیا سورۃ توبہ کی آیت ۱۰۰ میں اللہ ان کو بشارت دے رہے ہیں جو کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف فتویٰ جاری کرتے ہیں اور حلال کو حرام کرتے ہیں؟

کیا احادیث براہ راست غیر مقلدین پر القا کی گئیں ؟ اگر نہیں تو پھر جب احادیث بھی صحابہ کی زبانی ہم تک پہنچی ہیں تو جس عمل پر صحابی نے بے شمار صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی موجودگی میں عمل کیا اس کو نہ ماننا ضد اور ہٹ دھرمی اور جاہلیت اور رافضیت نہیں تو اور کیا ہے ؟ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جن حضرت عمر رضی اللہ عنہ پر کتاب اللہ ورسول اللہ ﷺ کی سنت کی منشاء کے خلاف فیصلہ جاری کرنے کا الزام لگایا جاتا ہے ان کے متعلق اللہ و رسول اللہ ﷺ کی زبانی چند باتیں عرض کی جائیں تاکہ پڑھنے والوں کے ذہن میں خوب راسخ ہو جائے کہ صحابی کون ہوتا ہے اور پھر ان صحابہ کے جھرمٹ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کون ہیں اور کیا ایسی شخصیت جو پل پل

نبی کریم ﷺ کے ساتھ رہی اور براہ راست نبی کریم ﷺ کی تربیت یافتہ، خطاب یافتہ اور بے شمار بشارتوں کی حامل ہے کتاب اللہ و رسول اللہ کی سنت کی منشاء کے خلاف فیصلہ جاری کر سکتی ہے۔

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ ۙ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ تَحْتَهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَآ اَبَدًا ۭ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ۔

جن لوگوں نے سبقت کی (یعنی سب سے) پہلے (ایمان لائے) مہاجرین میں سے بھی اور انصار میں سے بھی اور جنہوں نے نیکوکاری کے ساتھ ان کی پیروی کی خدا ان سے خوش ہے اور وہ خدا سے خوش ہیں۔ اور اس نے ان کے لئے باغات تیار کئے ہیں جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں (اور) ہمیشہ اُن میں رہیں گے۔ یہ بڑی کامیابی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر میں سورۃ توبہ آیت ۱۰۰ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اس مبارک آیت میں اللہ تبارک وتعالیٰ ان مہاجرین و انصار سے جو سبقت لے جانے والوں میں اولین تھے اور ان کی تابعداری کرنے کی وجہ سے انہیں اپنی رضامندی کا اظہار فرمارہا ہے کہ انہیں نعمتوں والی ابدی جنتیں اور ہمیشہ کی نعمتیں ملیں گی۔ شعبیؒ کہتے ہیں "ان سے مراد وہ مہاجر و انصار ہیں جو حدیبیہ والے سال بیعت الرضوان میں شریک تھے"۔ لیکن حضرت موسیٰ اشعریؓ وغیرہ سے مروی ہے کہ "جنہوں نے دونوں قبلوں کی طرف نماز پڑھی تھی"۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو اس آیت کی تلاوت کرتے ہوئے سن کر اس کا ہاتھ پکڑ کر دریافت فرمایا کہ تمہیں یہ آیت کس نے پڑھائی ہے؟ اس نے کہا حضرت ابی بن کعبؓ نے۔ آپ نے فرمایا تم میرے ساتھ ان کے پاس چلو۔ جب ان کے پاس پہنچے تو آپ نے پوچھا تم نے اسے یہ آیت اسی

طرح پڑھائی ہے؟ آپ نے فرمایاہاں آپ نے پوچھا کیاتم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسے سنا ہے؟ انہوں نے جواب دیاہاں۔ آپ نے فرمایامیر اتو خیال تھا کہ جس بلند درجے پر ہم پہنچے ہیں اس پر ہمارے بعد کوئی نہ پہنچے گا۔ حضرت ابیؓ نے فرمایا اس آیت کی تصدیق سورہ جمعہ کی آیت واخرین منھم الخ، سے اور سورہ حشر کی آیت والذین جاوامن بعد ھم الخ، سے اور سورہ انفال کی آیت والذین امنواوھاجرواوجاھدوا معکم الخ، سے بھی ہوتی ہے۔ حضرت حسنؒ والانصار پڑھتے تھے اور والسابقون الاولون پر عطف ڈال کر پڑھتے۔ اللہ تعالیٰ عظیم وکبیر خبر دیتا ہے کہ وہ سابقین اولین مہاجر وانصار سے خوش ہے اور ان سے بھی خوش جو انسان ساتھ ان کے متبع ہیں۔ افسوس ان پر ہے، خانہ خراب وہ ہیں جو ان سے دشمنی رکھیں، انہیں برا کہیں یا ان میں سے کسی ایک کو بھی برا کہیں یا اس سے دشمنی رکھیں۔ خصوصاً سردار انصار ومہاجرین کے سردار سب سے بہتر وافضل صدیق اکبر خلیفہ عظیم حضرت ابو بکر بن ابی قحافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے جو بھی بغض رکھے یا ان کی شان میں کوئی گستاخی کا کلمہ بولے اللہ اس سے ناراض ہے۔ رسوائے مخلوق رافضیوں کا بدترین گروہ افضل صحابہ کو برا کہتا ہے، ان سے دشمنی رکھتا ہے۔ اللہ اس سے اپنی پناہ میں رکھے۔ یہی بات دلیل ہے اس پر کہ ان کی عقلیں الٹی ہیں اور ان کے دل اوندھے ہیں۔ انہیں قرآن پر ایمان کہاں ہے؟ جب کہ یہ ان پر تبرا بھیجتے ہیں جن کی بابت قرآن اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا اظہار کھلے لفظوں میں بیان کرتا ہے۔ رضی اللہ عنہم اجمعین ہاں اہلسنت ان سے خوش ہیں جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہے اور ان کو برا کہتے ہی جنہیں اللہ تعالیٰ نے برا کہا ہے۔ اللہ کے دوستوں سے وہ محبت کرتے ہیں۔ اللہ کے دشمنوں کے وہ بھی دشمن ہیں۔ وہ متبع ہیں مبتدع نہیں۔ وہ پیروی اور اقتدا کرتے ہیں۔ نافرمانی اور خلاف نہیں کرتے۔ یہی جماعت اللہ تعالیٰ سے کامیابی حاصل کرنے والی ہے اور یہی اللہ کے سچے بندے ہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر میں سورۃ آل عمران آیت ۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جس وقت حنین کی غنیمت کا مال تقسیم کیا اس وقت ان لوگوں نے اسے خلافِ عدل سمجھا اور ان میں سے ایک نے جسے ذواخویصرہ کہا جاتا ہے اس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے آکر صاف کہا کہ حضرت عدل کیجئے' آپ نے اس تقسیم میں انصاف نہیں کیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے اللہ نے امین بنا کر بھیجا تھا' اگر میں بھی عدل نہیں کروں تو پھر برباد ہو اور نقصان اٹھائے' جب وہ پلٹا تو حضرت عمر فاروق نے درخواست کی کہ مجھے اجازت دی جائے کہ میں اسے مار ڈالوں' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوڑ دو' اس کے ہم خیال ایک ایسی قوم پیدا ہو گی کہ تم لوگ اپنی نمازوں کو ان کی نمازوں کے مقابلہ اور اپنی قرآن خوانی کو ان کی قرآن خوانی کے مقابلہ میں حقیر سمجھو گے لیکن دراصل وہ دِین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح تیر کمان سے نکل جاتا ہے' تم جہاں انہیں پاؤ گے قتل کرو گے' انہیں قتل کرنے والے کو بڑا ثواب ملے گا' حضرت علی کی خلافت کے زمانہ میں ان کا ظہور ہوا اور آپ نے انہیں نہروان میں قتل کیا پھر ان میں پھوٹ پڑی تو ان کے مختلف الخیال فرقے پیدا ہو گئے' نئی نئی بدعتیں دِین میں جاری ہو گئیں اور اللہ کی راہ سے بہت دُور چلے گئے' ان کے بعد قدریہ فرقے کا ظہور ہوا' پھر معتزلہ پھر جہمیہ وغیرہ پیدا ہوئے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیش گوئی پوری ہوئی کہ میری اُمت میں عنقریب تہتر فرقے ہوں گے سب جہنمی ہوں گے سوائے ایک جماعت کے۔ صحابہ نے پوچھا وہ کون لوگ ہوں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ جو اس چیز پر ہوں جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب (مستدرک حاکم) ابویعلیٰ کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری اُمت میں سے ایک قوم پیدا ہو گی جو قرآن تو پڑھے گی لیکن اسے اس طرح پھینکے گی جیسے کوئی کھجور کی گٹھلیاں پھینکتا ہو' اس کے غلط مطالب بیان کرے گی۔

فضائل ومناقب حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

حافظ ابن کثیر رحمہ ام التفاسیر، تفسیر ابن کثیر میں سورۃ البقرہ آیت ۱۲۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ کی لمبی حدیث میں ہے جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طواف کر لیا تو حضرت عمر نے مقام ابراہیم کی طرف اشارہ کر کے کہا۔ کیا یہی ہمارے باپ ابراہیم کا مقام ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں کہا پھر ہم اسے قبلہ کیوں نہ بنالیں؟ اس پر آیت نازل ہوئی ایک اور روایت میں ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے سوال پر تھوڑی ہی دیر گذری تھی جو حکم نازل ہوا ایک اور حدیث میں ہے کہ فتح مکہ والے دن مقام ابراہیم کے پتھر کی طرف اشارہ کر کے حضرت عمر نے پوچھا یہی ہے جسے قبلہ بنانے کا ہمیں حکم ہوا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں یہی۔ صحیح بخاری شریف میں ہے حضرت عمر فرماتے ہیں میں نے اپنے رب سے تین باتوں میں موافقت کی جو اللہ تعالیٰ کو منظور تھا وہی میری زبان سے نکلا میں نے کہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کاش کہ ہم مقام ابراہیم کو قبلہ بنالیتے تو حکم واتخذوا من مقام ابراہیم مصلی نازل ہوا میں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاش کہ آپ امہات المومنین کو پردے کا حکم دیں اس پر پردے کی آیت اتری جب مجھے معلوم ہوا کہ آج حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں سے خفا ہیں تو میں نے جا کر ان سے کہا کہ اگر تم باز نہ آؤ گی تو اللہ تعالیٰ تم سے اچھی بیویاں تمہارے بدلے اپنے نبی کو دے گا اس پر فرمان باری نازل ہوا کہ عسی ربہ الخ اس حدیث کی بہت سی اسناد ہیں اور بہت سی کتابوں میں مروی ہے ایک روایت میں بدر کے قیدیوں کے

بارے میں بھی حضرت عمر کی موافقت مروی ہے آپ نے فرمایا تھا کہ ان سے فدیہ نہ لیا جائے بلکہ انہیں قتل کر دیا جائے اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بھی یہی منظور تھا۔ عبد اللہ بن ابی بن سلول منافق جب مر گیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کے جنازے کی نماز ادا کرنے کے لیے تیار ہوئے تو میں نے کہا تھا کہ کیا آپ اس منافق کافر کا جنازہ پڑھیں گے؟ آپ نے مجھے ڈانٹ دیا اس پر آیت ولا تصل علی احد منھم الخ نازل ہوئی اور آپ کو ایسوں کے جنازے سے روکا گیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ سورۃ النساء آیت ۱۵۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

ابن ماجہ میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک خطبہ کا کم و بیش حصہ دجال کا واقعہ بیان کرنے اور اس سے ڈرانے میں ہی صرف کیا، جس میں یہ بھی فرمایا کہ دنیا کی ابتداء سے لے کر انتہا تک کوئی فتنہ اس سے بڑا نہیں، تمام انبیاء اپنی اپنی امتوں کو اس سے آگاہ کرتے رہے ہیں، میں سب سے آخری نبی ہوں اور تم سب سے آخری امت ہو، وہ یقیناً تمہیں میں آئے گا، اگر میری موجودگی میں آ گیا تو میں آپ اس سے نمٹ لوں گا اور اگر بعد میں آیا تو ہر شخص کو اپنے آپ کو اس سے بچانا پڑے گا۔ میں اللہ تعالیٰ کو ہر مسلمان کا خلیفہ بناتا ہوں۔ وہ شام و عراق کے درمیان نکلے گا، دائیں بائیں خوب گھومے گا، لوگو اے اللہ کے بندو! دیکھو دیکھو تم ثابت قدم رہنا، سنو میں تمہیں اس کی ایسی صفت بتاتا ہوں جو کسی نبی نے اپنی امت کو نہیں بتائیں۔ وہ ابتداء میں دعویٰ کرے گا کہ میں نبی ہوں، پس تم یاد رکھنا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں، پھر وہ اس سے بھی بڑھ جائے گا اور کہے گا میں اللہ ہوں، پس تم یاد رکھنا کہ اللہ کو ان آنکھوں سے کوئی نہیں دیکھ سکتا، ہاں مرنے کے بعد دیدار باری تعالیٰ ہو سکتا ہے اور سنو وہ کانا ہو گا اور تمہارا رب کانا نہیں، اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان "کافر" لکھا ہو گا جسے پڑھا لکھا اور ان پڑھ غرض ہر ایمان دار پڑھ لے گا۔ اس کے ساتھ آگ ہو گی اور باغ ہو گا اس کی آگ دراصل جنت ہو گی اور اس کا باغ دراصل جہنم ہو گا،

سنو تم میں سے جسے وہ آگ میں ڈالے، وہ اللہ سے فریاد رسی چاہے اور سورہ کہف کی ابتدائی آیتیں پڑھے، اس کی وہ آگ اس پر ٹھنڈک اور سلامتی بن جائے گی جیسے کہ خلیل اللہ پر نمرود کی آگ ہو گئی، اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک اعرابی سے کہے گا کہ اگر میں تیرے مرے ہوئے باپ کو زندہ کر دوں تو تو مجھے رب مان لے گا وہ اقرار کرے گا، اتنے میں دو شیطان اسکی ماں اور باپ کی شکل میں ظاہر ہوں گے اور ان سے کہیں گے بیٹے یہی تیرا رب ہے تو اسے مان لے، اس کا ایک فتنہ یہ بھی ہو گا کہ وہ ایک شخص پر مسلط کر دیا جائے گا اسے آرے سے چروا کر دو ٹکڑے کروا دے گا، پھر لوگوں سے کہے گا میرے اس بندے کو دیکھنا اب میں اسے زندہ کر دوں گا، لیکن پھر بھی یہی کہے گا کہ اس کا رب میرے سوا اور ہے، چنانچہ یہ اسے اٹھا بٹھائے گا اور یہ خبیث اس سے پوچھے گا کہ تیرا رب کون ہے؟ وہ جواب دے گا میرا رب اللہ ہے اور تو اللہ کا دشمن دجال ہے۔ اللہ کی قسم اب تو مجھے پہلے سے بھی بہت زیادہ یقین ہو گیا ہے۔ دوسری سند سے مروی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یہ مومن میری تمام امت سے زیادہ بلند درجہ کا جنتی ہو گا۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں اس حدیث کو سن کر ہمارا خیال تھا کہ یہ شخص حضرت عمر بن خطاب ہی ہوں گے آپ کی شہادت تک ہمارا یہی خیال رہا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ سورۃ اعراف آیت ۱۵۷ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ اپنے موذن اقرع کو ایک پادری کے پاس بھیجا آپ اسے بلا لائے امیر المومنین نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ تم میری صفت اپنی کتابوں میں پاتے ہو؟ اس نے کہا ہاں، کہا کیا؟ اس نے جواب دیا کہ قرن۔ آپ نے کوڑا اٹھا کر فرمایا قرن کیا ہے؟ اس نے کہا گویا کہ وہ لوہے کا سینگ ہے وہ امیر ہے دین میں بہت سخت۔

حافظ ابن کثیر رحمہ سورۃ انفال آیت ۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضور نے ان قیدی کفار کے بارے میں حضرت ابو بکر حضرت عمر حضرت علی رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے تو فرمایا یارسول اللہ آخر یہ ہمارے کنبے برادری کے خویش واقارب ہیں۔ آپ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیجئے مال ہمیں کام آئے گا اور کیا عجب کہ اللہ تعالیٰ کل انہیں ہدایت دے دے اور یہ ہمارے قوت وبازو بن جائیں۔ اب آپ نے حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا میری رائے تو اس بارے میں حضرت الصدیق رضی اللہ عنہ کی رائے کے خلاف ہے میرے نزدیک تو ان میں سے فلاں جو میرا قریشی رشتہ دار ہے مجھے سونپ دیجئے کہ میں اس کی گردن ماروں اور عقیل کو حضرت علی کے سپرد کیجئے کہ وہ اس کا کام تمام کریں اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے سپرد ان کا فلاں بھائی کیجئے کہ وہ اسے صاف کردیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے یہ ظاہر کردیں کہ ہمارے دل ان مشرکوں کی محبت سے خالی ہیں، اللہ رب العزت کے نام پر انہیں چھوڑ چکے ہیں اور رشتہ داریاں ان سے توڑ چکے ہیں۔ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ لوگ سردار ان کفر ہیں اور کافروں کے گرو ہیں۔ انہیں زندہ چھوڑنا مناسب نہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کا مشورہ قبول کیا اور حضرت عمر کی بات کی طرف مائل نہ ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دوسرے دن صبح ہی سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپ اور حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ رو رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آخر اس رونے کا کیا سبب ہے؟ اگر کوئی ایسا ہی باعث ہو تو میں بھی ساتھ دوں ورنہ تکلف سے ہی رونے لگوں کیونکہ آپ دونوں بزرگوں کو روتا دیکھتا ہوں۔ آپ نے فرمایا یہ رونا بوجہ اس عذاب کے ہے جو تیرے ساتھیوں پر فدیہ لے لینے کے باعث پیش ہوا۔ آپ نے اپنے پاس کے ایک درخت کی طرف اشارہ کرکے فرمایا دیکھو اللہ کا عذاب اس درخت تک پہنچ چکا ہے اسی کا بیان آیت ماکان لنبی ان یکون لہ اسری سے مما غنمتم حلالا تک ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے مال

غنیمت حلال فرمایا پھر اگلے سال جنگ احد کے موقعہ پر فدیہ لینے کے بدلے ان کی سزا طے ہوئی ستر مسلمان صحابہ شہید ہوئے لشکر اسلام میں بھگدڑ مچ گئی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کے چار دانت شہید ہوئے آپ کے سر پر جو خود تھا وہ ٹوٹ گیا چہرہ خون آلودہ ہوگیا۔ پس یہ آیت اتری اولما اصابتکم مصیبتہ الخ، یعنی جب تمہیں مصیبت پہنچی تو کہنے لگے کہ یہ کہاں سے آگئی؟ جواب دے کہ یہ خود تمہاری اپنی طرف سے ہے۔ تم اس سے پہلے اس سے دگنی راحت بھی تو پاچکے ہو یقین مانو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے مطلب یہ ہے کہ یہ فدیہ لینے کا بدل ہے یہ حدیث مسلم شریف وغیرہ میں بھی ہے۔

حافظ ابن کثیر رحمہ سورہ نور کی آیت ۵۵ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

اور یہ الہام الٰہی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسے فاروق کے زبردست زور اور ہاتھوں میں سلطنت اسلام کی باگیں دے گئے۔ سچ تو یہ ہے کہ آسمان تلے کسی نبی کے بعد ایسے پاک خلیفوں کا دور نہیں ہوا۔

آپ کی قوت' طبیعت ' آپ کی نیکی 'سیرت' آپ کے عدل کا کمال' آپ کی ترسی کی مثال دنیامیں آپ کے بعد تلاش کرنا محض بے سود اور بالکل لاحاصل ہے۔ تمام ملک شام، پورا علاقہ مصر، اکثر حصہ فارس آپ کی خلافت کے زمانے میں فتح ہوا۔ سلطنت کسریٰ کے ٹکڑے اڑ گئے، خود کسریٰ کو منہ چھپانے کے لئے کوئی جگہ نہ ملی۔ کامل ذلت واہانت کے ساتھ بھاگتا پھرا۔ قیصر کو فنا کر دیا، مٹا دیا۔ شام کی سلطنت سے دست بردار ہونا پڑا۔ قسطنطیہ میں جاکر منہ چھپایا۔ ان سلطنتوں کی صدیوں کی دولت اور جمع کئے ہوئے بے شمار خزانے ان بندگان رب نے اللہ کے نیک نفس اور مسکین خصلت بندوں پر خرچ کئے اور اللہ کے وعدے پورے ہوئے جو اس نے حبیب اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے کہلوائے تھے۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر سورہ السجدہ آیت ۲۶ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

جب مصر فتح ہوا تو مصر والے بوائی کے مہینے میں حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آئے اور کہنے لگے ہماری قدیمی عادت ہے کہ اس مہینے میں کسی کو دریائے نیل کی بھینٹ چڑھاتے ہیں اور اگر نہ چڑھائیں تو دریا میں پانی نہیں آتا۔ ہم ایسا کرتے ہیں کہ اس مہینے کی بارہویں تاریخ کو ایک باکرہ لڑکی کو جو اپنے ماں باپ کی اکلوتی ہو اس کے والدین کو دے دلا کر رضامند کر لیتے ہیں اور اسے بہت عمدہ کپڑے اور بہت قیمتی زیور پہنا کر بنا سنوار کر اس نیل میں ڈال دیتے ہیں تو اسکا بہاؤ چڑھتا ہے ورنہ پانی چڑھتا ہی نہیں۔ سپہ سلار اسلام حضرت عمرو بن عاص فاتح مصر نے جواب دیا کہ یہ ایک جاہلانہ اور احمقانہ رسم ہے۔ اسلام اس کی اجازت نہیں دیتا اسلام تو ایسی عادتوں کو مٹانے کے لیے آیا ہے تم اب ایسا نہیں کر سکتے۔ وہ باز رہے لیکن دریائے نیل کا پانی نہ چڑھا مہنیہ پورا نکل گیا لیکن دریا خشک رہا۔ لوگ تنگ آکر ارادہ کرنے لگے کہ مصر کو چھوڑ دیں۔ یہاں کی بود و باش ترک کر دیں اب فاتح مصر کو خیال گذرتا ہے اور دربار خلافت کو اس سے مطلع فرماتے ہیں۔ اسی وقت خلیفۃ المسلمین امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے جواب ملتا ہے کہ آپ نے جو کیا اچھا کیا اب میں اپنے اس خط میں ایک پرچہ دریائے نیل کے نام بھیج رہا ہوں تم اسے لے کر نیل کے دریا میں ڈال دو۔ حضرت عمرہ بن عاص رضی اللہ تعالیٰ نے اس پرچے کو نکال کر پڑھا تو اس میں تحریر تھا کہ یہ خط اللہ کے بندے امیر المومنین عمر رضی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اہل مصر کے دریائے نیل کی طرف۔ بعد حمد و صلوۃ کے مطلب یہ ہے کہ اگر تو اپنی طرف سے اور اپنی مرضی سے چل رہا ہے تب تو خیر نہ چل اگر اللہ تعالیٰ واحد وقہار تجھے جاری رکھتا ہے تو ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ تجھے رواں کر دے۔ یہ پرچہ لے کر حضرت امیر عسکر نے دریائے نیل میں ڈال دیا۔ ابھی ایک رات بھی گذرنے نہیں پائی تھی جو دریائے نیل میں

سولہ ہاتھ گہرا پانی چلنے لگا اور اسی وقت مصر کی خشک سالی تر سالی سے گرانی ارزانی سے بدل گئی۔ خط کے ساتھ ہی خطہ کا خطہ سر سبز ہو گیا اور دریا پوری روانی سے بہتا رہا۔ اس کے بعد سے ہر سال جو جان چڑھائی جاتی تھی وہ بچ گئی اور مصر سے اس ناپاک رسم کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہوا۔

صحیح بخاری و صحیح مسلم باب فضائل اصحاب النبی ﷺ سے منتخب چند احادیث

ا۔ عمران بن حصین رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میری امت کا سب سے بہترین دور میرا دور ہے، پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے۔ عمران رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ مجھ یاد نہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دور کے بعد دو دور کا ذکر کیا یا تین کا۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے بعد ایک ایسی نسل پیدا ہو گی جو بغیر کہے شہادت دینے کے لیے تیار ہو جائے گی کہ ان پر کسی قسم کا اعتماد باقی نہیں رہے گا اور نذریں مانیں گے لیکن انہیں پوری نہیں کریں گے ان میں موٹاپا عام ہو جائے گا۔

۲۔ عبداللہ رضی اللہ عنہ نے سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا بہترین دور میرا دور ہے پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے، پھر ان لوگوں کا جو اس کے بعد آئیں گے اس کے بعد ایک ایسی نسل پیدا ہو گی کہ گواہی سے پہلے قسم ان کی زبان پر آجایا کرے گی (جھوٹ کی کثرت کی وجہ سے) ابراہیم نے بیان کیا کہ جب ہم چھوٹے تھے تو شہادت اور عہد (کے الفاظ زبان پر لانے) کی وجہ سے ہمارے بڑے ہمیں مارا کرتے تھے۔

۳۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ کے عہد میں جب ہمیں صحابہ

کے درمیان انتخاب کے لیے کہا جاتا تو سب میں منتخب اور ممتاز ہم ابو بکر رضی اللہ عنہ کو قرار دیتے، پھر عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو پھر عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کو۔

۴۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب کو برا بھلا نہ کہو اگر کوئی شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا اللہ کے راستے میں خرچ کر ڈالے تو ان کے ایک مد غلہ کی برابری بھی نہیں کر سکتا اور نہ ان کے آدھے مد کی۔ اس روایت کی متعابعت جریر، عبداللہ بن داؤد، ابو معاویہ اور محاضر نے اعمش کے واسطہ سے کی۔

۵۔ جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا میں (خواب میں) جنت میں داخل ہوا تو وہاں میں نے ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کی بیوی رمیضاء کو دیکھا اور میں نے قدموں کی چاپ کی آواز سنی تو میں نے پوچھا یہ کون صاحب ہیں؟ بتایا گیا بلال رضی اللہ عنہ اور میں نے ایک محل دیکھا اس کے سامنے ایک عورت تھی میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے؟ تو بتایا گیا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا میرے دل میں آیا کہ اندر داخل ہو کر اسے دیکھوں لیکن مجھے عمر رضی اللہ عنہ کی غیرت یاد آئی اور میں اس لیے اندر داخل نہیں ہوا۔ اس پر عمر رضی اللہ عنہ عرض کی میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں کیا میں آپ سے بھی غیرت کروں گا یا رسول اللہ ﷺ۔

۶۔ مجھ سے محمد بن صلت ابو جعفر کوفی نے حدیث بیان کی ان سے ابن المبارک نے حدیث بیان کی ان سے یونس نے ان سے زہری نے بیان کیا انہیں حمزہ نے خبر دی اور انہیں ان کے والد نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے خواب میں دودھ پیا اور سیر ابی کے اثر کو اپنے ناخنوں تک پر محسوس کیا پھر میں نے پی کر عمر رضی اللہ کو دے دیا۔ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اس خواب کی تعبیر کیا ہو گی؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ علم۔

۷۔ ہم سے محمد بن مثنی نے حدیث بیان کی ان سے یحیٰی نے حدیث بیان کی ان سے اسماعیل نے

حدیث بیان کی ان سے قیس نے حدیث بیان کی کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا، عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پھر ہمیں ہمیشہ عزت حاصل رہی ہے۔

۸۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم سے پہلی امتوں میں محدث (جن کی زبان پر حق اور فیصلہ خداوندی خود بخود اللہ کے حکم سے جاری ہو جایا کرتا تھا) ہوا کرتے تھے اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔ زکریا بن زائدہ نے اپنی روایت میں سعد کے واسطہ سے یہ اضافہ کیا ہے کہ ان سے ابوسلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تم سے پہلے بنی اسرائیل کی امتوں میں کچھ لوگ ایسے ہوا کرتے تھے کہ نبی نہیں ہوتے تھے اور اس کے باوجود (فرشتوں کے ذریعے) ان سے کلام ہوا کرتا تھا۔ اور اگر میری امت میں کوئی ایسا شخص ہو سکتا ہے تو وہ عمر رضی اللہ عنہ ہیں۔

۹۔ ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا آپ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ کچھ لوگ میرے سامنے پیش کیے گئے جو قمیص پہنے ہوئے تھے ان میں سے بعض کی قمیص صرف سینے تک کی تھی اور بعض کی اس سے بھی چھوٹی اور میرے سامنے عمر رضی اللہ عنہ پیش کیے گئے تو وہ اتنی بڑی قمیص پہنے ہوئے تھے کہ چلتے ہوئے گھسٹتی تھی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ﷺ نے اس کی تعبیر کیا لی؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ دین۔

۱۰۔ ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب مسلمان مدینہ (ہجرت کر کے) پہنچے تو وقت متعین کر کے نماز کے لیے آتے تھے۔ اذان نہیں دی جاتی تھی۔ ایک دن اس کے متعلق مشورہ ہوا کسی نے کہا کہ نصاریٰ کی طرح ناقوس بنا لیا جائے، اور کوئی بولا کہ یہودیوں کی طرح نرسنگا بنا لینا چاہیے لیکن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کسی شخص کو کیوں نہ بھیجا جائے جو نماز کا اعلان کر دے اس

پر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلال اٹھو اور نماز کی منادی کر دو۔

۱۰۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ سے روایت ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں اپنے رب کے موافق ہوا تین باتوں میں ایک مقام ابراہیم میں نماز پڑھنے میں (جب میں نے رائے دی کہ یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کو مصلیٰ بنائیے، ویسا ہی قرآن میں اترا) دوسرے عورتوں کے پردے میں تیسرے بدر کے قیدیوں میں۔

۱۱۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے جب عبد اللہ بن ابی سلول نے وفات پائی (جو کہ بڑا منافق تھا) تو اس کا بیٹا عبد اللہ بن عبد اللہ رسوال اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا کہ آپ اپنا کرتہ میرے باپ کے کفن کے لیے دیجئے، آپ ﷺ نے دے دیا پھر اس نے کہا آپ اس پر نماز پڑھا دیں رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اس پر نماز پڑھنے کے لیے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے اور آپ کا کپڑا تھاما اور فرمایا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اس پر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو منع کیا اس پر نماز پڑھنے سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اختیار دیا تو فرمایا تو ان کے لیے دعا کرے یا نہ کرے اگر ستر بار دعا کرے گا اللہ تعالیٰ ان کو نہیں بخشے گا تو میں ستر بار سے زیادہ دعا کروں گا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا وہ منافق تھا آخر آپ نے اس پر نماز پڑھی تب یہ آیت اتری مت نماز پڑھ کسی منافق پر جو مر جاوے اور مت کھڑا ہو اس کی قبر پر (تو حضرت عمر کی رائے کو اللہ تعالیٰ نے پسند کی)۔

۱۲۔ مشکوۃ صفحہ ۵۵۴ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو! میرے صحابہ کی عزت کرنا کیونکہ وہ تم سے بہتر ہی ہیں پھر ان لوگوں کی جو ان کے بعد ہوں گے، پھر ان کی جو ان کے بعد ہوں گے، پھر جھوٹ عام ہو جائے گا کہ آدمی خود بخود قسم کھائے گا حالانکہ اس سے قسم کا مطالبہ نہ ہو گا، خود بخود گواہی دے گا، حالانکہ اس سے گواہی طلب نہ کی جائے گی۔

سن لو! جس کو جنت کی وسعت پسند ہو تو وہ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی جماعت ہی سے منسلک ہو جائے، اس لیے کہ الگ رہنے والے کے ہمراہ شیطان ہو گا۔

۱۳۔ جامع ترمذی جلد دوم میں حضرت ابن عمر رضی اللہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کے دل اور زبان پر حق جاری کر دیا ہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کوئی واقعہ ایسا نہیں جس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور دوسرے لوگوں نے کوئی رائے دی ہو اور قرآن عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی موافقت میں نہ اترا ہو۔ (یعنی ہمیشہ ایسا ہی ہوتا)۔

۱۴۔ جامع ترمذی جلد دوم میں حضرت عبقہ بن عامر سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ ہوتے۔

علامہ جلال الدین سیوطی تاریخ الخلفاء میں لکھتے ہیں کہ موافقات عمر یعنی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی رائے سے قرآن کریم میں جہاں جہاں اتفاق کیا گیا ہے ایسے مواقع بیس ہیں۔

قواعد عدالت کے متعلق حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فرمان دیکھیے۔

"خدا کی تعریف کے بعد قضا ایک ضروری فرض ہے۔ لوگوں کو اپنے حضور میں اپنی مجلس میں اپنے انصاف میں برابر رکھو تاکہ کمزور انصاف سے مایوس نہ ہو۔ اور زوردار کو تمہاری رورعایت کی امید نہ پیدا ہو جو شخص دعویٰ کرے اس پر بار ثبوت ہے اور جو شخص منکر ہو اس پر قسم۔ صلح جائز ہے بشرطیکہ اس سے حرام حلال اور حلال حرام نہ ہونے پائے۔ کل اگر تم نے کوئی فیصلہ کیا تو آج غور کے بعد اس سے رجوع کر سکتے ہو جس مسئلہ میں شبہ ہو اور قرآن و حدیث میں اس کا ذکر نہ ہو تو اس پر غور کرو اور پھر غور کرو اور اس کی مثالوں اور نظیروں پر خیال کرو پھر قیاس لگاؤ"۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قاضی شریح کو ایک فرمان میں لکھا کہ مقدمات میں اول تو قرآن مجید کے مطابق فیصلہ کرو۔ قرآن میں وہ صورت مذکور نہ ہو تو حدیث اور حدیث نہ ہو تو اجماع (کثرت رائے) کے مطابق اور کہیں پتہ نہ لگے تو خود اجتہاد کرو۔

ذرا غور تو کیجئے:

۱۔ عمر رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے حق و باطل میں امتیاز کرنے والا کا خطاب عطا ہوا۔

۲۔ نبی کریم ﷺ کے بتلائے گئے دونوں بہترین زمانوں میں زندگی تمام کی۔

۳۔ حضور ﷺ کی زندگی میں ہی صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے درمیان نمایاں ترین مقام پر فائز تھے اور چند مجتہد صحابہ میں شامل تھے۔

۴۔ نبی ﷺ کی طرف سے علم و دین میں کمال و فراوانی ہونے کی شہادت۔

۵۔ لسان نبوی سے شہادت کہ عمر الفاروق رضی اللہ عنہ کی زبان سے حق جاری ہوتا ہے۔

۶۔ قرآن میں تقریباً بیس مقامات پر اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے عمر الفاروق رضی اللہ کے رائے کے حق میں وحی کا نزول۔

۷۔ قواعد عدالت میں لکھ رہے ہیں کہ ایسا کوئی تصفیہ نہ ہونے پائے جس سے حرام حلال یا حلال حرام ہو جائے۔

پھر یہ ظلم نہیں یہ عداوت نہیں یہ رافضیت نہیں یہ گستاخی نہیں تو اور کیا ہے کہ ایسی ہستی کے بارے میں یہ لکھنا کہ اس نے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف فیصلہ جاری کیا۔ یہ لسان نبوی ﷺ کی تکذیب نہیں تو اور کیا ہے۔ اللہ سبحان و تعالیٰ نے جس ہستی کی رائے کو بیس مرتبہ شرف قبولیت بخشا اور حق میں وحی نازل فرمائی اس پر اتہام نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ

صریحاً گمراہی نہیں تو اور کیا ہے۔ یہ ٹولہ قرآن کی آیت گونگے ہیں بہرے ہیں اندھے ہیں کا مصداق نہیں تو اور کیا ہے۔ العیاذ باللہ۔

صحیح بخاری ترجمہ از غیر مقلد داؤد راز طلاق کے بیان میں صفحہ 33 پر لکھتے ہیں " تین طلاق ایک بار دینا ایک ہی طلاق تھا، آنحضرت ﷺ کے بعد اور ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں بھی دو برس تک۔ پھر حضرت عمر ﷺ نے لوگوں کو ان کی جلد بازی کی سزا دینے کے لیے یہ حکم دیا کہ تینوں طلاق پڑ جائیں گی۔ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا اجتہاد تھا جو حدیث کے خلاف قابل عمل نہیں ہو سکتا۔ میں (مولانا وحید الزماں مرحوم) کہتا ہوں، مسلمانو! اب تم کو اختیار ہے خواہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے پر عمل کر کے آنحضرت ﷺ کی حدیث کو چھوڑ دو، خواہ حدیث پر عمل کرو اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتوے کا کچھ خیال نہ کرو۔ ہم تو شق ثانی کو اختیار کرتے ہیں"۔ مذکورہ صفحہ کا عکس اوپر صفحہ 35 پر دیا گیا ہے۔

العیاذ باللہ۔ نبی کریم ﷺ کہہ رہے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ فاروق ہے ان کی زبان سے اللہ تعالیٰ حق جاری کرواتے ہیں اور اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فاروق رضی اللہ عنہ کی رائے کی تائید میں وحی اتارتے ہیں اور یہ آخری زمانے کے "میں" کہتے ہیں کہ فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا اجتہاد حدیث کے خلاف تھا۔ تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دس سال چھ ماہ چار دن کے دور خلافت میں سے تقریباً ۸ سال ٦ ماہ ۴ دن صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی جماعت حدیث کو چھوڑے رہی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خلاف سنت فتویٰ پر عمل پیرا رہی؟

اور پھر عثمان رضی اللہ عنہ و علی رضی اللہ عنہ اور تابعین اور ائمہ مجتہدین سب حدیث کو چھوڑے رہے؟

اگر ان سب لوگوں کے ایمان اتنے کمزور تھے اور عادل نہیں تھے کہ ایک شخص نے

انہیں حدیث کو چھوڑنے پر آمادہ کر دیا اور اپنے فتوے کو جاری کر دیا تو پھر ان "میں" غیر مقلد صاحب حضرات کے پاس صحیح اور درست احادیث کیسے پہنچ گئیں؟

اگر درمیان والی جماعت کی امانت ہی مشکوک ہے اور وہی حدیث پر عمل پیرا نہیں رہی تو پھر ان تک صحیح حدیث کیسے پہنچ گئی؟ اور اس کی صحت کا معیار کیا ہے؟

جبکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہ حق جن کی زبان پہ اللہ سبحان و تعالیٰ کی طرف سے جاری رہتا تھا نے اس مسئلہ کو سب سے بہتر سمجھا اور سب سے بہتر فیصلہ کیا اور ان سے بہتر کوئی بھی اللہ و رسول اللہ ﷺ کی منشاء کو سمجھ نہیں سکتا اور اس آخری زمانے کے کسی امتی کا یہ درجہ نہیں ہو سکتا کہ وہ اللہ و رسول اللہ ﷺ کی منشاء کو بہتر سمجھنے کا دعویدار ہو اور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے علم و دین میں فراوانی اور حق و باطل میں امتیاز کرنے والا کی بشارتیں پانے والے کے بہترین فیصلے کو رد کرنے کی بات کرے۔ اس آخری زمانے کے امتی کے سامنے تو انہی صحابہ کے وسیلے سے بیان کی گئی حدیث ہے اور ان صحابہ و فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے سامنے نبی کریم ﷺ کی جیتی جاتی زندگی تھی اور یہ کہنا کہ اس کے باوجود انہوں نے غلط فیصلہ دیا اور اس پر ایک عرصہ تک عمل پیرا رہے صرف اور صرف گمراہی اور بدنصیبی ہے اور کچھ نہیں۔

اللہ اللہ فی اصحابی، دیکھیے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان و یقین و خشیت الٰہی کا ایک واقعہ جن کے بارے میں کہا جا رہا ہے کہ انہوں نے حدیث رسول اللہ ﷺ کے خلاف اجتہاد کیا اور اجتہاد بھی ایسا کہ جس سے حلال عورت حرام اور حرام، حلال ہوئی۔ العیاذ باللہ۔

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر میں سورۃ بنی اسرائیل آیت ۵۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں مدینہ شریف میں کئی بار جھٹکے محسوس ہوئے تو آپ نے فرمایا واللہ تم نے ضرور کوئی نئی بات کی ہے ' دیکھو اگر اب ایسا ہوا تو میں تمہیں سخت

سزائیں کروں گا۔ متفق علیہ حدیث میں ہے کہ آپ نے فرمایا سورج چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں ان میں کسی کی موت وحیات سے گرہن نہیں لگتا بلکہ اللہ تعالیٰ ان سے اپنے بندوں کو خوفزدہ کر دیتا ہے' جب تم یہ دیکھو تو ذکر اللہ دعا اور استغفار کی طرف جھک پڑو۔ اے امت محمد واللہ اللہ سے زیادہ غیرت والا کوئی نہیں کہ اس کے لونڈی غلام زناکاری کریں۔ اے امت محمد واللہ جو میں جانتا ہوں' اگر تم جانتے تو بہت کم ہنستے زیادہ روتے۔

اب دیکھیے اس معاملے میں ایک طرف تو:

۱۔ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم ہے۔

۲۔ اللہ ورسول اللہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی بارگاہ سے خطاب یافتہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور تینوں خلفائے راشدین کا عمل ہے۔

۳۔ صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی جلیل القدر جماعت ہے۔

۴۔ جلیل القدر تابعین و چاروں ائمہ مجتہدین اور ان کے پیروکار ہیں۔

۵۔ امت مسلمہ کے ان گنت امام، علماء اور کثیر تر طبقہ ہے۔

اور دوسری طرف مٹھی بھر روافض کہ جن کو ہر معاملے میں صحابہ و تابعین سے اختلاف ہے اور جنہوں نے اس کی مخالفت کی اور پھر اس جھوٹے دور کے مٹھی بھر سے بھی کم غیر مقلد ہیں کہ جنہوں نے اس معاملے میں روافض کی پیروی کی ۔ اور یہ نام نہاد غیر مقلدین ملکہ وکٹوریہ سے منظور شدہ خطاب "اہل حدیث" کہلوانے والے اور انگریزوں کے خطاب یافتہ نوابوں اور شمس العلماؤں کی جماعت کا ان بے شمار اختلافات میں جھکاؤ ہے رافضیت کی طرف۔

تاریخ کا ایک معمولی پڑھا لکھا طالب علم بھی یہ بات جانتا ہے کہ انگریز کس کو اپنے خطاب سے فیض یاب کرتے تھے اور کیوں کرتے تھے؟

یقیناً ان لوگوں کو یہ خطابات حکومت برطانیہ کے لیے کچھ بہترین خدمات بجالانے اور اس کے مفادات کی بہترین حفاظت کے صلے میں دیے گئے ہوں گے؟

حیرت کی بات ہے طلاق جیسے معاملے میں کہ جس میں واضح واضح قرآنی حکم موجود ہے اور احادیث، سنت مبارکہ، کبار صحابہ رضی اللہ عنہم کا عمل، تابعین کا عمل اور ائمہ مجتہدین کا عمل ایک تسلسل اور روانی کے ساتھ چلا آرہا ہے اس میں بھی ان حضرات نے ڈنڈی ماری اور امت مسلمہ میں انتشار و بے سکونی پھیلائی اور رافضیت کی بنیاد پر قرآن و حدیث سے من چاہے مطالب نکال کر اپنے اختلاف کی ٹیڑھی عمارت تعمیر کی اور اس کو اپنی تحقیق کا نام دے دیا۔ اور مزید حیرت یہ کہ اس معاملے میں ان حضرات کی پسندیدہ ترین کتاب صحیح بخاری کہ جس کا "صرف" نام لیتے لیتے یہ لوگ نہیں تھکتے میں ایک حدیث بھی اپنے مطلب کی نہیں پا سکے۔ پا بھی کیسے سکیں کہ رافضیت کی جس بنیاد پر انہوں نے اپنی عمارت کھڑی کی اسکی احادیث بھی اپنی ہی ہیں اور فقہ بھی۔ دوسرے لفظوں میں کہا جاسکتا ہے کہ "کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا"۔

کسی بھی مسلمان کے لیے قرآن و سنت و صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کا طریقہ حجت ہے اور ہونا بھی چاہیے۔ کہ وہ اولین جماعت کہ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست فیض یاب ہوئی وہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی ہی جماعت ہے۔ اور صحابہ کرام کے طریق کی مخالفت در حقیقت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق کی مخالفت ہے۔

ان صحابہ کرام میں خلفاء راشدین کو خصوصی امتیاز حاصل ہے، اب ان کے بارے میں یہ سوچنا کہ نبی کریم ﷺ کے بعد انہوں نے خلاف سنت اعمال شروع کر دیے، در حقیقت نبی کریم ﷺ کی شان میں بے ادبی و گستاخی ہے۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جیسے جلیل القدر صحابی کہ جو نبی کریم ﷺ کی زندگی میں فتویٰ دینے والے چند صحابیوں میں شامل تھے کے بارے میں یہ

کہنا کہ انہوں نے خلاف سنت عمل کیا، کیا کوئی ذی ہوش مومن سوچ بھی سکتا ہے؟

کیا یہ سوچنا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے حدیث و سنت کو ٹھیک طرح سے نہ سمجھا اور آج کے مادہ پرست، حسد و بغض سے بھرے، رافضیت سے متاثر نوابوں اور ملاؤں نے قرآن و سنت کے حکم کو صحیح سمجھ لیا ہوش مندی ہے؟

کیا وہ الفاروق رضی اللہ عنہ کہ نبی کریم ﷺ کی زندگی میں ہی جس کے فیصلے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی منشاء کے عین مطابق ہوتے تھے کے بارے میں یہ سوچنا کہ وہ اللہ کے حلال کیے ہوئے کو حرام کرتا رہا ہوش مندی ہے؟

نہیں یہ سیدھی سیدھی رافضیت ہے، ہمارے لیے کسی عمل کے قرآن و سنت کے مطابق ہونے کے لیے اتنا ہی کافی ہونا چاہیے کہ یہ عمل عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کیا یا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے یا عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے کیا اور اس کے کرنے کا حکم دیا۔

مذکورہ کتاب کے صفحہ 60 پر موصوف صحیح مسلم سے ابن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ "یاد رہے کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ سیاسی تھا اور بطور سزا کے تھا"۔

قطع نظر اس کے کہ خود ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عمل اس حدیث کے بر عکس تھا (ان کا فتویٰ ایک مجلس کی تین طلاق کے نافذ ہونے کا ہوتا تھا) اور اس معاملے میں یہ حدیث خبر واحد ہے۔ چند سوالات اٹھتے ہیں؟

ا۔ حلت و حرمت کا اختیار کس کو ہے؟

۲۔ اور جس معاملے میں حلت و حرمت پائی جائے اس کو سیاسی یا تعزیری کیسے کہا سکتا ہے۔

۳۔ اس فیصلے سے زوجہ جس مرد پر حلال تھی اس پر حرام اور جس مرد پر حرام تھی اس پر حلال ہوئی تو پھر یہ سیاسی فیصلہ ہوا یا شرعی اور وہ بھی حلت و حرمت والا۔

۴۔ تو کیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ شارع تھے اور حلال کو حرام اور حرام کو حلال کر سکتے تھے۔

۵۔ اگر بطور سزا یہ فیصلہ تھا تو یہ سزا کس کے لیے تھی؟ خاوند کے لیے؟ زوجہ کے لیے کہ جس کو حرام زندگی پر مجبور کر دیا گیا یا پھر بچوں کے لیے؟

۶۔ چلیں چند لمحوں کے لیے مان لیں کہ مرد کے لیے جلدی کی سزا تھی؟ مگر زوجہ کو کس قصور کی سزا ملتی تھی؟ اور بچوں کا جرم کیا ہوتا تھا؟

۷۔ غور کیجیے یہ عقل و دانش سے بعید سزا اس دور میں جاری ہوتی ہے کہ جب ایک عام عورت عین خطبہ کے موقع پر زیادہ مہر مقرر نہ کرنے کے معاملے میں فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیتی ہے۔

۸۔ اور ایک عام بدو فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے پہنی گئی چادروں پر جواب طلبی کر لیتا ہے۔

۹۔ جہاں جلیل القدر صحابہ رضوان اللہ اجمعین کا عمل سامنے موجود ہو اور بے شمار احادیث اس کی تائید میں موجود ہوں اور امت کے جید فقہاء کی تائید بھی موجود ہو کیا وہاں خبر واحد کے من چاہے مطالب نکال کر اور نفس سے متعصب قیاس ورائے کی بنیاد پر نئے اختلاف کی بنیاد ڈالنا اور خبر واحد کی بناء پر بے شمار احادیث کو رد کرنا اور طلاق شدہ عورتوں کو حرام کاری کی زندگی کی طرف دھکیلنا قرین انصاف ہے یا نفس کی پیروی۔

کیا بارگاہ رسالت کے مقبول ترین فقیہہ صحابی عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہ جن کا عدل المشہور ہے اور جو راتوں کو جاگ جاگ کر دکھی لوگوں کی خدمت کرتے ہیں مشرق و مغرب کے والی ہوتے ہوئے اپنی پیٹھ پر غلہ لاد کر لوگوں کی خدمت کرتے ہیں اور اپنے تو اپنے اغیار بھی ان کے دور حکومت کو بطور مثال پیش کرتے ہیں سوچا جا سکتا ہے کہ وہ ایسی سزا جاری کریں گے کہ جس کے اثرات بے قصور عورتوں اور بچوں اور نسلوں تک چلتے رہیں گے، العیاذ باللہ۔

یہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں کہ جنہوں نے اپنے لخت جگر پر اللہ کی حد جاری کی اور وہ انتقال کر گئے۔ مگر اللہ کی حد کی تکمیل ہوئی۔

یہ وہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں کہ بیت المقدس کی فتح کے بعد مفتوحین درخواست کرتے ہیں کہ وہ شہر بیت المقدس عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنا چاہتے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ اس شان سے بیت المقدس میں داخل ہوتے ہیں کہ اونٹ پر غلام سوار ہے اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ پیدل مہار سنبھالے ، نبی ﷺ کی سنت میں پیوند لگے کپڑے پہنے ہوئے ہیں کہ فاتح قیصر و کسریٰ کے پاس سواری کے لیے ایک اونٹ تھا اور سوار دو تھے لہذا باری مقرر تھی اور اب کے سوار ہونے کی باری غلام کی تھی۔ اللہ اللہ کیا شان فاروقی ہے۔

اور ایسا کیونکر ہو سکتا ہے کہ جس صحابی نے رسول اکرم ﷺ کی صحبت میں دن رات گذارے اور دین براہ راست نبی کریم ﷺ سے سیکھا کہ جب وحی کی آمد جاری رہتی تھی، اس نے اللہ کے حلال کیے ہوئے کو حرام کیا اور خلاف سنت ایسا فیصلہ کیا کہ جس کے اثرات نہ صرف شادی شدہ جوڑے پر پڑیں بلکہ آنے والی نسلیں تک ان سے متاثر ہوں۔ ایسا سوچنا ہی سراسر گستاخی اور بے ادبی اور نفس کی پیروی ہے اور کچھ نہیں۔

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر میں سورۃ النساء آیت ۱۹ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

امیر المومنین حضرت عمر فاروقؓ نے پہلے بہت لمبے چوڑے مہر سے منع فرما دیا تھا پھر اپنے قول سے رجوع کیا، جیسے کہ مسند احمد میں ہے کہ آپ نے فرمایا عورتوں کے مہر باندھنے میں زیادتی نہ کرو اگر یہ دنیوی طور پر کوئی بھی چیز ہوتی یا اللہ کے نزدیک یہ تقویٰ کی چیز ہوتی تو تم سب سے پہلے اس پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم عمل کرتے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی کسی بیوی کا یا کسی بیٹی کا مہر بارہ اوقیہ سے زیادہ مقرر نہیں کیا (تقریباً سوا سو روپیہ) انسان زیادہ مہر باندھ کر پھر مصیبت

میں پڑ جاتا ہے یہاں تک کہ رفتہ رفتہ اس کی بیوی اسے بوجھ معلوم ہونے لگتی ہے اور اس کے دل میں اس کی دشمنی بیٹھ جاتی ہے اور کہنے لگتا ہے کہ تو نے تو میرے کندھے پر مشک لٹکا دی، یہ حدیث بہت سی کتابوں میں مختلف الفاظ سے مروی ہے ایک میں ہے کہ آپ نے ممبر نبوی پر کھڑے ہو کر فرمایا لوگو تم نے کیوں لمبے چوڑے مہر باندھنے شروع کر دئے ہیں؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے زمانہ کے آپ کے اصحابؓ نے تو چار سو درہم (تقریباً سو روپیہ) مہر باندھا ہے اگر یہ تقویٰ اور کرامت کے زاد ہونے کا سبب ہوتا تو تم زیادہ حق مہر ادا کرنے میں بھی ان پر سبقت نہیں لے سکتے تھے خبر دار آج سے میں نہ سنوں کہ کسی نے چار سو درہم سے زیادہ کا مہر مقرر کیا یہ فرما کر آپ نیچے اتر آئے تو ایک قریشی خاتون سامنے آئیں اور کہنے لگیں یا امیر المومنین کیا آپ نے چار سو درہم سے زیادہ کے حق مہر سے لوگوں کو منع فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں کہا کیا آپ نے اللہ کا کلام جو اس نے نازل فرمایا ہے نہیں سنا؟ کہا وہ کیا؟ کہا سنئے اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے واتیتم احدھن قنطارا الخ، تم نے انہیں خزانہ دیا ہو حضرت عمر؟ نے فرمایا اللہ مجھے معاف فرما عمر سے تو ہر شخص زیادہ سمجھدار ہے پھر واپس اسی وقت ممبر پر کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا لوگو میں نے تمہیں چار سو درہم سے زیادہ کے مہر سے روک دیا تھا لیکن اب کہتا ہوں جو شخص اپنے مال میں سے مہر میں جتنا چاہے دے اپنی خوشی سے جتنا مہر مقرر کرنا چاہے کرے میں نہیں روکتا، اور ایک روایت میں اس عورت کا آیت کو اس طرح پڑھنا مروی ہے واتیتم احدھن قنطارا من ذہب حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ کی قرات میں بھی اسی طرح ہے اور حضرت عمر کا یہ فرمانا بھی مروی ہے کہ ایک عورت عمرؓ پر غالب آگئی اور روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا تھا گو ذی القصہ یعنی یزید بن حصین حارثی کی بیٹی ہو پھر بھی مہر اس کا زیادہ مقرر نہ کرو اور اگر تم نے ایسا کیا تو وہ زائد رقم میں بیت المال کے لئے لے لوں گا اس پر ایک دراز قد چوڑی ناک والی عورت نے کہا حضرت آپ یہ حکم نہیں دے سکتے۔ پھر

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ تم اپنی بیوی کو دیا ہوا حق مہر واپس کیسے لے سکتے ہو؟ جبکہ تم نے اس سے فائدہ اٹھایا یا ضرورت پوری کی وہ تم سے اور تم اس سے مل گئی یعنی میاں بیوی کے تعلقات بھی قائم ہو گئے۔

غور کیجیے گو عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی دلیل مبنی بر تقویٰ تھی اور لوگوں کے لیے اس میں آسانی تھی مگر حکم اللہ کے سامنے سر تسلیم خم ہے اور ایسی ہستی پر ایسا الزام اور پھر جہاں عورت اپنے مہر کے معاملے میں اس طرح بر سر عام ٹوک دیتی ہے، وہاں کسی نے طلاق کے معاملے میں کیوں نہ ٹوکا اور اس سے یہ پتہ بھی چلتا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ لوگوں کی آسانی کے لیے سوچتے تھے اور فیصلہ لاگو کرتے تھے کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں پھر ایسا کیسے ممکن ہے کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف چلتے ہوئے ایسا فیصلہ کریں کہ جس میں لوگوں کے لیے اللہ و رسول اللہ ﷺ کی دی گئی آسانی ختم ہو جائے اور کوئی اعتراض بھی نہ کرے۔ العیاذ باللہ

دیکھیے جہاں ایک چادر پر لوگ سوال کر اٹھتے ہیں اور عورتیں تک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو ٹوک دیتی ہیں وہاں جلیل القدر صحابہ اس حرام و حلال والے معاملے میں چپ رہتے ہیں اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زندگی میں تو چپ رہتے ہی ہیں ان کی شہادت کے بعد بھی یہی عمل جاری رہتا ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ خلافت میں بھی ایسا ہی رہتا ہے۔

غیر مقلد مصنف عبدالرحمٰن کیلانی کی کتاب " ایک مجلس کی تین طلاقیں اور ان کا شرعی حل" کے عنوان پر غور فرمائیں کہ " اور ان کا شرعی حل" جیسے اللہ اور اس کے رسول اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین نے یہ بنیادی اہم معاشرتی معاملہ بغیر شرعی حل کے چھوڑ دیا تھا کہ محترم کیلانی صاحب تشریف لائیں گے اور پھر اس کا شرع حل پیش کریں گے۔

کتاب کا صفحہ 21 من و عن شائع کیا گیا ہے جہاں کیلانی صاحب رافضیت کا گستاخ خنجر

چلاتے نظر آرہے ہیں کہ " حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ کتاب اللہ و سنت رسول ﷺ کی منشاء کے خلاف تھا"۔

اگر عمر رضی اللہ عنہ کتاب اللہ و سنت رسول کی منشاء کے خلاف فیصلے کرتے ہیں تو پھر نبی کریم ﷺ نے امت کی راہنمائی کے لیے کیا بندوبست کیا تھا پھر وہ کیا چیز ہے کہ جس پر اعتبار کیا جائے، مقام عبرت ہے نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ اور فقیہہ صحابی اور تابعین اور ائمہ اربعہ تو کتاب اللہ و سنت رسول کی منشاء کو سمجھ نہ سکیں اور مدتوں بعد چند نفس کے پیروکار اردو تراجم اور رافضیت کی فقہ پڑھ کے کتاب اللہ و سنت رسول کو سمجھ جائیں، العیاذ باللہ۔

مزید آگے فقرے کا مفہوم بیان کرتے ہیں کہ آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اجتہادی تھا جس میں غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

لگتاہے موصوف اس دور کی تاریخ اور صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی خصوصیات جو کہ خود اللہ سبحان و تعالیٰ نے قرآن میں بیان فرمائی ہیں سے کچھ لگاؤ نہیں رکھتے۔ قیصر و کسریٰ کے درباروں میں سنت رسول ﷺ کو زندہ رکھنے والے اور ایک ایک سنت پہ کٹ مرنے والے صحابہ کے دور میں یہ توقع رکھنا کہ وہ کتاب اللہ و سنت رسول کی منشاء کے خلاف کیے گیے فیصلے پر چپ رہیں اور قبول کریں اور اس کے مطابق فتاویٰ دیں ممکن ہی نہیں۔

صفحہ 47 پر رقم طراز ہیں "آپ رضی اللہ عنہ کا فیصلہ تعزیر و تادیب کے لیے تھا تاکہ لوگ اس بری عادت سے باز آجائیں۔ اور اس لحاظ سے کہ آپ ﷺ نے یہ فیصلہ سرکاری اعلان کے ذریعہ نافذ کیا تھا، اس کی نوعیت سیاسی بن جاتی ہے۔ گویا یہ ایک وقتی اور عارضی قسم کا آرڈیننس تھا۔ اگر حضرت عمر رضی اللہ کے سامنے کوئی شرعی بنیاد موجود ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ یقیناً استنباط کرکے لوگوں کو مطلع فرماتے"۔

رافضیت کا گستاخ خنجر مزید ستم ڈھاتا ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بغیر کسی شرعی بنیاد کے اللہ کے حلال کیے ہوئے کو حرام کر رہے ہیں کہ جس سے پورے کے پورے خاندانوں کی معاشرت تباہ وبرباد ہو رہی ہے اور جس کے اثرات نسلوں پر پڑ رہے ہیں اور موصوف فرما رہے ہیں کہ اس کی نوعیت سیاسی ہے اور ایک وقتی اور عارضی آرڈیننس تھا۔

مگر کیلانی صاحب سے درخواست ہے کہ ذرا اس بارے میں بتلائیں کہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس وقتی اور عارضی آرڈیننس کو کب ختم کیا کچھ اس بارے میں بھی بتائیں اور اگر خود ختم نہیں کیا تو کیا عثمان و علی رضی اللہ عنہم نے اس کو ختم کیا یا انہیں بھی اس وقتی آرڈیننس کی ضرورت رہی۔ اور اگر اس دور میں اس وقتی آرڈیننس کی ضرورت صحابہ کو جائز محسوس ہوئی تو پھر آج کے دور میں تو بدرجہ اتم اس کی ضرورت ہے نہ کہ ایک جلیل القدر صحابی کے اجتہاد کو کیلانی صاحب کے شرعی حل سے منسوخ کیا جائے۔

اور بغیر شرعی بنیاد کے ایسا حکم کہ جس کا استنباط بھی صحابہ کو نہیں بتایا گیا جس سے معاشرہ تہ وبالا ہو کر رہ گیا اور آج کیلانی صاحب کو اس کا شرعی حل پیش کرنا پڑ گیا کو صحابہ کرام کے جم غفیر نے کیسے قبول کر لیا۔ گویا سارے صحابہ رضوان اللہ اجمعین ایسے فیصلوں میں شامل رہتے تھے اور چپ رہتے تھے کہ جن کی کوئی شرعی بنیاد نہ ہوتی تھی۔ یہ رافضیت نہیں تو پھر رافضیت اور کیا ہے؟

صفحہ 48 پر راقم دلیل دیتے ہیں حدیث رسول ﷺ کے لیے کسی امتی کا قول ناسخ کیونکر ہو سکتا ہے؟

مگر بقول آپ ہی کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو کہ امتی ہیں اللہ کی کتاب اور سنت رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف حکم جاری کرتے ہیں، اللہ اور سول ﷺ کے حلال کیے ہوئے کو منسوخ کرتے ہیں اور تمام صحابہ بھی اس کی تائید کرتے ہیں۔ جس سے تو یہ پتہ چلتا ہے کہ تمام صحابہ

رضوان اللہ اجمعین نے ایک امتی کے قول کے سامنے حدیث کو چھوڑ دیا۔

صفحہ 59 پر کیلانی صاحب کا گستاخ خنجر پھر چلتا ہے اور اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ نے حضرت عویمر رضی اللہ کو ٹوکا نہیں تو یہ بات شفقت کی بنا پر تھی کیوں کہ یہ ممکن تھا کہ شدت غضب کی بنا پر وہ آپ ﷺ کی بات قبول نہ کرپاتے اور کافر ہو جاتے۔ اس لیے رسول اللہ ﷺ نے دوسرے وقت کے لیے ٹوکنے کو مؤخر کر دیا۔

کیلانی صاحب کی رائے دیکھیے اور صحابی کا مقام و مرتبہ۔ افسوس صد افسوس کہ سوچا بھی تو کیا برا سوچا اور واقعی ایسی منفی رائے اور سوچ کے حامل لوگ فقہاو مجتہدین کے بہترین و مثبت رائے و قیاس کی مخالفت ہی کریں گے۔

صفحہ 71 پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کے دیے گئے فتویٰ پر جو کہ ان کے موقف کی مخالفت کرتا ہے پر اپنی رائے میں لکھتے ہیں۔

ا۔ حضرت مجاہدؒ راوی جو ابن عباس رضی اللہ عنہ کی طبیعت سے خوب واقف تھے، انہیں طلاق دینے والے کی بات سننے کے بعد بھی یہی گمان ہوا تھا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ ایسی طلاقوں کو ایک شمار کرکے اس کی بیوی کو واپس لوٹا دیں گے۔ گویا سنجیدہ صورت حال میں آپ رضی اللہ عنہ کا فتویٰ یہی ہوتا تھا کہ ایک مجلس کی تین طلاق حقیقتاً ایک ہی ہوتی ہے۔

۲۔ فتویٰ کے الفاظ سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ یہ فتویٰ سائل کو اس کی حماقت کی سزا کے طور پر دیا جارہا ہے۔

دیکھیے رافضیت کا گستاخ خنجر اللہ سبحان و تعالیٰ کے فرمان کی نفی کرتا ہوا بے شمار حدیثوں کو مجروع کرتا ہوا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شان عدل کو چیرتا ہوا، ابن عباس رضی اللہ عنہ ترجمان قرآن کی شان میں کیسے گستاخی کر رہا ہے۔ کہ ترجمان قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ کا فتویٰ قرآن

وسنت کی روشنی میں نہیں تھا بلکہ سائل کو اس کی حماقت کی سزا کے لیے تھا۔ اللہ اللہ فی اصحابی۔ قلم لکھ کیسے دیتا ہے کہ ایسے ایسے جلیل القدر صحابہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے حلال کیے ہوئے کو حرام کرتے رہے تھے اور نکاح پر نکاح یعنی حرام کاری کھلم کھلا ہو رہی تھی۔ العیاذ باللہ

صفحہ 72 پر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے فتویٰ پر کہ جو ان کی مخالفت میں جاتا ہے رائے زنی کرتے ہیں۔ "اب دیکھیے کہ اس شخص نے اپنی بیوی کو آٹھ طلاقیں دیں، اور ظاہر ہے کہ دین سے یہ مذاق ہے۔ ایسے لوگوں کے لیے یہ تعزیر بہت کم ہے کہ صرف ان کی بیوی ان سے جدا کر دی جائے۔ ایسے لوگوں کو تو بدنی سزا بھی ضروری دینا چاہیے"۔

بیک وقت آٹھ طلاقیں دین میں مذاق ہے تو کیا بیک وقت تین مذاق نہیں؟ اس دور کے لوگوں کے بارے میں تو یہ خیال ہے کیلانی صاحب کا کہ یہ سزا تھوڑی ہے اور اپنے دور کے بارے میں کیا خیال ہے؟ اور کیا فرقہ غیر مقلدیت میں ایسی تعزیر دی جاتی ہے؟ نہیں بلکہ ایسے جوڑوں کو خوش آمدید کہا جاتا ہے اور حرام کاری کی سند ان کے ہاتھ میں تھما دی جاتی ہے۔ العیاذ باللہ

صفحہ 73 پر کیلانی صاحب مزید خنجر زنی کرتے ہیں اور فرماتے ہیں پھر جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک مجلس کی تین طلاق کو تین ہی نافذ کر دیا تو امت میں اختلاف واقع ہو گیا۔

معاذ اللہ جن کے دور میں بالاتفاق امت متفق و متحد تھی اور ۲۲ لاکھ مربع میل پر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شان ہیبت طاری تھی اور عدل فاروق اعظم کا چرچا چار دانگ عالم میں پھیلا ہوا تھا ان کے بارے میں یہ سوچنا کہ انہوں نے اپنی طرف سے ایسا ظالمانہ فیصلہ کیا کہ جس سے امت میں اختلاف واقع ہو گیا اور لوگ مصیبت میں پڑ گئے جہالت اور کم علمی اور بد قسمتی نہیں تو اور کیا ہے اور طرفہ تماشا یہ کہ سب نے اسے قبول بھی کر لیا بشمول خلیفہ راشد عثمان و علی رضی اللہ عنہم کے۔

تاریخ شاہد ہے کہ جتنی امت محمدیہ ﷺ دور فاروقی رضی اللہ عنہ میں متحد و متفق تھی

اور جتنی اسلام کی ترویج و اشاعت ہوئی پھر کبھی نہ ہو سکی، اور یہی بات ان کی وجہ شہادت بنی، عمر رضی اللہ عنہ کیا تشریف لے گئے منافقوں اور مفاد پرستوں کو کھلی چھوٹ مل گئی۔ اور عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بغض وحسد آج اتنے سو سال بعد بھی اسی طرح بر قرار رہے۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے پہلو میں سونے والے خوش نصیب کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے کہ اس نے نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی سنت کے خلاف عمل کیا۔

نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے حق و باطل میں امتیاز کرنے والے کا خطاب پانے والے کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے اجتہاد میں غلطی کی۔

جس کے ایمان لانے سے اسلام کی سطوت و شوکت میں اضافہ ہوا اس کے بارے میں کہا جارہا ہے کہ اس نے امت میں اختلاف پیدا کر دیا۔

رب کریم نے بارہا جس کی رائے کو اپنی بارگار میں قبولیت بخشی اور وحی سے تصدیق کی اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس کے فیصلے پر عمل کرنا نبی کریم صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کی حدیث چھوڑنا ہے۔

ذرا اس دور کی ایک جھلک دیکھیے جس کے بارے میں یہ کہا جارہا ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے نعوذ باللہ بغیر کسی شرعی بنیاد کے خلاف حدیث و سنت یہ حلال کو حرام کرنے والا فیصلہ کیا۔

حافظ ابن کثیر رحمہ تفسیر ابن کثیر میں سورۃ نحل آیت ۱۰۶ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حافظ ابن عساکر رحمتہ اللہ علیہ عبد اللہ بن حذافہ سہمی صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ترجمہ میں لائے ہیں کہ آپ کو رومی کفار نے قید کر لیا اور اپنے بادشاہ کے پاس پہنچا دیا، اس نے آپ سے کہا کہ تم نصرانی بن جاؤ میں تمہیں اپنے راج پاٹ میں شریک کر لیتا ہوں اور اپنی شہزادی تمہارے نکاح میں دیتا ہوں۔ صحابی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ یہ تو کیا اگر تو اپنی تمام بادشاہت مجھے دے دے اور تمام عرب کا راج بھی مجھے سونپ دے اور یہ چاہے کہ میں ایک آنکھ جھپکنے کے برابر بھی دین محمد

سے پھر جاؤں تو یہ بھی ناممکن ہے۔ بادشاہ نے کہا پھر میں تجھے قتل کر دوں گا۔ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہاں یہ تجھے اختیار ہے چنانچہ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا اور انہیں صلیب پر چڑھا دیا گیا اور تیر اندازوں نے قریب سے بحکم بادشاہ ان کے ہاتھ پاؤں اور جسم چھیدنا شروع کیا بار بار کہا جاتا تھا کہ اب بھی نصرانیت قبول کر لو اور آپ پورے استقلال اور صبر سے فرماتے جاتے تھے کہ ہرگز نہیں آخر بادشاہ نے کہا اسے سولی سے اتار لو، پھر حکم دیا کہ پیتل کی دیگ یا پیتل کی بنی ہوئی گائے خوب تپا کر آگ بنا کر لائی جائے۔ چنانچہ وہ پیش ہوئی بادشاہ نے ایک اور مسلمان قیدی کی بابت حکم دیا کہ اسے اس میں ڈال دو۔ اسی وقت حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں آپ کے دیکھتے ہی دیکھتے اس مسلمان قیدی کو اس میں ڈال دیا گیا وہ مسکین اسی وقت چرمر ہو کر رہ گئے۔ گوشت پوست جل گیا ہڈیاں چمکنے لگیں، رضی اللہ عنہ۔ پھر بادشاہ نے حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ دیکھو اب بھی ہماری مان لو اور ہمارا مذہب قبول کر لو، ورنہ اسی آگ کی دیگ میں اسی طرح تمہیں بھی ڈال کر جلا دیا جائے گا۔ آپ نے پھر بھی اپنے ایمانی جوش سے کام لے کر فرمایا کہ ناممکن کہ میں اللہ کے دین کو چھوڑ دوں۔ اسی وقت بادشاہ نے حکم دیا کہ انہیں چرخی پر چڑھا کر اس میں ڈال دو، جب یہ اس آگ کی دیگ میں ڈالے جانے کے لئے چرخی پر اٹھائے گئے تو بادشاہ نے دیکھا کہ ان کی آنکھوں سے آنسو نکل رہے ہیں، اسی وقت اس نے حکم دیا کہ رک جاؤ انہیں اپنے پاس بلا لیا، اس لئے کہ اسے امید بندھ گئی تھی کہ شاید اس عذاب کو دیکھ کر اب اس کے خیالات پلٹ گئے ہیں میری مان لے گا اور میرا مذہب قبول کر کے میرا داماد بن کر میری سلطنت کا ساجھی بن جائے گا لیکن بادشاہ کی یہ تمنا اور یہ خیال محض بے سود نکلا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں صرف اس وجہ سے رویا تھا کہ آج ایک ہی جان ہے جسے راہ حق میں اس عذاب کے ساتھ میں قربان کر رہا ہوں، کاش کہ میرے روئیں روئیں میں ایک ایک جان

ہوتی کہ آج میں سب جانیں راہ اللہ اسی طرح ایک ایک کر کے فدا کرتا۔ بعض روایتوں میں ہے کہ آپ کو قید خانہ میں رکھا، کھانا پینا بند کر دیا، کئی دن کے بعد شراب اور خنزیر کا گوشت بھیجا لیکن آپ نے اس بھوک پر بھی اس کی طرف توجہ تک نہ فرمائی۔ بادشاہ نے بلوا بھیجا اور اسے نہ کھانے کا سبب دریافت کیا تو آپ نے جواب دیا کہ اس حالت میں یہ میرے لئے حلال تو ہو گیا ہے لیکن میں تجھ جیسے دشمن کو اپنے بارے میں خوش ہونے کا موقعہ دینا چاہتا ہی نہیں ہوں۔ اب بادشاہ نے کہا اچھا تو میرے سر کا بوسہ لے تو میں تجھے اور تیرے ساتھ کے اور تمام مسلمان قیدیوں کو رہا کر دیتا ہوں آپ نے اسے قبول فرمالیا اس کے سر کا بوسہ لے لیا اور بادشاہ نے بھی اپنا وعدہ پورا کیا اور آپ کو اور آپ کے تمام ساتھیوں کو چھوڑ دیا جب حضرت عبد اللہ بن حذافہ رضی اللہ عنہ یہاں سے آزاد ہو کر حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس پہنچے تو آپ نے فرمایا ہر مسلمان پر حق ہے کہ عبد اللہ بن حذافہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کا ماتھا چومے اور میں ابتدا کرتا ہوں یہ فرما کر پہلے آپ نے ان کے سر پر بوسہ دیا۔

مجلس واحدہ کی تین طلاق قرآن کی روشنی میں

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ۙ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ ؕ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا ۚ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۲۹﴾

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

اسلام سے پہلے یہ دستور تھا کہ خاوند جتنی چاہے طلاقیں دیتا چلا جائے اور عدت میں رجوع کرتا جائے اس سے عورتوں کی جان غضب میں تھی کہ طلاق دی' عدت گزرنے کے قریب آئی رجوع کر لیا' پھر طلاق دے دی اس طرح عورتوں کو تنگ کرتے رہتے تھے' پس اسلام نے حد بندی کر دی کہ اس طرح کی طلاقیں صرف دو ہی دے سکتے ہیں۔ تیسری طلاق کے بعد لوٹا لینے کا کوئی حق نہ رہے گا' سنن ابو داؤد میں باب ہے کہ تین طلاقوں کے بعد مراجعت منسوخ ہے' پھر یہ روایت لائے ہیں کہ حضرت ابن عباس یہی فرماتے ہیں' ابن ابی حاتم میں ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا کہ نہ تو میں تجھے بساؤں گا نہ چھوڑوں گا' اس نے کہا یہ کس طرح؟ طلاق دے دوں گا اور جہاں عدت ختم ہونے کا وقت آیا تو رجوع کر لوں گا' پھر طلاق دے دوں گا' پھر عدت ختم ہونے سے پہلے رجوع کر لوں گا اور یونہی کرتا چلا جاؤں گا۔ وہ عورت حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور اپنا یہ دُکھ رونے لگی اس پر یہ آیت مبارکہ نازل ہوئی' ایک اور روایت میں ہے کہ اس آیت کے نازل ہونے

کے بعد لوگوں نے نئے سرے سے طلاقوں کا خیال رکھنا شروع کیا اور وہ سنبھل گئے' اور تیسری طلاق کے بعد اس خاوند کو لوٹا لینے کا کوئی حق حاصل نہ رہا اور فرمادیا گیا کہ دو طلاقوں تک تو تمہیں اختیار ہے کہ اصلاح کی نیت سے اپنی بیوی کو لوٹالو اگر وہ عدت کے اندر رہے اور یہ بھی اختیار ہے کہ نہ لوٹاؤ اور عدت گزر جانے دو تا کہ وہ دوسرے سے نکاح کرنے کے قابل ہو جائے اور اگر تیسری طلاق دینا چاہتے ہو تو بھی احسان وسلوک کے ساتھ ورنہ اس کا کوئی حق نہ مارو' اس پر کوئی ظلم نہ کرو' اسے ضرر ونقصان نہ پہنچاؤ' ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ دو طلاقیں تو اس آیت میں بیان ہو چکی ہیں تیسری کا ذکر کہاں ہے؟ آپ نے فرمایا او تسریح باحسان میں' جب تیسری طلاق کا ارادہ کرے تو عورت کو تنگ کرنا' اس پر سختی کرنا تا کہ وہ اپنا حق چھوڑ کر طلاق پر آمادگی ظاہر کرے' یہ مردوں پر حرام ہے۔

تفسیر عثمانی میں ہے:

طلاق رجعی ہے دو بار تک اس کے بعد رکھ لینا موافق دستور کے یا چھوڑ دینا بھلی طرح سے اور تم کو روا نہیں کہ لے لو کچھ اپنا دیا ہوا عورتوں سے مگر جب کہ خاوند عورت دونوں ڈریں اس بات سے کہ قائم نہ رکھ سکیں گے حکم اللہ پھر اگر تم لوگ ڈرو اس بات سے کہ وہ دونوں قائم نہ رکھ سکیں گے اللہ کا حکم تو کچھ گناہ نہیں دونوں پر اس میں کہ عورت بدلہ دیکر چھوٹ جاوے یہ اللہ کی باندھی ہوئی حدیں ہیں سو ان سے آگے مت بڑھو اور جو کوئی بڑھ چلے اللہ کی باندھی ہوئی حدوں سے سو وہی لوگ ہیں ظالم۔

اسلام سے پہلے دستور تھا کہ دس بیس جتنی بار چاہتے زوجہ کو طلاق دیتے مگر عدت کے ختم ہونے سے پہلے رجعت کر لیتے پھر جب چاہتے طلاق دیتے اور رجعت کر لیتے اور اس صورت سے بعض شخص عورتوں کو اسی طرح بہت ستاتے اس واسطے یہ آیت اتری کہ طلاق جس میں رجعت ہو سکے کل دو بار ہے ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا کہ عدت کے اندر مرد چاہے تو عورت کو پھر دستور کے موافق

رکھ لے یا بھلی طرح سے چھوڑ دے پھر بعد عدت کے رجعت باقی نہیں رہتی ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کر سکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے گا تو پھر ان میں نکاح بھی درست نہیں ہو گا جب تک دوسرا خاوند اس سے نکاح کر کے صحبت نہ کر لیوے۔

فائدہ امساک بمعروف اور تسریح باحسان سے غرض یہ ہے کہ رجعت کرے تو موافقت اور حسن معاشرت کے ساتھ رہے عورت کو قید میں رکھنا اور ستانا مقصود نہ ہو جیسا کہ ان میں دستور تھا ور نہ سہولت اور عمدگی کے ساتھ اس کو رخصت کرے۔

یعنی مردوں کو یہ روا نہیں کہ عورتوں کو جو مہر دیا ہے اس کو طلاق کے بدلہ میں واپس لینے لگیں البتہ یہ جب روا ہے کہ ناچاری ہو اور کسی طرح دونوں میں موافقت نہ آئے اور ان کو اس بات کا اندیشہ ہو کہ بوجہ شدت مخالفت ہم احکام خداوندی کی پابندی معاشرت باہمی میں نہ کر سکیں گے اور مرد کی طرف سے ادائے حقوق زوجہ میں قصور بھی نہ ہو ورنہ مال لینا زوج کو حرام ہے۔

یعنی اے مسلمانو اگر تم کو یہ ڈر ہو کہ خاوند اور بیوی میں ایسی بیزاری ہے کہ ان کی گزران موافقت سے نہ ہو گی تو پھر ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ عورت مال دے کر اپنے آپ کو نکاح سے چھڑا لے اور مرد وہ مال لے لے اس کو خلع کہتے ہیں اور جب اس ضرورت کی حالت میں زوجین کو خلع کرنا درست ہوا تو سب مسلمانوں کو اس میں سعی کرنی ضرور درست ہو گی۔

فائدہ: ایک عورت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی اور عرض کیا کہ میں اپنے خاوند سے ناخوش ہوں اس کے یہاں رہنا نہیں چاہتی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تحقیق کیا تو عورت نے کہا کہ وہ میرے حقوق میں کوتاہی نہیں کرتا اور نہ اس کے اخلاق و تدین پر مجھ کو اعتراض ہے لیکن مجھ کو اس سے منافرت طبعی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت سے مہر واپس کرا دیا اور زوج سے طلاق دلوا دی اس پر یہ آیت اتری۔ یہ سب احکام مذکورہ یعنی طلاق اور رجعت اور خلع حدود اور قواعد مقرر

فرمودہ حق تعالیٰ ہیں ان کی پوری پابندی لازم ہے کسی قسم کا خلاف اور تغیر اور کوتاہی ان میں نہ کرنی چاہیئے۔

مولانا فتح محمد جالندھری لکھتے ہیں:

طلاق (صرف) دو بار ہے (یعنی جب دو دفعہ طلاق دے دی جائے تو) پھر (عورتوں کو) یا تو بطریق شائستہ (نکاح میں) رہنے دینا ہے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دینا اور یہ جائز نہیں کہ جو مہر تم ان کو دے چکو اس میں سے کچھ واپس لے لو ہاں اگر زن و شوہر کو خوف ہو کہ وہ خدا کی حدوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر عورت (خاوند کے ہاتھ سے) رہائی پانے کے بدلے میں کچھ دے ڈالے تو دونوں پر کچھ گناہ نہیں یہ خدا کی (مقرر کی ہوئی) حدیں ہیں ان سے باہر نہ نکلنا اور جو لوگ خدا کی حدو سے باہر نکل جائیں گے وہ گنہگار ہوں گے۔

مجلس واحد کی تین طلاق احادیث کی رشنی میں

ذیل میں حدیث ابن عمر رضی اللہ بیان کی جارہی ہے کہ جس سے واضح واضح پتہ چلتا ہے خلاف سنت طریقہ سے طلاق دینا اللہ سبحان و تعالیٰ کی نافرمانی ہے مگر طلاق واقع ہو جاتی ہے اور یہی ابن عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ رہا ہے جو وہ تمام عمر دیتے رہے۔ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے حالت حیض میں ایک طلاق دی جو کہ خلاف سنت ہے حضور نبی کریم ﷺ نے اظہار ناپسندیدگی فرمایا اور رجوع کا حکم دیا مگر جو طلاق پڑ چکی تھی وہ نافذ کر دی گئی۔ غور کیجیے طلاق دینے والے ابن عمر رضی اللہ عنہ ہیں اور بارگاہ رسالت میں استفسار کرنے والے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہیں تو ان حضرات سے زیادہ اس معاملے میں علم والا کون ہو سکتا ہے۔ اس کے باوجود کوئی کہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کتاب اللہ اور سنت رسول ﷺ کی منشاء کے خلاف کوئی فیصلہ کیا تو اسے رافضیت اور انکار حدیث کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

۱۔ حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ عُمَرُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ فَمَهْ وَعَنْ قَتَادَةَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا قُلْتُ تُحْتَسَبُ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ حَدَّثَنَا أَبُو مَعْمَرٍ حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَارِثِ حَدَّثَنَا أَيُّوبُ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ حُسِبَتْ عَلَيَّ بِتَطْلِيقَةٍ

سلیمان بن حرب، شعبہ، انس بن سیرین، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا وہ اپنی بیوی سے رجوع کرلے، میں نے کہا کیا وہ طلاق شمار ہوگی؟ آپ نے فرمایا کیوں نہیں، اور قتادہ نے بواسطہ یونس، ابن جبیر، ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کی، آپ نے فرمایا کہ اس کو اس سے رجوع کا حکم دو، میں نے کہا وہ طلاق شمار کی جائے گی، آپ نے فرمایا اگر کوئی شخص عاجز ہو اور احمق ہو گیا ہو (تو کیا طلاق نہ ہوگی) اور ابو معمر، عبدالوارث، ایوب، سعید بن جبیر، ابن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھ پر ایک طلاق شمار کی گئی۔ (صحیح بخاری)

۲۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجُ بْنُ مِنْهَالٍ حَدَّثَنَا هَمَّامُ بْنُ يَحْيَى عَنْ قَتَادَةَ عَنْ أَبِي غَلَّابٍ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ تَعْرِفُ ابْنَ عُمَرَ إِنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَأَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ فَهَلْ عَدَّ ذَلِكَ طَلَاقًا قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

حجاج بن منہال، ہمام بن یحیی، قتادہ، ابو غلاب، یونس بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی (تو اس کا کیا حکم ہے؟) انہوں نے کہا، تو ابن عمر کو جانتا ہے، ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور آپ سے بیان کیا، تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس سے رجوع کرلے، جب وہ پاک ہو جائے اور طلاق دینا چاہے تو اسے طلاق دے

دے، میں نے پوچھا کیا اس کو طلاق شمار کیا، انہوں نے کہا بتاؤ تو سہی کہ اگر کوئی شخص عاجز اور احمق ہو جائے (تو اس کا کیا علاج ہے)۔ (صحیح بخاری)

۴۔ حَدَّثَنَا قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا اللَّيْثُ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ تُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ إِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَزَادَ فِيهِ غَيْرُهُ عَنْ اللَّيْثِ حَدَّثَنِي نَافِعٌ قَالَ ابْنُ عُمَرَ لَوْ طَلَّقْتَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا

قتیبہ، لیث، نافع کہتے ہیں کہ ابن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہما نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں ایک طلاق دے دی تو ان کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ رجوع کر لے، پھر اس کو روکے رکھ، یہاں تک کہ وہ پاک ہو جائے، پھر اس کے پاس اسے دوسرا حیض آجائے، پھر اس کو رہنے دے یہاں تک کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے، اگر وہ اس کو طلاق دینا چاہتا ہے تو طلاق دے دے جب کہ وہ حیض سے پاک ہو جائے لیکن صحبت سے پہلے، یہی وہ عدت ہے جس کے متعلق اللہ تعالی نے حکم دیا ہے کہ اس میں عورتوں کو طلاق دی جائے اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے جب اس کے متعلق پوچھا گیا تو ایک شخص سے کہا کہ جب تو اپنی بیوی کو تین طلاقیں دے تو وہ تجھ پر حرام ہے،

یہاں تک کہ وہ دوسرے شوہر سے نکاح کر لے، اور دوسرے لوگوں نے اس میں اضافہ کے ساتھ لیث سے بواسطہ نافع، ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول نقل کیا کہ کاش! تو عورت کو ایک یا دو طلاقیں دیتا اس لئے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کا مجھے حکم دیا تھا۔ (صحیح بخاری)

۵۔ حَدَّثَنَا حَجَّاجٌ حَدَّثَنَا يَزِيدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سِيرِينَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ فَقَالَ طَلَّقَ ابْنُ عُمَرَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُطَلِّقَ مِنْ قُبُلِ عِدَّتِهَا قُلْتُ فَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

حجاج، یزید بن ابراہیم، محمد بن سیرین، یونس بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ میں نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دے دی، حضرت عمر نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ان کو حکم دیا کہ اس سے رجوع کرلے، پھر جب عدت کا زمانہ آئے تو اس میں طلاق دے، میں نے پوچھا کہ یہ طلاق شمار کی جائے گی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص عاجز اور احمق ہو جائے تو کیا اس کی طلاق نہ ہو گی۔ (صحیح بخاری)

۶۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى وَقُتَيْبَةُ وَابْنُ رُمْحٍ وَاللَّفْظُ لِيَحْيَى قَالَ قُتَيْبَةُ حَدَّثَنَا لَيْثٌ وَقَالَ الْآخَرَانِ أَخْبَرَنَا اللَّيْثُ بْنُ سَعْدٍ عَنْ نَافِعٍ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ أَنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَةً لَهُ وَهِيَ حَائِضٌ تَطْلِيقَةً وَاحِدَةً فَأَمَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ عِنْدَهُ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ مِنْ حَيْضَتِهَا فَإِنْ أَرَادَ أَنْ يُطَلِّقَهَا فَلْيُطَلِّقْهَا حِينَ تَطْهُرُ

مِنْ قَبْلِ أَنْ يُجَامِعَهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ وَزَادَ ابْنُ رُمْحٍ فِي رِوَايَتِهِ وَكَانَ عَبْدُ اللَّهِ إِذَا سُئِلَ عَنْ ذَلِكَ قَالَ لِأَحَدِهِمْ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَ امْرَأَتَكَ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَنِي بِهَذَا وَإِنْ كُنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ حَرُمَتْ عَلَيْكَ حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ وَعَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ

یحیی بن یحیی، قتیبہ بن سعید، ابن رمح، قتیبہ، لیث، لیث بن سعد، نافع، حضرت عبد اللہ سے روایت ہے کہ انہوں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی ایک طلاق۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں رجوع کرنے کا حکم دیا پھر وہ اس کے رکے رہے یہاں تک کہ وہ پاک ہوگئی پھر انہی کے پاس حیض آیا دوسرا حیض پھر اسے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ وہ پاک ہوگئی اپنے حیض سے۔ پس اگر وہ اسے طلاق دینے کا ارادہ کرتے تو اسے طلاق دیتے جب وہ پاک ہوئی جماع کرنے سے پہلے۔ پس یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ نے حکم دیا ہے ان کیلئے جن عورتوں کو طلاق دی گئی ہو اور ابن رمح نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ عبد اللہ سے جب اس بارے میں پوچھا جاتا تو فرماتے کہ اگر تو نے اپنی بیوی کو ایک یا دو مرتبہ طلاق دی تھی۔ (تو تم رجوع کر سکتے ہو) کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے مجھے یہی حکم دیا تھا یا اگر تو نے تین طلاقیں دیں تو تجھ پر حرام ہوگئی۔ یہاں تک کہ تیرے علاوہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے اور تو نے اللہ کی نافرمانی کی جو اس نے تجھے تیری بیوی کی طلاق کے متعلق حکم دیا۔ (صحیح مسلم)

۷۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ نُمَيْرٍ حَدَّثَنَا أَبِي حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللَّهِ عَنْ

نَافِعٍ عَنْ ابْنِ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيَدَعْهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قَبْلَ أَنْ يُجَامِعَهَا أَوْ يُمْسِكْهَا فَإِنَّهَا الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ قَالَ عُبَيْدُ اللَّهِ قُلْتُ لِنَافِعٍ مَا صَنَعَتْ التَّطْلِيقَةُ قَالَ وَاحِدَةٌ اعْتَدَّ بِهَا

محمد بن عبد اللہ بن نمیر، عبید اللہ، نافع، حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں حالت حیض میں طلاق دی پھر عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ سے اسکا ذکر کیا تو آپ نے فرمایا اسے حکم دو کہ وہ رجوع کر لے۔ پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ پاک ہو جائے پھر اسے دوسرا حیض آئے جب وہ پاک ہو جائے تو اسے طلاق دو۔ اس سے جماع کرنے سے پہلے یا اسے روکے رکھو۔ یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ نے ان عورتوں کو حکم دیا ہے جنہیں طلاق دی گئی ہو۔ عبید اللہ نے کہا میں نے نافع سے کہا کہ اس طلاق کا کیا ہوا جو عدت کے وقت دی گئی تھی۔ تو انہوں نے کہا ایک شمار کی گئی۔ (صحیح مسلم)

۸۔ و حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ أَنَّ ابْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَتِلْكَ الْعِدَّةُ الَّتِي أَمَرَ اللَّهُ أَنْ يُطَلَّقَ لَهَا النِّسَاءُ قَالَ

فَكَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ يُطَلِّقُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ يَقُولُ أَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا وَاحِدَةً أَوْ اثْنَتَيْنِ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ يُمْهِلَهَا حَتَّى تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا وَأَمَّا أَنْتَ طَلَّقْتَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ رَبَّكَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ

زہیر بن حرب، اسماعیل، ایوب، حضرت نافع سے روایت ہے کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی۔ عمر نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے حکم دیا کہ وہ اس سے رجوع کرلے۔ پھر اسے چھوڑے رکھے۔ یہاں تک کہ اسے دوسرا حیض آئے۔ پھر بھی اسے چھونے سے پہلے طلاق دیدے۔ پس یہ وہ عدت ہے جس کا اللہ عزوجل نے ان عورتوں کو حکم دیا ہے جنہیں طلاق دی گئی ہو۔ نافع کہتے ہیں ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے جب اس آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا جس نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی ہوتی تو وہ فرماتے تو نے ایک طلاق دی یا دو؟ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے اسے حکم دیا رجوع کرنے کا پھر اسے چھوڑے رکھا یہاں تک کہ اسے دوسرا حیض آئے۔ پھر اسے چھوڑ دے یہاں تک کہ پاک ہو جائے۔ پھر اسے چھونے سے پہلے طلاق دے اور اگر تو نے اسے تین طلاقیں (اکٹھی) دے دیں تو تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی اس حکم میں جو اس نے تجھے تیری بیوی کو طلاق دینے کے بارے میں دیا اور وہ تجھ سے بائنہ (جدا) ہو جائے گی۔ (صحیح مسلم)

۹۔ و حَدَّثَنِي يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ الدَّوْرَقِيُّ عَنْ ابْنِ عُلَيَّةَ عَنْ يُونُسَ عَنْ مُحَمَّدٍ

بْنِ سِيرِينَ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَأَمَرَهُ أَنْ يَرْجِعَهَا ثُمَّ تَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا قَالَ فَقُلْتُ لَهُ إِذَا طَلَّقَ الرَّجُلُ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ أَتَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ فَمَهْ أَوَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

یعقوب بن ابراہیم دورقی، ابن علیہ، یونس، محمد بن سیرین، حضرت یونس بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ایک آدمی نے حالت حیض میں اپنی بیوی کو طلاق دی ہے تو انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی تھی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رجوع کرنے کا حکم دیا اور وہ عورت پھر دوبارہ عدت شروع کرے راوی کہتے ہیں میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دے تو کیا وہ طلاق شمار کی جائے گی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں کیا وہ عاجز ہو گیا ہے یا احمق جو شمار نہ کرے۔ (صحیح مسلم)

۱۰۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ قَتَادَةَ قَالَ سَمِعْتُ يُونُسَ بْنَ جُبَيْرٍ قَالَ سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يَقُولُا طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذَلِكَ لَهُ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَإِنْ شَاءَ فَلْيُطَلِّقْهَا قَالَ فَقُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَفَاحْتَسَبْتَ بِهَا قَالَ مَا يَمْنَعُهُ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

ابن مثنی وابن بشار، محمد بن جعفر، شعبہ، قتادہ، حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا چاہیئے کہ اس سے رجوع کرے جب پاک ہو جائے اگر چاہے تو اسے طلاق دیدے میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کیا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس طلاق کو شمار بھی کیا؟ تو انہوں نے کہا اس میں کیا مانع موجود ہے؟ کیا تم ابن عمر کو عاجز یا احمق خیال کرتے ہو۔ (صحیح مسلم)

١١۔ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَخْبَرَنَا خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ امْرَأَتِهِ الَّتِي طَلَّقَ فَقَالَ طَلَّقْتُهَا وَهِيَ حَائِضٌ فَذُكِرَ ذَلِكَ لِعُمَرَ فَذَكَرَهُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا فَإِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا لِطُهْرِهَا قَالَ فَرَاجَعْتُهَا ثُمَّ طَلَّقْتُهَا لِطُهْرِهَا قُلْتُ فَاعْتَدَدْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ الَّتِي طَلَّقْتَ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ مَا لِيَ لَا أَعْتَدُّ بِهَا وَإِنْ كُنْتُ عَجَزْتُ وَاسْتَحْمَقْتُ

یحیی بن یحیی، خالد بن عبد اللہ، عبد الملک، حضرت انس بن سیرین سے روایت ہے کہ میں نے ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی اس بیوی کے متعلق پوچھا جسے انہوں نے طلاق دیدے تھی تو انہوں نے کہا میں نے اسے حالت حیض میں طلاق دیدی تھی پھر میں نے اس کا ذکر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا اور انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

اسے حکم دو کہ وہ رجوع کر لے جب وہ پاک ہو جائے تو اس کا طہر کی وجہ سے طلاق دے راوی کہتا ہے میں نے کہا کیا آپ نے وہ طلاق شمار کی تھی جو آپ نے حالت حیض میں دی تھی؟ انہوں نے کہا مجھے کیا ہے کہ میں اسے شمار نہ کرتا؟ کیا میں عاجز اور احمق ہو گیا ہوں۔ (صحیح مسلم)

۱۲۔ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ الْمُثَنَّى وَابْنُ بَشَّارٍ قَالَ ابْنُ الْمُثَنَّى حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ حَدَّثَنَا شُعْبَةُ عَنْ أَنَسِ بْنِ سِيرِينَ أَنَّهُ سَمِعَ ابْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَخْبَرَهُ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ إِذَا طَهُرَتْ فَلْيُطَلِّقْهَا قُلْتُ لِابْنِ عُمَرَ أَفَاحْتَسَبْتَ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ قَالَ فَمَهْ

محمد بن مثنی، ابن بشار، ابن مثنی، محمد بن جعفر، شعبہ، انس بن سیرین، حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی تو عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس کی خبر دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اسے رجوع کرنے کا حکم دو پھر جب وہ پاک ہو جائے تو طلاق دیدے میں نے ابن عمر سے کہا کیا وہ طلاق شمار کی گئی تھی؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔

۱۳۔ و حَدَّثَنِيهِ يَحْيَى بْنُ حَبِيبٍ حَدَّثَنَا خَالِدُ بْنُ الْحَارِثِ ح و حَدَّثَنِيهِ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا بَهْزٌ قَالَا حَدَّثَنَا شُعْبَةُ بِهَذَا الْإِسْنَادِ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِهِمَا لِيَرْجِعْهَا وَفِي حَدِيثِهِمَا قَالَ قُلْتُ لَهُ أَتَحْتَسِبُ بِهَا قَالَ فَمَهْ

یحیی بن حبیب، خالد بن حارث، عبدالرحمن بن بشر، بہز، شعبہ اسی حدیث کی دوسری اسناد ذکر کی ہیں ان میں یہ بھی ہے کہ راوی کہتا ہے میں نے ان سے کہا کی تم نے وہ طلاق شمار کی تھی تو انہوں نے

کہا کیوں نہیں۔(صحیح مسلم)

۱۴۔ حَدَّثَنَا الْقَعْنَبِيُّ حَدَّثَنَا يَزِيدُ يَعْنِي ابْنَ إِبْرَاهِيمَ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ حَدَّثَنِي يُونُسُ بْنُ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ قُلْتُ رَجُلٌ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ قَالَ أَتَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ قُلْتُ نَعَمْ قَالَ فَإِنَّ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَأَتَى عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ مُرْهُ فَلْيُرَاجِعْهَا ثُمَّ لِيُطَلِّقْهَا فِي قُبُلِ عِدَّتِهَا قَالَ قُلْتُ فَيَعْتَدُّ بِهَا قَالَ فَمَهْ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

قعنبی، یزید بن ابراہیم، محمد بن سیرین، حضرت یونس بن جبیر سے روایت ہے کہ میں نے حضرت عبد اللہ بن عمر سے مسئلہ دریافت کیا کہ ایک شخص نے حیض کی حالت میں اپنی بیوی کو طلاق دی (تو اس کا کیا حکم ہوگا) انہوں نے پوچھا کہ کیا تو ابن عمر کو جانتا ہے؟ میں نے کہا ہاں انہوں نے (اپنے بارے میں) کہا کہ ابن عمر نے اپنی بیوی کو حیض کی حالت میں طلاق دی تو حضرت عمر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور مسئلہ دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس سے کہو کہ وہ اپنی بیوی سے رجوع کرے اور پھر (اگر چاہے تو) عدت کے شروع میں طلاق دے (یعنی حیض سے پاک ہوتے ہی) میں نے کہا (پہلی طلاق جو اس نے حیض کی حالت میں دی تھی) شمار ہوگی ابن عمر نے کہا کیوں نہیں بھلا اگر وہ رجعت نہ کرتا اور حماقت نہ کرتا تو کیا وہ طلاق محسوب نہ ہوتی؟ (سنن ابوداؤد)

۱۵۔ أَخْبَرَنِي كَثِيرُ بْنُ عُبَيْدٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ حَرْبٍ قَالَ حَدَّثَنَا الزُّبَيْدِيُّ قَالَ سُئِلَ الزُّهْرِيُّ كَيْفَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ فَقَالَ أَخْبَرَنِي سَالِمُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ أَنَّ عَبْدَ

اللّٰهِ بْنَ عُمَرَ قَالَ طَلَّقْتُ امْرَأَتِي فِي حَيَاةِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهِيَ حَائِضٌ فَذَكَرَ ذَلِكَ عُمَرُ لِرَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَغَيَّظَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي ذَلِكَ فَقَالَ لِيُرَاجِعْهَا ثُمَّ يُمْسِكْهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً وَتَطْهُرَ فَإِنْ بَدَا لَهُ أَنْ يُطَلِّقَهَا طَاهِرًا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا فَذَاكَ الطَّلَاقُ لِلْعِدَّةِ كَمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ قَالَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ فَرَاجَعْتُهَا وَحَسَبْتُ لَهَا التَّطْلِيقَةَ الَّتِي طَلَّقْتُهَا

کثیر بن عبید، محمد بن حرب، زبیدی، حضرت زہری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت زہری سے کسی نے یہ دریافت کیا کہ عدت پر طلاق کس طرح سے واقع ہوتی ہے؟ یعنی خداوند قدوس نے قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے تو اس کے معنی کیا ہوئے اور عدت کے دوران طلاق دینا کس طریقہ سے ہوتا ہے؟ حضرت زہری نے جواب دیا کہ میں نے حضرت سالم بن عبد اللہ سے سنا ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے تھے کہ میں نے اپنی بیوی کو دور نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طلاق دی اور وہ خاتون اس وقت حالت حیض میں تھیں۔ پھر میرے والد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس واقعہ کا تذکرہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جس وقت یہ بات سنی تو ان کو غصہ آگیا اور وہ فرمانے لگے عبد اللہ کو اس واسطے رجوع کرنا مناسب ہے اور ان کو چاہیے کہ وہ طلاق سے رجوع کر لیں اور عورت کو پاک ہونے دینا چاہیے پھر اگر اس کو طلاق دینا بہتر ہوا تو عورت کو طلاق دینا چاہیے۔ وہ اس عورت کو پاکی کی حالت میں ہم بستری کرے بغیر طلاق دے دیں۔ اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ یہی معنی ہیں آیت کریمہ میں کے یہی معنی ہیں۔ حضرت عبد اللہ بن عمر فرماتے ہیں میں نے رجوع کیا اور اس طلاق کو حساب میں لگایا یعنی میں نے جو طلاق دی تھی اس کا میں نے حساب لگایا۔ اس لیے کہ وہ

طلاق اگرچہ سنتوں کے خلاف تھی اور حرام تھی لیکن طلاق واقع ہو چکی تھی۔ (سنن نسائی)

۱۶۔ أَخْبَرَنَا قُتَيْبَةُ قَالَ حَدَّثَنَا حَمَّادٌ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ مُحَمَّدٍ عَنْ يُونُسَ بْنِ جُبَيْرٍ قَالَ سَأَلْتُ ابْنَ عُمَرَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَقَالَ هَلْ تَعْرِفُ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عُمَرَ فَإِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَسَأَلَ عُمَرُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَأَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يَسْتَقْبِلَ عِدَّتَهَا فَقُلْتُ لَهُ فَيَعْتَدُّ بِتِلْكَ التَّطْلِيقَةِ فَقَالَ مَهْ أَرَأَيْتَ إِنْ عَجَزَ وَاسْتَحْمَقَ

قتیبہ، حماد، ایوب، محمد، حضرت یونس بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دے دی حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ تم جانتے ہو کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کو انہوں نے اپنی اہلیہ محترمہ کو طلاق دے دی تھی حالت حیض میں پھر حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تم اس کو حکم دو کہ وہ اپنی بیوی (کی طلاق سے) رجوع کر لے۔ پھر وہ اس کی عدت کا انتظار کرے میں نے عرض کیا کہ تم جو طلاق دے چکے ہو وہ تو واقع ہو چکی ہے اور وہ شمار ہو گی انہوں نے کہا کہ کس وجہ سے نہیں اور اگر طلاق سے رجوع نہ کرتے اور حماقت کرتے رہتے تو کیا وہ طلاق شمار نہ ہوتی۔ (سنن نسائی)

أَخْبَرَنَا عَلِيُّ بْنُ حُجْرٍ قَالَ أَنْبَأَنَا إِسْمَعِيلُ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ نَافِعٍ قَالَ كَانَ ابْنُ عُمَرَ إِذَا سُئِلَ عَنِ الرَّجُلِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهِيَ حَائِضٌ فَيَقُولُ أَمَّا إِنْ طَلَّقَهَا وَاحِدَةً أَوْ

اثْنَتَيْنِ فَإِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمَرَهُ أَنْ يُرَاجِعَهَا ثُمَّ يُمْسِكَهَا حَتَّى تَحِيضَ حَيْضَةً أُخْرَى ثُمَّ تَطْهُرَ ثُمَّ يُطَلِّقَهَا قَبْلَ أَنْ يَمَسَّهَا وَأَمَّا إِنْ طَلَّقَهَا ثَلَاثًا فَقَدْ عَصَيْتَ اللَّهَ فِيمَا أَمَرَكَ بِهِ مِنْ طَلَاقِ امْرَأَتِكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ

علی بن حجر، اسماعیل، ایوب، حضرت نافع فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا گیا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو حالت حیض میں طلاق دی ہو اس کا کیا حکم ہے؟ تو فرماتے اگر اس نے ایک یا دو طلاقیں دی ہیں تو ایسی صورت میں حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی یہ ہے کہ اس سے رجعت کر لو اور دوسرے حیض سے پاک ہونے تک اپنے پاس رکھ لے پھر اگر طلاق دینا چاہتا ہو تو اس سے رجعت سے قبل قبل طلاق دے دے لیکن اگر اس نے ایک ہی ساتھ تین طلاقیں دے دی ہیں تو اس نے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کی اور اس کی بیوی بھی بائنہ ہو گئی۔ (مطلب یہ ہے کہ اب حلالہ کے بغیر پہلے شوہر کے لیے وہ عورت حلال نہیں رہی)۔ (سنن نسائی)

حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَبَّاسٍ حَدَّثَنَا ابْنُ مَهْدِيٍّ حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْقَاسِمِ عَنْ أَبِيهِ قَالَ عُرْوَةُ بْنُ الزُّبَيْرِ لِعَائِشَةَ أَلَمْ تَرَيْ إِلَى فُلَانَةَ بِنْتِ الْحَكَمِ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَرَجَتْ فَقَالَتْ بِئْسَ مَا صَنَعَتْ قَالَ أَلَمْ تَسْمَعِي فِي قَوْلِ فَاطِمَةَ قَالَتْ أَمَا إِنَّهُ لَيْسَ لَهَا خَيْرٌ فِي ذِكْرِ هَذَا الْحَدِيثِ وَزَادَ ابْنُ أَبِي الزِّنَادِ عَنْ هِشَامٍ عَنْ أَبِيهِ عَابَتْ عَائِشَةُ أَشَدَّ الْعَيْبِ وَقَالَتْ إِنَّ فَاطِمَةَ كَانَتْ فِي مَكَانٍ وَحْشٍ فَخِيفَ عَلَى نَاحِيَتِهَا فَلِذَلِكَ أَرْخَصَ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عمرو بن عباس، ابن مہدی، سفیان عبد الرحمن بن قاسم اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ فلاں یعنی حکم کی پوتی کو اس کے شوہر نے طلاق بتہ دے دی ہے اور وہ گھر سے نکل گئی ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ اس نے برا کیا، پھر عروہ نے کہا کیا آپ نے نہیں سنا کہ فاطمہ کیا کہتی ہے اور ابن ابی الزناد نے ہشام سے انہوں نے اپنے والد سے اس اضافہ کے ساتھ روایت کیا کہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے اس کو بہت زیادہ برا سمجھا اور فرمایا کہ فاطمہ ایک ڈر والے مکان میں تھی اور اس کے اطراف میں ہمیشہ ڈر لگا رہتا تھا، اسی وجہ سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اجازت دے دی۔ (صحیح بخاری)

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ وَقُتَيْبَةُ بْنُ سَعِيدٍ وَابْنُ حُجْرٍ قَالُوا حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ يَعْنُونَ ابْنَ جَعْفَرٍ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو عَنْ أَبِي سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ ح و حَدَّثَنَاه أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو حَدَّثَنَا أَبُو سَلَمَةَ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ قَالَ كَتَبْتُ ذَلِكَ مِنْ فِيهَا كِتَابًا قَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رَجُلٍ مِنْ بَنِي مَخْزُومٍ فَطَلَّقَنِي الْبَتَّةَ فَأَرْسَلْتُ إِلَى أَهْلِهِ أَبْتَغِي النَّفَقَةَ وَاقْتَصُّوا الْحَدِيثَ بِمَعْنَى حَدِيثِ يَحْيَى بْنِ أَبِي كَثِيرٍ عَنْ أَبِي سَلَمَةَ غَيْرَ أَنَّ فِي حَدِيثِ مُحَمَّدِ بْنِ عَمْرٍو لَا تَفُوتِينَا بِنَفْسِكِ

یحیی بن ایوب، قتیبہ بن سعید، ابن حجر، اسماعیل، ابن جعفر، محمد بن عمر، ابی سلمہ، حضرت ابو سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضرت فاطمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ میں نے اس کے بارے میں ان کی طرف ایک خط لکھا تو فاطمہ نے کہا کہ میں بنی مخزوم میں سے ایک آدمی کے

پاس تھی اس نے مجھے طلاق بتہ دے دی چنانچہ میں نے اس کے گھر والوں کی طرف نفقہ کا مطالبہ کرتے ہوئے پیغام بھیجا باقی حدیث گزر چکی ہے۔ (صحیح مسلم)

حَدَّثَنِي زُهَيْرُ بْنُ حَرْبٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَخْبَرَنَا سَيَّارٌ وَحُصَيْنٌ وَمُغِيرَةُ وَأَشْعَثُ وَمُجَالِدٌ وَإِسْمَعِيلُ بْنُ أَبِي خَالِدٍ وَدَاوُدُ كُلُّهُمْ عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَقَالَتْ فَخَاصَمْتُهُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي السُّكْنَى وَالنَّفَقَةِ قَالَتْ فَلَمْ يَجْعَلْ لِي سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ

زہیر بن حرب، ہشیم، سیار، حصین، مغیرہ، اشعث، مجالد، اسماعیل بن ابی خالد، داؤد، حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں فاطمہ بنت قیس کے پاس آیا اور میں نے اس سے اس کے اپنے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فیصلہ پوچھا اس نے کہا کہ اس کے خاوند نے اسے طلاق بتہ دیدی تھی میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس مکان اور خرچہ کا مقدمہ پیش کیا کہتی ہیں کہ مجھے نہ مکان دیا گیا اور نہ خرچہ اور مجھے حکم دیا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہ میں عدت ابن ام مکتوم کے گھر پوری کروں۔

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ مَنِيعٍ حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ أَنْبَأَنَا حُصَيْنٌ وَإِسْمَعِيلُ وَمُجَالِدٌ قَالَ هُشَيْمٌ وَحَدَّثَنَا دَاوُدُ أَيْضًا عَنْ الشَّعْبِيِّ قَالَ دَخَلْتُ عَلَى فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ فَسَأَلْتُهَا عَنْ قَضَاءِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهَا فَقَالَتْ طَلَّقَهَا

زَوْجُهَا الْبَتَّةَ فَخَاصَمَتْهُ فِي السُّكْنَى وَالنَّفَقَةِ فَلَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةً وَفِي حَدِيثِ دَاوُدَ قَالَتْ وَأَمَرَنِي أَنْ أَعْتَدَّ فِي بَيْتِ ابْنِ أُمِّ مَكْتُومٍ قَالَ أَبُو عِيسَى هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ وَهُوَ قَوْلُ بَعْضِ أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْهُمْ الْحَسَنُ الْبَصْرِيُّ وَعَطَاءُ بْنُ أَبِي رَبَاحٍ وَالشَّعْبِيُّ وَبِهِ يَقُولُ أَحْمَدُ وَإِسْحَقُ وَقَالُوا لَيْسَ لِلْمُطَلَّقَةِ سُكْنَى وَلَا نَفَقَةٌ إِذَا لَمْ يَمْلِكْ زَوْجُهَا الرَّجْعَةَ وقَالَ بَعْض أَهْلِ الْعِلْمِ مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْهُمْ عُمَرُ وَعَبْدُ اللَّهِ إِنَّ الْمُطَلَّقَةَ ثَلَاثًا لَهَا السُّكْنَى وَالنَّفَقَةُ وَهُوَ قَوْلُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ وَأَهْلِ الْكُوفَةِ و قَالَ بَعْض أَهْلِ الْعِلْمِ لَهَا السُّكْنَى وَلَا نَفَقَةَ لَهَا وَهُوَ قَوْلُ مَالِكِ بْنِ أَنَسٍ وَاللَّيْثِ بْنِ سَعْدٍ وَالشَّافِعِيِّ و قَالَ الشَّافِعِيُّ إِنَّمَا جَعَلْنَا لَهَا السُّكْنَى بِكِتَابِ اللَّهِ قَالَ اللَّهُ تَعَالَى لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ قَالُوا هُوَ الْبَذَاءُ أَنْ تَبْذُوَ عَلَى أَهْلِهَا وَاعْتَلَّ بِأَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ قَيْسٍ لَمْ يَجْعَلْ لَهَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ السُّكْنَى لِمَا كَانَتْ تَبْذُو عَلَى أَهْلِهَا قَالَ الشَّافِعِيُّ وَلَا نَفَقَةَ لَهَا لِحَدِيثِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قِصَّةِ حَدِيثِ فَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ

احمد بن منیع، هشیم، حصین، اسماعیل، مجالد، هشیم، حضرت شعبی سے روایت ہے کہ میں فاطمہ بنت قیس کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپ کے معاملے میں کیا

فیصلہ فرمایا تھا؟ کہا کہ میرے خاوند نے مجھے لفظ البتہ کے ساتھ طلاق دی تھی تو میں نے ان سے نان نفقہ اور گھر کے لیے جھگڑا کیا لیکن نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھر اور نان نفقہ نہ دیا۔ داؤد کی حدیث میں یہ بھی ہے پھر مجھے حکم دیا کہ ام مکتوم کے گھر عدت کے دن گزاردوں۔ یہ حدیث حسن صحیح ہے بصری، عطاء بن ابی رباح، احمد اور اسحاق وغیرہ کا یہی قول ہے کہ جب شوہر کے پاس رجوع کا اختیار باقی نہ رہے تو رہائش اور نان نفقہ بھی اس کے ذمہ نہیں رہتا لیکن بعض علماء صحابہ جن میں عمر بن خطاب، اور عبد اللہ بن مسعود بھی شامل ہیں کہتے یں کہ تین طلاق کے بعد بھی عدت پوری ہونے تک گھر اور نان نفقہ مہیا کرنا شوہر کے ذمہ ہے، سفیان اور اہل کوفہ کا یہ قول ہے بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ شوہر کے ذمے صرف رہائش کا بندوبست رہ جاتا ہے نان نفقہ کی ذمہ داری نہیں۔ مالک لیث بن سعد اور شافعی کا بھی یہی قول ہے۔ امام شافعی اپنے قول کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اللہ نے فرمایا (لَا تُخْرِجُوهُنَّ مِنْ بُيُوتِهِنَّ وَلَا يَخْرُجْنَ إِلَّا أَنْ يَأْتِينَ بِفَاحِشَةٍ مُبَيِّنَةٍ) امام شافعی کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ بنت قیس کو اس لئے گھر نہیں دلوایا کہ وہ اپنے شوہر سے سخت کلامی کرتی تھیں۔ امام شافعی فرماتے ہیں کہ فاطمہ بنت قیس کے واقعہ پر مشتمل حدیث کی رو سے ایسی عورت کے لیے نفقہ بھی نہیں۔ (جامع ترمذی)

حَدَّثَنَا حِبَّانُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ أَخْبَرَنَا مَعْمَرٌ عَنْ الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّبِيرِ فَجَاءَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ

فَتَزَوَّجَهَا بَعْدَهُ عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّبِيرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مَعَهُ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِلَّا مِثْلُ هَذِهِ الْهُدْبَةِ لِهُدْبَةٍ أَخَذَتْهَا مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ وَأَبُو بَكْرٍ جَالِسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لِيُؤْذَنَ لَهُ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا يَزِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى التَّبَسُّمِ ثُمَّ قَالَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ

حبان بن موسی، عبد اللہ، معمر، زہری، عروہ، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رفاعہ قرظی نے اپنی بیوی کو طلاق بتہ دے دی اس کے بعد عبد الرحمن بن زبیر نے اس سے نکاح کر لیا اور عورت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا یا رسول اللہ میں رفاعہ کے پاس تھی اس نے مجھے تین طلاقیں دیدیں پھر مجھ سے عبد الرحمن بن زبیر نے نکاح کر لیا اور بخدا یا رسول اللہ ان کے پاس اس پھندے کی طرح ہے اور اپنی چادر پکڑ کر دکھائی۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت ابو بکر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور ابن سعید بن عاص حجرے کے دروازے پر کھڑے تھے تا کہ ان کو داخلے کی اجازت ملے، خالد ابو بکر کو آواز دینے لگے کہ اے ابو بکر اس عورت کو کیوں نہیں روکتا کہ بہ آواز بلند رسول اللہ کے سامنے بول رہی ہے اور رسول اللہ صرف مسکرا دیے اور فرمایا کہ شاید تو رفاعہ کے پاس جانا چاہتی ہے لیکن تو نہیں جا سکتی جب تک کہ تو اس سے اور وہ تجھ سے لطف اندوز نہ ہو سکے۔ (صحیح بخاری)

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَعَمْرٌو النَّاقِدُ وَاللَّفْظُ لِعَمْرٍو قَالَا حَدَّثَنَا سُفْيَانُ عَنْ

الزُّهْرِيِّ عَنْ عُرْوَةَ عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ جَاءَتْ امْرَأَةُ رِفَاعَةَ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ كُنْتُ عِنْدَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَنِي فَبَتَّ طَلَاقِي فَتَزَوَّجْتُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّ مَا مَعَهُ مِثْلُ هُدْبَةِ الثَّوْبِ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ أَتُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى تَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَيَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ قَالَتْ وَأَبُو بَكْرٍ عِنْدَهُ وَخَالِدٌ بِالْبَابِ يَنْتَظِرُ أَنْ يُؤْذَنَ لَهُ فَنَادَى يَا أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَسْمَعُ هَذِهِ مَا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابو بکر بن ابی شیبہ، عمرو سفیان، عروہ، حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بیوی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں رفاعہ کے پاس تھی تو اس نے مجھے طلاق دے دی ہے اور تین طلاقیں اور میں نے عبدالرحمن بن زبیر سے شادی کرلی اور اس کے ساتھ کپڑے کے کنارے کی طرح ہے نامرد ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرائے اور فرمایا کیا تیرا ارادہ ہے کہ تو رفاعہ کے پاس واپس لوٹ جائے نہیں یہاں تک کہ تو اس کا مزہ چکھے اور وہ تیرا مزا چکھے فرماتی ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ کے پاس موجود تھے اور خالد بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ دروازہ پر تھے اس انتظار میں کہ اسے بھی اجازت دی جائے تو خالد نے دروازہ پر سے پکار کر کہا اے ابو بکر کیا تم نہیں سن رہے کہ یہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا آواز بلند کر رہی ہے۔ (صحیح مسلم)

حَدَّثَنِي أَبُو الطَّاهِرِ وَحَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى وَاللَّفْظُ لِحَرْمَلَةَ قَالَ أَبُو الطَّاهِرِ حَدَّثَنَا وَقَالَ حَرْمَلَةُ أَخْبَرَنَا ابْنُ وَهْبٍ أَخْبَرَنِي يُونُسُ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ حَدَّثَنِي عُرْوَةُ بْنُ

الزُّبَيْرِ أَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَخْبَرَتْهُ أَنَّ رِفَاعَةَ الْقُرَظِيَّ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ فَبَتَّ طَلَاقَهَا فَتَزَوَّجَتْ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ فَجَاءَتْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ رِفَاعَةَ فَطَلَّقَهَا آخِرَ ثَلَاثِ تَطْلِيقَاتٍ فَتَزَوَّجْتُ بَعْدَهُ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ الزَّبِيرِ وَإِنَّهُ وَاللَّهِ مَا مَعَهُ إِلَّا مِثْلُ الْهُدْبَةِ وَأَخَذَتْ بِهُدْبَةٍ مِنْ جِلْبَابِهَا قَالَ فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ضَاحِكًا فَقَالَ لَعَلَّكِ تُرِيدِينَ أَنْ تَرْجِعِي إِلَى رِفَاعَةَ لَا حَتَّى يَذُوقَ عُسَيْلَتَكِ وَتَذُوقِي عُسَيْلَتَهُ وَأَبُو بَكْرٍ الصِّدِّيقُ جَالِسٌ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَخَالِدُ بْنُ سَعِيدِ بْنِ الْعَاصِ جَالِسٌ بِبَابِ الْحُجْرَةِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ قَالَ فَطَفِقَ خَالِدٌ يُنَادِي أَبَا بَكْرٍ أَلَا تَزْجُرُ هَذِهِ عَمَّا تَجْهَرُ بِهِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابوطاہر، حرملہ بن یحیی، ابن وہب، یونس ابن شہاب، عروہ بن زبیر، ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رفاعہ قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی اور تین طلاقیں دیں اس عورت نے اس کے بعد عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے شادی کر لی پھر اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں رفاعہ کے نکاح میں تھی اس نے مجھے آخری طلاق (تین طلاقیں) دے دیں تو میں نے اس کے بعد عبدالرحمن بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نکاح کر لیا اللہ کی قسم اس کے پاس کچھ نہیں

سوائے کپڑے کے کنارے کے (نامرد ہے) اور اس نے اپنی چادر کا کنارہ پکڑ کر بتایا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھکھلا کر مسکرائے پھر فرمایا شاید تو ارادہ رکھتی ہے کہ تو رفاعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس لوٹ جائے نہیں یہاں تک کہ وہ تیرا مزہ چکھ لے اور تو اس کا مزہ چکھ لے اور ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اور خالد بن سعید بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ حجرہ کے دروازہ پر بیٹھے ہوئے تھے کیونکہ انہیں اجازت نہیں دی گئی تھے خالد نے ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پکارنا شروع کر دیا اے ابو بکر تم اس عورت کو ڈانٹ کیوں نہیں دیتے کہ یہ عورت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا گفتگو کر رہی ہے۔ (صحیح مسلم)

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ يُوسُفَ أَخْبَرَنَا مَالِكٌ عَنْ ابْنِ شِهَابٍ أَنَّ سَهْلَ بْنَ سَعْدٍ السَّاعِدِيَّ أَخْبَرَهُ أَنَّ عُوَيْمِرًا الْعَجْلَانِيَّ جَاءَ إِلَى عَاصِمِ بْنِ عَدِيٍّ الْأَنْصَارِيِّ فَقَالَ لَهُ يَا عَاصِمُ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ سَلْ لِي يَا عَاصِمُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَ عَاصِمٌ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا حَتَّى كَبُرَ عَلَى عَاصِمٍ مَا سَمِعَ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا رَجَعَ عَاصِمٌ إِلَى أَهْلِهِ جَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا عَاصِمُ مَاذَا قَالَ لَكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ عَاصِمٌ لَمْ تَأْتِنِي بِخَيْرٍ قَدْ كَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسْأَلَةَ الَّتِي سَأَلْتُهُ عَنْهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا

أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَهُ عَنْهَا فَأَقْبَلَ عُوَيْمِرٌ حَتَّى أَتَى رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَسْطَ النَّاسِ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَرَأَيْتَ رَجُلًا وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَفْعَلُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ فِيكَ وَفِي صَاحِبَتِكَ فَاذْهَبْ فَأْتِ بِهَا قَالَ سَهْلٌ فَتَلَاعَنَا وَأَنَا مَعَ النَّاسِ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمَّا فَرَغَا قَالَ عُوَيْمِرٌ كَذَبْتُ عَلَيْهَا يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ أَمْسَكْتُهَا فَطَلَّقَهَا ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَأْمُرَهُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ابْنُ شِهَابٍ فَكَانَتْ تِلْكَ سُنَّةَ الْمُتَلَاعِنَيْنِ

عبد اللہ بن یوسف، مالک، ابن شہاب، سہل بن سعد ساعدی سے روایت کرتے ہیں کہ عویمر عجلانی، عاصم بن عدی انصاری کے پاس آئے اور ان سے پوچھا اے عاصم! بتاؤ اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے پاس کسی مرد کو پائے اگر وہ اس کو قتل کر دیتا ہے تو تم اسے قصاص میں قتل کر دیتے ہو پھر وہ (بیچارہ) کیا کرے، اے عاصم اس کے متعلق نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے میری خاطر دریافت کر، عاصم نے اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تو آپ نے ان مسئلوں کو (جو بلا ضرورت پوچھے جائیں) برا جانا اور معیوب سمجھا، عاصم نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے جو بات سنی وہ ان کو گراں گزری جب عاصم اپنے گھر واپس ہوئے تو عویمر نے آکر پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا فرمایا، عاصم نے فرمایا تم میرے پاس اچھی چیز نہیں لائے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس سوال کو جو میں نے آپ سے کیا برا سمجھا ہے، عویمر نے کہا میں باز نہیں آؤں گا جب تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق پوچھ نہ لوں، چناچہ عویمر خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور

لوگوں کی موجودگی میں پوچھا کہ یارسول اللہ ! اگر کوئی شخص اپنی بیوی کے ساتھ کسی مرد کو پائے اور وہ اس کو قتل کردے تو آپ اس سے قصاص لیتے ہیں بتایئے پھر وہ کیا کرے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے متعلق اور تمہاری بیوی کے متعلق اللہ کا حکم نازل ہوچکا ہے جاؤ اس کو لیکر آؤ، سہل نے پھر ان دونوں نے لعان کیا اور میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود تھا، جب دونوں لعان سے فارغ ہوگئے، تو عویمر نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اس کو روک لوں، تو میں جھوٹا ہوں گا، پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم دینے سے پہلے اس کو تین طلاق دے دیں، ابن شہاب نے کہا کہ لعان کرنے والوں کا یہی طریقہ ہوگیا۔ (صحیح بخاری)

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يُوسُفَ حَدَّثَنَا الْأَوْزَاعِيُّ قَالَ حَدَّثَنِي الزُّهْرِيُّ عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍ أَنَّ عُوَيْمِرًا أَتَى عَاصِمَ بْنَ عَدِيٍّ وَكَانَ سَيِّدَ بَنِي عَجْلَانَ فَقَالَ كَيْفَ تَقُولُونَ فِي رَجُلٍ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ سَلْ لِي رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَأَتَى عَاصِمٌ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ فَكَرِهَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَسَائِلَ فَسَأَلَهُ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَرِهَ الْمَسَائِلَ وَعَابَهَا قَالَ عُوَيْمِرٌ وَاللَّهِ لَا أَنْتَهِي حَتَّى أَسْأَلَ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنْ ذَلِكَ فَجَاءَ عُوَيْمِرٌ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ رَجُلٌ وَجَدَ مَعَ امْرَأَتِهِ رَجُلًا أَيَقْتُلُهُ فَتَقْتُلُونَهُ أَمْ كَيْفَ يَصْنَعُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَدْ أَنْزَلَ اللَّهُ الْقُرْآنَ فِيكَ

وَفِي صَاحِبَتِكَ فَأَمَرَهُمَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْمُلَاعَنَةِ بِمَا سَمَّى اللَّهُ فِي كِتَابِهِ فَلَاعَنَهَا ثُمَّ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنْ حَبَسْتُهَا فَقَدْ ظَلَمْتُهَا فَطَلَّقَهَا فَكَانَتْ سُنَّةً لِمَنْ كَانَ بَعْدَهُمَا فِي الْمُتَلَاعِنَيْنِ ثُمَّ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ انْظُرُوا فَإِنْ جَائَتْ بِهِ أَسْحَمَ أَدْعَجَ الْعَيْنَيْنِ عَظِيمَ الْأَلْيَتَيْنِ خَدَلَّجَ السَّاقَيْنِ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ صَدَقَ عَلَيْهَا وَإِنْ جَائَتْ بِهِ أُحَيْمِرَ كَأَنَّهُ وَحَرَةٌ فَلَا أَحْسِبُ عُوَيْمِرًا إِلَّا قَدْ كَذَبَ عَلَيْهَا فَجَائَتْ بِهِ عَلَى النَّعْتِ الَّذِي نَعَتَ بِهِ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ تَصْدِيقِ عُوَيْمِرٍ فَكَانَ بَعْدُ يُنْسَبُ إِلَى أُمِّهِ

اسحاق، محمد بن یوسف، اوزاعی، زہری، حضرت سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بیان کہ عویمر بن حارث عاصم بن عدی کے پاس آیا جو کہ نبی عجلان کا سردار تھا اور کہنے لگا کہ بھلا یہ تو بتاؤ کہ ایک شخص کسی دوسرے آدمی کو اپنی بیوی سے زنا کرتے ہوئے دیکھے اگر اسے قتل کرتا ہے تو تم اسے قصاص میں قتل کردو گے تو پھر کیا کرے یہ بات تم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کرو عاصم آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آئے اور دریافت کیا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسے مسائل دریافت کرنے کو ناپسند فرمایا عاصم نے جا کو عویمر سے بیان کر دیا مگر عویمر نے کہا کہ خدا کی قسم! میں ہرگز باز نہیں آسکتا جب تک کہ اس مسئلہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھ نہ لوں پھر وہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آیا اور آپ سے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ! اگر ایک شخص اپنی بیوی سے دوسرے آدمی کو زنا کرتے دیکھے تو کیا کرے اگر وہ اسے قتل کرتا ہے تو تم اسے قصاص میں قتل کردو گے آخر کیا کرے؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ نے تمہارے اور تمہاری بیویوں کے حق میں قرآن کی آیت نازل فرمائی ہے اور لعان کا حکم دیا ہے تو عویمر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حکم سے بیوی سے لعان کرلیا پھر آپ سے عرض کیا یارسول اللہ! اگر اب میں اسے اپنے پاس رکھتاہوں تو گویا اس پر ظلم کرتا ہوں اس لئے اسے طلاق دے دی اس کے بعد مرد اور عورت میں یہی طریقہ جاری ہوگیا پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اس بات کا خیال رکھو اور دیکھو کہ اس عورت کا بچہ کس شکل کا پیدا ہوتا ہے اگر سانولے رنگ کالی آنکھ اور بھاری پنڈلیوں والا پیدا ہوا تو میں جان لوں گا کہ عویمر کا خیال بیوی کے متعلق ٹھیک تھا اور سرخ رنگ والا جیسا کہ عویمر کا رنگ ہے پیدا ہوا تو میں جانوں گا کہ عویمر نے بیوی پر جھوٹی تہمت لگائی ہے آخر جب عورت کے بچہ پیدا ہوا اور دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ کالی آنکھ والا سانولے رنگ اور بڑے سرین والا ہے لہذا بچے کو ماں کی نسبت سے منسوب کیا گیا۔ (صحیح بخاری)

حَدَّثَنَا حُمَيْدُ بْنُ مَسْعَدَةَ حَدَّثَنَا إِسْمَعِيلُ أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ كَثِيرٍ عَنْ مُجَاهِدٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ ابْنِ عَبَّاسٍ فَجَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ إِنَّهُ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَالَ فَسَكَتَ حَتَّى ظَنَنْتُ أَنَّهُ رَادُّهَا إِلَيْهِ ثُمَّ قَالَ يَنْطَلِقُ أَحَدُكُمْ فَيَرْكَبُ الْحُمُوقَةَ ثُمَّ يَقُولُ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ يَا ابْنَ عَبَّاسٍ وَإِنَّ اللَّهَ قَالَ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا وَإِنَّكَ لَمْ تَتَّقِ اللَّهَ فَلَمْ أَجِدْ لَكَ مَخْرَجًا عَصَيْتَ رَبَّكَ وَبَانَتْ مِنْكَ امْرَأَتُكَ۔

حمید بن مسعدہ، اسماعیل، ایوب عبد اللہ بن کثیر، مجاہد، حضرت مجاہد رضی اللہ تعالی سے روایت ہے کہ میں عبد اللہ بن عباس کے پاس تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور بولا کہ میں نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں

دیدی ہیں۔ عبد اللہ بن عباس یہ سن کر خاموش ہو گئے یہاں تک کہ مجھے گمان ہوا کہ شاید آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو رجعت کا حکم دیں گے مگر پھر آپ نے کہا کہ تم میں سے ایک شخص کھڑا ہوتا ہے اور حماقت پر سوار ہو جاتا ہے پھر نادم ہوتا ہے اور کہتا ہے۔ اے ابن عباس (کوئی خلاصی کی تدبیر بتاؤ) حالانکہ اللہ تعالی کا فرمان ہے جو شخص اللہ تعالی سے ڈرے گا اللہ اس کے لیے (مشکل سے نکلنے کے لیے) کوئی نہ کوئی سبیل پیدا فرمائے گا جبکہ تو نے خوف خدا کو ملحوظ نہیں رکھا پس میں تیرے چھٹکارے کی کوئی سبیل نہیں پاتا۔ تو نے اپنے رب کی نافرمانی کی (یعنی ایک ہی دفعہ میں تین طلاقیں دیے ڈالیں) اور تیری بیوی تجھ سے جدا ہو گئی۔ (ابو داؤد)

اب کچھ امام مدینہ منورہ، امام مالک رحمہ کی موطا سے

عَنْ أَنَّ رَجُلًا قَالَ لِعَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي مِائَةَ تَطْلِيقَةٍ فَمَاذَا تَرَى عَلَيَّ فَقَالَ لَهُ ابْنُ عَبَّاسٍ طَلُقَتْ مِنْكَ لِثَلَاثٍ وَسَبْعٌ وَتِسْعُونَ اتَّخَذْتَ بِهَا آيَاتِ اللَّهِ هُزُوًا

ایک شخص نے ابن عباس سے کہا کہ میں نے اپنی عورت کو سو طلاق دیں ابن عباس نے جواب دیا کہ وہ تین طلاق میں تجھ سے بائن ہو گئی اور ستانوے طلاق سے تو نے اللہ کی آیتوں سے ٹھٹھا کیا۔

عَنْ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ فَقَالَ إِنِّي طَلَّقْتُ امْرَأَتِي ثَمَانِيَ تَطْلِيقَاتٍ فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ فَمَاذَا قِيلَ لَكَ قَالَ قِيلَ لِي إِنَّهَا قَدْ بَانَتْ مِنِّي فَقَالَ ابْنُ مَسْعُودٍ

صَدَقُوا مَنْ طَلَّقَ كَمَا أَمَرَهُ اللَّهُ فَقَدْ بَيَّنَ اللَّهُ لَهُ وَمَنْ لَبَسَ عَلَى نَفْسِهِ لَبْسًا جَعَلْنَا لَبْسَهُ مُلْصَقًا بِهِ لَا تَلْبِسُوا عَلَى أَنْفُسِكُمْ وَنَتَحَمَّلُهُ عَنْكُمْ هُوَ كَمَا يَقُولُونَ

ایک شخص عبداللہ بن مسعود کے پاس آیا اور کہا میں نے اپنی عورت کو دو سو طلاقیں دیں ابن مسعود نے کہا لوگوں نے تجھ سے کیا کہا وہ بولا مجھ سے یہ کہا کہ تیری عورت تجھ سے بائن ہو گئی ابن مسعود نے کہا سچ ہے جو شخص اللہ کے حکم کے موافق طلاق دے گا تو اللہ نے اس کی صورت بیان کر دی اور جو گڑبڑ کرے گا اس کی بلا اس کے سر لگا دیں گے گڑبڑ مت کرو تا کہ ہم کو مصیبت نہ اٹھانا پڑے وہ لوگ سچ کہتے ہیں تیری عورت تجھ سے جدا ہو گئی۔

عَنْ مَالِك أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ رَجُلًا جَاءَ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ فَقَالَ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ إِنِّي جَعَلْتُ أَمْرَ امْرَأَتِي فِي يَدِهَا فَطَلَّقَتْ نَفْسَهَا فَمَاذَا تَرَى فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عُمَرَ أُرَاهُ كَمَا قَالَتْ فَقَالَ الرَّجُلُ لَا تَفْعَلْ يَا أَبَا عَبْدِ الرَّحْمَنِ فَقَالَ ابْنُ عُمَرَ أَنَا أَفْعَلُ أَنْتَ فَعَلْتَهُ

امام مالک کو پہنچا کہ ایک شخص عبداللہ بن عمر کے پاس آیا اور بولا میں نے اپنی عورت کو طلاق کا اختیار دیا تھا اس نے اپنے آپ کو تین طلاق دے لی اب کیا کہتے ہو ابن عمر نے کہا کہ طلاق پڑ گئی وہ شخص بولا ایسا تو مت کرو ابن عمرو نے کہا میں نے کیا کیا تو نے اپنے آپ کیا۔

عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ أَنَّ مَوْلَاةً لِبَنِي عَدِيٍّ يُقَالُ لَهَا زَبْرَاءُ أَخْبَرَتْهُ أَنَّهَا كَانَتْ تَحْتَ عَبْدٍ وَهِيَ أَمَةٌ يَوْمَئِذٍ فَعَتَقَتْ قَالَتْ فَأَرْسَلَتْ إِلَيَّ حَفْصَةُ زَوْجُ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَدَعَتْنِي فَقَالَتْ إِنِّي مُخْبِرَتُكِ خَبَرًا وَلَا أُحِبُّ أَنْ تَصْنَعِي شَيْئًا

إِنَّ أَمْرَكِ بِيَدِكِ مَا لَمْ يَمْسَسْكِ زَوْجُكِ فَإِنْ مَسَّكِ فَلَيْسَ لَكِ مِنَ الْأَمْرِ شَيْئٌ قَالَتْ فَقُلْتُ هُوَ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ ثُمَّ الطَّلَاقُ فَفَارَقَتْهُ ثَلَاثًا

عروہ بن زبیر سے روایت ہے کہ بنی عدی کی لونڈی جس کا نام زبرا تھا ایک غلام کے نکاح میں تھی وہ آزاد ہو گئی حضرت حفصہ نے اس کو بلایا اور کہا میں تجھ سے ایک بات کہتی ہوں مگر یہ نہیں چاہتی کہ تو کچھ کر بیٹھے تجھے اختیار ہے جب تک تیرا خاوند تجھ سے جماع نہ کرے اگر جماع کرے گا پھر تجھے اختیار نہ رہے گا زبرا بول اٹھی اگر ایسا ہی ہے تو طلاق ہے طلاق ہے پھر طلاق ہے جدا ہو گئی اپنے خاوند سے تین بار کہہ کر۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ أَنَّهُ قَالَ طَلَّقَ رَجُلٌ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا ثُمَّ بَدَا لَهُ أَنْ يَنْكِحَهَا فَجَاءَ يَسْتَفْتِي فَذَهَبْتُ مَعَهُ أَسْأَلُ لَهُ فَسَأَلَ عَبْدَ اللَّهِ بْنَ عَبَّاسٍ وَأَبَا هُرَيْرَةَ عَنْ ذَلِكَ فَقَالَا لَا نَرَى أَنْ تَنْكِحَهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَكَ قَالَ فَإِنَّمَا طَلَاقِي إِيَّاهَا وَاحِدَةٌ قَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ إِنَّكَ أَرْسَلْتَ مِنْ يَدِكَ مَا كَانَ لَكَ مِنْ فَضْلٍ

محمد بن ایاس بن بکیر نے کہا ایک شخص نے اپنی بی بی کو تین طلاق دیں وطی سے پہلے پھر اس سے نکاح کرنا چاہا پھر مسئلہ پوچھنے گیا میں بھی اس کے ساتھ گیا اس نے عبد اللہ بن عباس اور ابو ہریرہ سے پوچھا دونوں نے کہا کہ تجھ کو اس عورت سے نکاح کرنا درست نہیں جب تک وہ عورت دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے وہ شخص بولا میری ایک طلاق سے وہ عورت بائن ہو گئی ابن عباس نے کہا تو نے اپنے ہاتھ سے خود اختیار کھو دیا۔

عَنْ مُعَاوِيَةَ بْنِ أَبِي عَيَّاشٍ الْأَنْصَارِيِّ أَنَّهُ كَانَ جَالِسًا مَعَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ وَعَاصِمِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ قَالَ فَجَائَهُمَا مُحَمَّدُ بْنُ إِيَاسِ بْنِ الْبُكَيْرِ فَقَالَ إِنَّ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْبَادِيَةِ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ ثَلَاثًا قَبْلَ أَنْ يَدْخُلَ بِهَا فَمَاذَا تَرَيَانِ فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الزُّبَيْرِ إِنَّ هَذَا الْأَمْرَ مَا لَنَا فِيهِ قَوْلٌ فَاذْهَبْ إِلَى عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبَّاسٍ وَأَبِي هُرَيْرَةَ فَإِنِّي تَرَكْتُهُمَا عِنْدَ عَائِشَةَ فَسَلْهُمَا ثُمَّ ائْتِنَا فَأَخْبِرْنَا فَذَهَبَ فَسَأَلَهُمَا فَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ لِأَبِي هُرَيْرَةَ أَفْتِهِ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ فَقَدْ جَائَتْكَ مُعْضِلَةٌ فَقَالَ أَبُو هُرَيْرَةَ الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثَةُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ مِثْلَ ذَلِكَ

معاویہ بن ابو عیاش عبد اللہ بن زبیر اور عاصم بن عمر کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں محمد بن ایاس بن بکیر آئے اور کہا کہ ایک بدوی شخص نے اپنی عورت کو تین طلاق دیں صحبت سے پہلے تو تمہاری کیا رائے ہے عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا اس مسئلے میں ہمیں کچھ معلوم نہیں عبد اللہ بن عباس اور ابو ہریرہ کے پاس جاؤ میں ان دونوں کو حضرت عائشہ کے پاس چھوڑ کر آیا ہوں اور جو وہ کہیں اس سے مجھے بھی خبر کرنا محمد بن ایاس وہاں گئے اور ان سے جا کر پوچھا عبد اللہ بن عباس نے ابو ہریرہ سے کہا تم بتاؤ کہ ایک مشکل مسئلہ تمہارے پاس آیا ہے ابو ہریرہ نے کہا ایک طلاق میں دو صورت بائن ہو گئی اور تین طلاق میں حرام ہو گئی جب تک دوسرے شخص سے نکاح نہ کرے پھر عبد اللہ بن عباس نے بھی ایسا ہی کہا۔

قَالَ مَالِك وَعَلَى ذَلِكَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا وَالثَّيِّبُ إِذَا مَلَكَهَا الرَّجُلُ فَلَمْ يَدْخُلْ بِهَا إِنَّهَا

تَجْرِی مَجْرَی الْبِكْرِ الْوَاحِدَةُ تُبِينُهَا وَالثَّلَاثُ تُحَرِّمُهَا حَتَّى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهُ

کہا مالک نے ہمارے نزدیک یہی حکم ہے اگر ثیبہ عورت کوئی نکاح کرے اور جماع سے پہلے اسے تین طلاق دے دے تو وہ حرام ہو جائے گی یہاں تک کہ دوسرے خاوند سے نکاح کرے۔

عَنْ سَعِيدَ بْنَ الْمُسَيَّبِ وَسُلَيْمَانَ بْنَ يَسَارٍ سُئِلَا عَنْ طَلَاقِ السَّكْرَانِ فَقَالَا إِذَا طَلَّقَ السَّكْرَانُ جَازَ طَلَاقُهُ وَإِنْ قَتَلَ قُتِلَ بِهِ

سعید بن مسیب اور سلیمان بن یسار سے سوال ہوا کہ جو شخص نشے میں مست ہو اور طلاق دے اس کا کیا حکم ہے دونوں نے کہا کہ طلاق پڑ جائے گی اور وہ نشے میں مار ڈالے کسی کو تو مارا جائے گا۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيَّبِ أَنَّهُ قَالَ ثَلَاثٌ لَيْسَ فِيهِنَّ لَعِبٌ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالْعِتْقُ

سعید بن مسیب نے کہا کہ تین چیزیں ایسی ہیں جن میں کھیل نہیں ہوتا نکاح اور طلاق اور عتاق

عَنْ عَامِرٍ الشَّعْبِيِّ قَالَ قُلْتُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ قَيْسٍ حَدِّثِينِي عَنْ طَلَاقِكِ قَالَتْ طَلَّقَنِي زَوْجِي ثَلَاثًا وَهُوَ خَارِجٌ إِلَى الْيَمَنِ فَأَجَازَ ذَلِكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عامر شعبی سے روایت ہے میں نے فاطمہ بنت قیس سے کہا تم اپنی طلاق کی حدیث بیان کرو۔ انہوں نے کہا کہ میرے خاوند نے مجھ کو تین طلاقیں دیں اور وہ یمن کو جانے والا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس (طلاق) کو برقرار رکھا۔ (سنن ابن ماجہ)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ثَلَاثٌ جَدُّهُنَّ جَدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جَدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ

حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں

جن کو آدمی قصداً کرے یا ہنسی مذاق میں وہ صحیح ہو جائیں گی ایک نکاح دوسری طلاق اور تیسری رجعت (سنن ابو داؤد)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تین چیزیں ایسی ہیں جو نیت کے ساتھ تو واقع ہوتی ہیں مذاق میں بھی واقع ہو جاتی ہیں طلاق، نکاح اور طلاق کے بعد رجوع کرنا (جامع ترمذی)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ النِّكَاحُ وَالطَّلَاقُ وَالرَّجْعَةُ

حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تین باتوں میں مذاق بھی ایسے ہی ہے جیسے حقیقت۔ اور حقیقت میں کہنا (بہر حال) حقیقی طور پر ہی (متصور) ہوتا ہے۔ نکاح۔ طلاق۔ رجعت۔ (سنن ابن ماجہ)

قارئین اس کتاب میں چند ایک حدیثیں ہی پیش کی گئی ہیں اور حدیثوں کی تکرار بھی ہے اس وجہ سے کہ ایک واقعہ کے بارے میں راوی کے مختلف الفاظ سے بھی پڑھنے والوں کو واقفیت ہو جائے تاکہ مسئلہ خوب اچھی طرح سمجھ لیا جائے اور اس بے پر کے پروپیگنڈے سے کہ جس میں سب سے پہلے روافض نے جماعت سے اختلاف کیا اور پھر اس کے بعد ایک دوسرا گروہ اٹھا کہ جنھوں نے ان کی پیروی کی اور اس کے باوجود اپنے آپ کو اہل حدیث کہلواتے ہیں در حقیقت نااہل حدیث ہیں۔

حدیث کیا ہے نبی کریم ﷺ کے ارشادات و اعمال مبارکہ بزبان اصحاب نبی ﷺ اور

کتنی مضحکہ خیز بات ہے ان اصحاب کے زبانی بیان کردہ اعمال کو تو ہم صحیح قرار دیں اور ان کے اعمال کو قرآن و سنت کی منشاء کے خلاف قرار دیں۔ کیا نعوذ باللہ صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین صرف احادیث بیان کرتے تھے اور ان احادیث کو اپنی زندگیوں میں لاگو نہیں کرتے تھے کہ کہا جائے کہ ہمیں حدیث مل گئی ہے اور حدیث کے مقابلے میں نہ ہم کو عمر رضی اللہ عنہ کی پرواہ ہے نہ کسی اور کی۔ العیاذ باللہ۔

اب ذرا غور کریں ایسے لوگوں کی بیان کردہ احادیث قابل اعتبار ہو سکتی ہیں جو زبان سے تو احادیث نبوی ﷺ بیان کریں اور عمل حدیث نبوی ﷺ کے خلاف کریں۔ العیاذ باللہ

کتنا خطرناک اور گمراہ کن طرز عمل ہے کہ ایک صحابی کی زبانی حدیث کو لے کر کہ جس کے الفاظ میں بے حد گنجائش بھی ہے ایک صحابی کا عمل جو کہ اس نے جماعت صحابہ کے سامنے کیا یہ کہہ کر رد کر دیا جائے کہ ہمارے پاس حدیث ہے جو کہ اس عمل کے خلاف ہے۔

اور مزے کی بات ہے کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کہ جن سے مروی حدیث پر اس گروہ نے اس اختلاف کی بنیاد رکھی اور اس بناء پر بنا سوچے سمجھے عمر رضی اللہ عنہ پر بلا شرعی دلیل فتویٰ جاری کرنے کا الزام تک لگا دیا کا عمل اس حدیث کے برعکس ہے۔ اور ان کا فتویٰ ایک مجلس کی تین طلاق کے تین ہی ہونے کا ہے۔

جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حدیث ابن عباس رضی اللہ عنہ کا جو مطلب اس گروہ نے رافضیت زدہ ذہن سے لیا وہ ہرگز نہیں اگر ہوتا تو خود راوی اس پر شدت سے عامل ہوتا اور ترجمان قرآن ابن عباس رضی اللہ عنہ سے یہ توقع نہیں کی جا سکتی ہے حدیث کے ہوتے ہوئے وہ اس کے خلاف فتویٰ جاری کرتے پھریں وہ بھی اللہ کے احکام میں سخت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں۔

روافض کا انکار تو سمجھ میں آتا ہے کہ ان کی احادیث کا معیار رواۃ اور ائمہ حدیث سب کچھ ہی الگ ہیں انکی حدیث کی آخری سند انکے امام ہیں اور وہ انکی بنیاد پر ببانگ دہل انکار کرتے ہیں اور

جب وہ کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے یہ نئی ایجاد کی تو پھر یہ ثابت کرنے کے لیے اور بھی بہت کچھ کہنا پڑ جاتا ہے جو وہ کہتے ہیں اور اس کے نتیجے میں روافض کہلواتے ہیں۔

اہل سنت والجماعت کے ذخیرہ حدیث کی بنیاد پر یہ کہا ہی نہیں جا سکتا کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کوئی ایسا فیصلہ کیا کہ جس کی کوئی شرعی بنیاد نہ تھی، یا خلاف سنت رسول اللہ ﷺ کوئی اجتہاد کیا۔ مگر غیر مقلدین بے شمار مسائل میں جماعت صحابہ سے اختلاف کرتے ہیں جیسے ایک مجلس کی تین طلاق و بیس رکعت تراویح میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے، اذان جمعہ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے۔

اوپر صفحہ 19 پر غیر مقلدین کی ترجمہ شدہ صحیح بخاری کے صفحہ پر یہ وضاحت کے ساتھ نظر آ رہا ہے کہ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ حقیقتاً حلال یا حرام ہوتی ہے۔

اور یہ ایک عام فہم سی بات ہے کوئی پیچیدہ مسئلہ نہیں، اور پھر اہل سنت والجاعت کے ذخیرہ حدیث سے یہ بات تا قیامت ثابت نہیں کی جا سکتی کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کبار صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی موجودگی میں عورت کو حلال سے حرام کرنے کا فتویٰ دیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ ایسا فتویٰ دے ہی نہیں سکتے تھے اور نہ ہی کوئی انہیں ایسا کرنے کی اجازت دے سکتا تھا اور نہ ہی کوئی اس کام میں انکی اطاعت کرتا۔

آپ اوپر صفحہ 29 اور 30 میں غیر مقلدین کو اسی مشکل میں گرفتار دیکھ سکتے یوں سمجھیں ایک جوان مرد کو ایک بچے کی قمیص پہنائی جا رہی ہے۔

ا۔ غیر مقلد مصنف پہلے لکھتا ہے "تاہم ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کچھ باک نہیں ہے کہ آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کے خلاف تھا"

۲۔ پھر اعتراض کرنے پر اس کو کتابت کی غلطی قرار دیتا ہے مگر ہدایت پھر بھی نصیب نہیں

ہوتی صرف الفاظ کا ہیر پھیر کرتا ہے۔ اور لکھتا ہے "تاہم ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کچھ باک نہیں ہے کہ آپ (حضرت عمر رضی اللہ عنہ) کا یہ فیصلہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف تھا" اور چونکہ مصنف کے قلب پر گمراہی کی سیاہی جمی ہوئی ہے لہٰذا اسے اس عبارت میں چھپی گستاخی اور بے ادبی نظر نہیں آرہی۔ الفاظ دیکھیں "ہمیں یہ تسلیم کرنے میں کچھ باک نہیں" کہاں تم اور کہاں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ۔ اس سے زیادہ کیا کہوں کہ:

چہ نسبت خاک را بہ عالم پاک — کجا عیسیٰ کجا دجال ناپاک

۳۔ پھر تشریح کرتا ہے اور لکھتا ہے کہ اس کے لکھے الفاظ کا مفہوم بنتا ہے کہ "آپ رضی اللہ عنہ کا یہ فیصلہ اجتہادی تھا، جس میں غلطی کے امکان کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا" اب دیکھیے لکھتا کیا ہے اور تشریح کیا کرتا ہے۔

۴۔ آگے آکر پھر پہلی والی عبارت کو نئے الفاظ میں لکھتا ہے "اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے سامنے کوئی شرعی بنیاد موجود ہوتی تو آپ رضی اللہ عنہ یقیناً استنباط کر کے لوگوں کو مطلع فرماتے"۔

دیکھیے عقل کے اندھے کو اتنی دور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے، گستاخی کر رہا ہے صحابہ رضوان اللہ اجمعین کے فتاویٰ کو ٹھکرا رہا ہے اور اتنی بڑی بات چھوٹے منہ سے نکال رہا ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پاس کوئی شرعی بنیاد نہ تھی۔ واللہ ھذا بہتان عظیم۔

مگر سیدھی اور آسان سی بات سمجھ میں نہیں آرہی کہ نہ کسی نے اعتراض کیا اور نہ کسی نے کوئی دلیل طلب کی تو اس کا آسان سا مطلب ہے کہ یہ سنت رسول اللہ ﷺ تھی اور سب کو پتہ تھا کہ یہ فیصلہ کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہے، اور اسی کے مطابق عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ابن عباس رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ بھی موجود ہیں۔ اور تابعین، تبع تابعین، ائمہ اربعہ، جمہور علماء اور امت کا کثیر تر طبقہ اس پر عمل پیرا ہے۔

اس سوچ کی وجہ سے کہ صحابہ نے تو حدیث چھوڑ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ اختیار کیا اور اتباع حق نہ کیا اور ہم نے حدیث پکڑ کر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا فتویٰ چھوڑ دیا اور اتباع حق کیا ان کے دلوں پر سیاہی جم چکی ہے لہذا انہیں سیدھی اور آسان بات تو سمجھ آتی نہیں مشکل اور ٹیڑھی بات کی طرف ہی دوڑتے ہیں۔ اللہ سبحانہ تعالیٰ قرآن کریم میں بیان کرتے ہیں۔

انکی مثال اس شخص کی سی ہے جس نے شب تاریک میں آگ جلائی۔ جب آگ نے اسکے ارد گرد کی چیزیں روشن کیں تو اللہ نے ان لوگوں کی روشنی زائل کر دی اور انکو اندھیروں میں چھوڑ دیا کہ کچھ نہیں دیکھتے۔ یہ بہرے ہیں گونگے ہیں اندھے ہیں کہ کسی طرح سیدھے رستے کی طرف لوٹ ہی نہیں سکتے۔ (سورۃ البقرۃ ۱۸،۱۷)

بات صاف ہے کہ جن کے نزدیک عمر فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عادل نہیں انکے نزدیک عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے فیصلے ماننے والے دیگر اصحاب رسول اللہ ﷺ بھی عادل نہیں اور وہ تو یہ بات کہتے ہیں مگر ایک طرف آپ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو عادل بھی مانیں، اس امت کا محدث بھی مانیں، حق و باطل میں فرق کرنے والا بھی مانیں اور انکے فیصلے ماننے والے اصحاب رسول اللہ ﷺ کو بھی عادل مانیں تو پھر آپ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ ایک عادل صحابی نے بغیر کسی شرعی بنیاد کے اجتہاد کیا، یا کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کی منشاء کے خلاف یہ فیصلہ کیا اور باقی تمام عادل اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ان کے اس فیصلے کی تائید کی یاد رہے یہ معاملہ عورت کی حلت و حرمت اور نسلوں کی حلت و حرمت کا معاملہ ہے۔ عورت کا حکم کھانے پینے کی طرح نہیں ہے بلکہ وہ حقیقتاً حلال یا حرام ہوتی ہے۔

اور یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ شارع نہ تھے اور نہ کوئی دور قدیم میں اور نہ دور جدید میں انہیں شارع مانتا ہے۔

ہاں اللہ سبحانہ کے احکامات نافذ کروانے میں سخت تھے۔

اور یہ انہوں نے اپنی طرف سے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا بلکہ کتاب اللہ و رسول اللہ ﷺ کے فیصلے کا سختی سے نفاذ کیا تھا۔ اور یہی صفت انکی دیگر الہامی کتب میں بھی مرکوز ہے۔

اور یہ کہنا کہ عمر رضی اللہ عنہ کا فیصلہ ماننا حدیث کو چھوڑنا ہے سخت گمراہی ہے اور جہالت ہے اور دین کی بنیاد اکھاڑنے کے مترادف ہے۔

اس سے باطل زعم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ہم (غیر مقلدین) نے حدیث تھامی ہوئی ہے گویا معاذ اللہ عمر رضی اللہ عنہ اور انکے دور میں موجود صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین نے حدیث چھوڑی ہوئی تھی۔

گویا تابعین و تبع تابعین و ائمہ اربعہ نے حدیث چھوڑی ہوئی تھی۔

اور جب درمیانی واسطے نے ہی حدیث چھوڑی ہوئی تھی تو پھر ان کے پاس صحیح احادیث کیسے پہنچ گئیں۔

وقت ہے کہ آیئے جماعت کی طرف آیئے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی طرف کہ لسان رسالت ﷺ فرماتی ہے کہ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق اور فیصلہ خداوندی خود بخود اللہ کے حکم سے جاری ہو جایا کرتا ہے۔ اطاعت صحابہ رضوان اللہ اجمعین ہی دراصل اطاعت نبوی ﷺ ہے اور اطاعت نبوی ﷺ ہی دراصل اطاعت الٰہی ہے، آپ کے پاس جو بھی ذخیرہ احادیث ہے انہی صحابہ رضوان اللہ اجمعین کی چھلنی سے گذر کے پہنچا ہے اور تمام کے تمام صحابہ عادل تھے، امانت دار تھے، سنت نبوی ﷺ کے پیروکار تھے، حدیث نبوی ﷺ کو دانتوں سے پکڑنے والے تھے اور سنت نبوی ﷺ کو چھوڑنے والے نہیں تھے، کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق اجتہاد کرنے والے تھے۔ وحی الٰہی کی چھاؤں میں نبی کریم ﷺ کے تربیت یافتہ فقیہہ تھے،

اتباع صحابہ رضوان اللہ اجمعین ہی دراصل اتباع حق ہے۔ اللہ سب مومنین کو نصیب فرمائے اور اللہ بغض صحابہ رضوان اللہ اجمعین سے تمام مومنین کو محفوظ ومامون رکھے۔ اٰمین۔

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اللَّهَ اللَّهَ فِي أَصْحَابِي لَا تَتَّخِذُوهُمْ غَرَضًا بَعْدِي فَمَنْ أَحَبَّهُمْ فَبِحُبِّي أَحَبَّهُمْ وَمَنْ أَبْغَضَهُمْ فَبِبُغْضِي أَبْغَضَهُمْ وَمَنْ آذَاهُمْ فَقَدْ آذَانِي وَمَنْ آذَانِي فَقَدْ آذَى اللَّهَ وَمَنْ آذَى اللَّهَ يُوشِكُ أَنْ يَأْخُذَهُ

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے بعد میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرنا اور انکو حدف ملامت نہ بنانا اس لئے کہ جس نے ان سے محبت کی اس نے میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کی اور جس نے ان سے بغض کی اس نے مجھ سے بغض کیا اور جس نے انہیں ایذاء (تکلیف) پہنچائی گویا اس نے مجھے ایذاء دی اور جس نے مجھے اذیت دی گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اللہ تعالیٰ عنقریب اسے اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا۔ (ترمذی)

تمت بالخیر